ثقہ ثبت حافظ الحدیث
امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ
امام صاحب پر محدثین کے اعتراضات کے جوابات
(ارشاد الحق اثری کو جواب)
امام صاحب کی تعریف و توثیق مزید 10 آئمہ کرام سے
امام اوزاعیؒ کا مثالب ابو حنیفہؒ سے رجوع
ماخوذ : مجلہ الاجماع
النعمان سوشل میڈیا سروسز
جلد چہارم

دوماہی مجلّہ

الاجماع

* امام ابو حنیفہ، نعمان بن ثابتؒ (م ۱۵۰ھ) پر محدثین کے اعتراضات کے جوابات۔ **(اثری صاحب کو جواب)**

* امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ [قسط ۴]

* ائمہ کے نزدیک، امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) حدیث میں ثقہ، امام اور معرفتِ حدیث و اتقان الرواۃ کے بھی ماہر ہیں۔

ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن

امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ (م ۱۵۰ھ) پر محدثین کے اعتراضات کے جوابات۔

(اثری صاحب کو جواب)

-مولانا نذیر الدین قاسمی

محترم ارشاد الحق اثری صاحب نے حدیث "من کان لہ امام۔۔" کے تحت ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث، شاہنشاہ الحدیث، امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ (م ۱۵۰ھ) پر محدثین کے حوالے سے کئی اعتراضات کئے ہیں، جن کو جوابات کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں:

اعتراض نمبر ۱: (حدیث "من کان لہ امام۔۔" پر ائمہ کا اعتراض)

مشہور امام، حافظ الزماں، امیر المومنین فی الحدیث، ثقہ، ثبت، امام ابوالحسن الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) کہتے ہیں کہ اس روایت (یعنی "من کان لہ امام۔۔") کو امام ابوحنیفہؒ اور حسن بن عمارہؒ کے علاوہ کسی نے مسند بیان نہیں کیا اور وہ دونوں ضعیف ہے۔ **(سنن الدارقطنی)**، تقریباً یہی کلام اثری صاحب نے ابن عبد البرؒ، خطیب بغدادیؒ، ابن الجوزیؒ، ابو حاتمؒ، ابوزرعہؒ وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ اس حدیث کو مسند بیان کرنے میں امام صاحبؒ منفرد ہیں۔ **(توضیح الکلام: ص ۹۲۵)**

الجواب:

خود ارشاد الحق اثری صاحب کہتے ہیں کہ حدیث میں ایسی غلطیوں سے امام مالکؒ، سفیان ثوریؒ، شعبہؒ، یحیی بن سعیدؒ، ایسے حفاظ و اثبات بھی محفوظ نہ رہ سکے تو وہ آخر انسان ہی ہیں اور خطا و نسیان انسان کے خمیر میں ہے۔ امام ابن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ وہم سے کون محفوظ رہا ہے، امام ابن معینؒ فرماتے ہیں کہ جو غلطی کر جائے مجھے اس پر تعجب نہیں۔ تعجب اس پر ہے جو صحیح صحیح بیان کرتا ہے۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ خطا و تصحیف سے کون بچ سکتا ہے۔ **(توضیح الکلام: ص ۹۲۷)**

یعنی کہنا یہ ہے کہ اس حدیث کے سلسلے میں محدثین خطاء سے نہیں بچ سکے۔

اس اعتراض کی حقیقت:

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس حدیث کو مسند اور متصل بیان کرنے میں ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث، امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) منفرد نہیں ہیں، بلکہ ان کے متابع میں ۳، ۳ حضرات موجود ہیں۔

متابع نمبر "۱" اور "۲":

چنانچہ ثقہ، ثبت، حافظ، امام احمد بن منیعؒ (م ۲۴۴ھ) فرماتے ہیں کہ

أبنا إسحاق الأزرق، ثنا سفيان و شريك، عن موسى ابن أبي عائشة، عن عبد الله بن شداد، عن جابر قال: قال

رسول الله - صلی الله علیه وسلم -: "من کان له إمام فقراءة الإمام له قراءة۔ (**مسند احمد بن منیع بحوالہ اتحاف الخیرۃ المہرۃ للبصیری: ج ۲: ص ۸۰، ج ۲: ص ۱۶۸**)

نیز امام ابن الہمامؒ (م ۸۶۱ھ)، حافظ قاسم بن قطلو بغاؒ (م ۸۷۹ھ)، شیخ، فاضل، محمد ہاشم سندھیؒ (م ۱۱۷۴ھ)، مشہور مفسر، محدث، محمود بن عبداللہ الآلوسیؒ (م ۱۲۷۰ھ)، محدث محمد بن علی النیمویؒ (م ۱۳۲۲ھ)، محدث الہند، امام انور شاہ کشمیریؒ (م ۱۳۵۳ھ) وغیرہ نے بھی اس کو اپنی اپنی کتابوں میں صحیح قرار دیا ہے۔ (**فتح القدیر: ج ۱: ص ۳۳۸، تخریج احادیث الاختیار: ج ۱: ص ۱۶۸، طبع الفاروق، تنقیح الکلام: ص ۱۳۲، رسالۃ الدکتوراۃ، تفسیر آلوسی: ج ۵: ص ۱۴۱، آثار السنن مع تعلیق الحسن: ص ۹۴، العرف الشذی: ج ۱: ص ۳۱۲**)

اور حافظ بوصیریؒ (م ۸۴۰ھ) نے اس روایت کو اپنی کتاب میں ۲، ۲ جگہ نقل کر کے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھئے **اتحاف الخیرۃ المہرۃ للبصیری: ج ۲: ص ۸۰، ج ۲: ص ۱۶۸۔**

غور فرمائیں! اس روایت میں ۲، ۲ راوی سفیان ثوریؒ اور شریک بن عبداللہؒ، امام صاحبؒ کی طرح اس روایت کو مسند بیان کرتے ہوئے، حضرت جابر بن عبداللہؓ کا ذکر کیا ہے۔ اور وہ دونوں ثقہ ہیں، جیسا کہ تفصیل گزر چکی۔

یہی وجہ ہے کہ کئی ائمہ وعلماء مثلاً امام، حافظ شہاب الدین بوصیریؒ (م ۸۴۰ھ)، امام ابن الہمامؒ (م ۸۶۱ھ)، حافظ قاسم بن قطلو بغاؒ (م ۸۷۹ھ)، شیخ، فاضل، محمد ہاشم سندھیؒ (م ۱۱۷۴ھ)، مشہور مفسر، محدث، محمود بن عبداللہ الآلوسیؒ (م ۱۲۷۰ھ)، محدث محمد بن علی النیمویؒ (م ۱۳۲۲ھ)، محدث الہند، امام انور شاہ کشمیریؒ (م ۱۳۵۳ھ)، وغیرہ حضرات نے کہا کہ اس روایت کو مسند بیان کرنے میں امام ابوحنیفہؒ منفرد نہیں، بلکہ ان کے متابع میں سفیان ثوریؒ اور شریک بن عبداللہ النخعیؒ وغیرہ موجود ہیں۔ (**اتحاف الخیرۃ المہرۃ: ج ۲: ص ۱۶۹، طبع دار الوطن، فتح القدیر: ج ۱: ص ۳۳۸، تخریج احادیث الاختیار: ج ۱: ص ۱۶۸، طبع الفاروق، تنقیح الکلام: ص ۱۳۲، رسالۃ الدکتوراۃ، تفسیر آلوسی: ج ۵: ص ۱۴۱، آثار السنن مع تعلیق الحسن: ص ۹۴، العرف الشذی: ج ۱: ص ۳۱۲**)

لہذا ان ائمہ کا یہ کہنا کہ امام صاحبؒ اس روایت کو مسند بیان کرنے میں تنہا ہیں، غیر صحیح ہے۔

نوٹ:

اس روایت پر اثری صاحب کے تمام اعتراضات کے جوابات دئے جا چکے ہیں، دیکھئے (**مجلہ الاجماع: ش ۱۸: ص ۱**)

متابع نمبر ۳:

امام ابوبکر بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) کہتے ہیں کہ

أخبرنا أبو عبد الله الحافظ حدثنا أبو بكر محمد بن حامد الفقيه ببخارى نا أبو الفضل محمد بن أحمد السلمي نا العباس بن عزيز بن سيار القطان المروزي نا عتيق بن محمد النيسابوري نا حفص بن عبد الرحمن عن أبي شيبة عن الحكم بن عتيبة عن عبد الله بن شداد عن جابر بن عبد الله عن النبي صلى الله عليه و سلم قال: من كان له إمام فإن قراءة الإمام له قراءة۔ (کتاب القراءت للبیہقی: ص ۱۵۴)

اس روایت کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں، البتہ ابوشیبہ، عبدالرحمٰن بن اسحاق الواسطیؒ گرچہ ضعیف ہیں لیکن متابعات میں قابل ذکر ہیں۔(**مجلہ الاجماع: ش۱۹: ص۶**)

اس سند سے بھی امام صاحب کی روایت کا مسند اور جابرؓ سے ثابت ہونا، معلوم ہوتا ہے۔

متابع نمبر ۴:

امام ابوبکر ابن ابی شیبہؒ (م **۲۳۵ھ**) کہتے ہیں کہ

حدثنا مالك بن إسماعيل، عن حسن بن صالح، عن أبي الزبير، عن جابر، عن النبي صلى الله عليه و سلم، قال: كل من كان له إمام، فقراءته له قراءة۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: حدیث نمبر ۳۸۲۳، و اللفظ له، مسند احمد بن حنبل: ج ۲۳: ص ۱۲، تحفۃ الاشراف للمزی: ج ۲: ص ۲۹۱)

اس کے روات ثقہ اور سند صحیح ہے اور یہی وجہ ہے کہ امام شمس الدین ابن قدامہؒ (م **۶۸۲ھ**) اور حافظ، امام ابن الترکمانیؒ (م **۷۵۰ھ**)، امام عینیؒ (م **۸۵۵ھ**) وغیرہ نے کہا کہ یہ روایت صحیح اور متصل ہے۔(**مجلہ الاجماع: ش۱۷: ص۴**)

نوٹ:

اس روایت پر کئے گئے اعتراض کے جواب کے لئے دیکھئے **مجلہ الاجماع: ش۱۷: ص۴**۔

متابع نمبر ۵:

ثقہ، ثبت، امام اور حافظ الحدیث ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامۃ الطحاویؒ (م **۳۲۱ھ**) فرماتے ہیں کہ

حدثنا أبو أمية، قال: ثنا إسحاق بن منصور السلولي، قال: ثنا الحسن بن صالح، عن جابر، و ليث، عن أبي الزبير، عن جابر، رضي الله عنه، عن رسول الله صلى الله عليه و سلم قال: من كان له إمام فقراءة الإمام له قراءة۔ (شرح معانی الآثار: ج ۱: ص ۲۱۷)

اس سند کے تمام روات ثقہ ہیں، البتہ لیث بن ابی سلیمؒ (م **۱۴۸ھ**) متابعات میں صدوق ہیں اور جابر الجعفیؒ (م **۱۲۷ھ**)

ضعیف ہے۔ محدث عینیؒ (م ۸۵۵ھ) نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ (نخب الافکار للعینی: ج ۴: ص ۱۰۶)،

متابع نمبر ۶:

امام ابونعیم اصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) کہتے ہیں کہ

حدثنا محمد بن علي بن حبيش، ثنا علي بن جعفر بن محمد بن حبيب التمار، ثنا علي بن إشكاب، ثنا إسحاق الأزرق، عن أبي حنيفة، عن أبي الزبير، عن جابر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: »من كان له إمام، فقراءة الإمام له قراءة. كذا في أصل أبي الزبير، عن جابر۔ (مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص ۳۲)

اس روایت کے تمام روات صدوق یا ثقہ ہیں، جس کی تفصیل **مجلہ الاجماع: ش ۱۷: ص ۶-۷**۔

خلاصہ کلام یہ کہ امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) اس روایت کو مسند و متصل بیان کرنے میں منفرد نہیں ہیں۔ بلکہ ان کے متابع میں سفیان ثوریؒ، شریک بن عبداللہؒ، حسن بن صالح وغیرہ روات کی ایک جماعت موجود ہے، جیسا کہ ائمہ وعلماء کے حوالے گزر چکے۔

لہذا اس روایت کو مسند بیان کرنے کے سلسلے میں ان پر اعتراض کرنا باطل و مردود ہے۔ واللہ اعلم

اعتراض نمبر ۲: (حدیث: ''من کان لہ امام۔۔'' کی بعض طریق میں ابوالولید کا اضافہ امام صاحبؒ کی وجہ سے آیا؟؟)

اثری صاحب کہتے ہیں کہ مولانا صفدر صاحب اسی ''ابوالولید'' کا دفاع وہ یہاں فرما رہے ہیں کہ یہ کوئی علیحدہ راوی نہیں۔ بلکہ عبداللہ بن شداد کی کنیت ہے۔ حالانکہ قاضی ابو یوسف نے کتاب الآثار (ص ۲۳) میں یہی روایت امام ابوحنیفہ سے عن موسی بن ابی عائشہ عن عبداللہ بن شداد عن ابی الولید عن جابر کی سند سے ذکر کی ہے اور اس میں بھی ''ابوالولید'' کا واسطہ مذکور ہے۔ قاضی ابو یوسف کے واسطہ سے یہی روایت امام ابن عدیؒ نے الکامل (ص ۲۴۷۷ ج ۷) امام حاکم نے معرفۃ علوم الحدیث (ص ۱۷۸)، امام بیہقیؒ نے کتاب القراءۃ (ص ۱۰۲) اور امام دارقطنی نے السنن (ص ۳۲۵ ج ۱)، امام ابونعیم اصفہانی نے مسند الامام ابی حنیفہ (ص ۲۲۸) اور ابن عبدالبر نے التمہید (ص ۴۸ ج ۱۱) میں اسی واسطہ کے ساتھ ذکر کی ہے۔ بلکہ امام ابونعیم نے زفر عن ابی حنیفہ کی سند میں بھی ابو الولید کا واسطہ ذکر کیا ہے اور اس بارے میں مزید جو اختلاف ہے اس کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ اور اسی ابوالولید کو امام خزیمہؒ وغیرہ نے مجہول کہا ہے۔ مگر مولانا صفدر صاحب فرماتے ہیں کہ ''ابوالولید'' عبداللہ بن شدادؒ کی ہی کنیت ہے۔ جیسا کہ امام حاکم نے معرفۃ علوم الحدیث (ص ۱۷۸) میں کہا ہے۔ یہ کوئی علیحدہ راوی نہیں ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ یہ واسطہ دارقطنیؒ بیہقیؒ وغیرہ ہی اپنی کتابوں میں ذکر نہیں کرتے۔ ان سے پہلے امام ابن خزیمہؒ بھی اسے ''ابوالولید'' کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں۔ (**کتاب القراءۃ: ص ۱۰۳**) بلکہ ان سے قبل خود قاضی ابو یوسف نے بھی کتاب الآثار

(ص ۲۳) میں اس واسطہ کو ذکر کیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ واسطہ ذکر کرنے میں کس نے غلطی کی ہے؟ امام ابوحنیفہؒ نے یا قاضی ابو یوسفؒ نے۔

آگے کہتے ہیں کہ ہم دلائل سے ثابت کر آئے ہیں کہ ''جابرؓ'' کا واسطہ ذکر کرنے میں امام ابوحنیفہؒ کو وہم، ہوا ہے اور وہ کبھی اسے مرسل بھی بیان کرتے ہیں بعینہ وہ کبھی تو ''ابوالولید'' کا ذکر کرتے ہیں اور کبھی اس واسطہ کو حذف کر دیتے ہیں۔ کبھی موسیٰ بن ابی عائشہ عن ابی الولید عن جابر کہتے ہیں۔ کبھی ابوالولید کی جگہ ابوعلی کہتے ہیں۔ جیسا کہ امام ابونعیمؒ نے مسند امام ابوحنیفہ میں ذکر کیا ہے۔ **(توضیح الکلام: ص ۹۵۳-۹۵۴)**

الجواب:

اولاً　''ابوالولید'' یہ کوئی الگ راوی نہیں ہے، بلکہ یہ عبداللہ بن شدادؒ کی کنیت ہے۔ جیسا کہ امام ابوعبداللہ الحاکمؒ (م **۴۰۵ھ**) نے تصریح کی ہے۔ (**معرفۃ علوم الحدیث للحاکم: ص ۱۷۸**)، لہذا ان کو مجہول کہنا غلط ہے۔

دوم　''ابوالولید'' کا اضافہ، یہ امام ابوحنیفہؒ (م **۱۵۰ھ**) کی طرف سے نہیں ہے، بلکہ امام ابویوسفؒ (م **۱۸۲ھ**) کی طرف سے ہے۔ کیونکہ اگر یہ زیادتی امام ابوحنیفہؒ (م **۱۵۰ھ**) کی طرف سے ہوتی، تو ان کے دیگر شاگرد اس کو ان کے حوالہ سے بیان کرتے، لیکن سوائے امام ابویوسفؒ (م **۱۸۲ھ**) کے، کسی سے یہ زیادتی ثابت نہیں ہے۔

سوم　امام یوسفؒ (م **۱۸۲ھ**) نے بعض روایات میں یہ زیادتی یعنی ''ابوالولید'' کا ذکر نہیں کیا، چنانچہ مسند ابی حنیفہ للحارثی کے حوالہ سے روایت گزر چکی، جس میں ابویوسفؒ نے ''ابوالولید'' کا ذکر نہیں کیا۔ (**مسند ابی حنیفہ للحارثی بحوالہ جامع المسانید: ج ۱: ص ۳۳۴**)، [۱]

اسی طرح حافظ حارثیؒ (م **۳۴۰ھ**) کے علاوہ، ثقہ، حافظ ابن خسرو البلخیؒ (م **۵۲۲ھ**) نے بھی ابویوسفؒ سے روایت نقل کی، جس میں ''ابوالولید'' کا اضافہ نہیں ہے۔ (**مسند ابوحنیفۃ لابن خسرو: ج ۲: ص ۷۵۴-۷۵۶**) [۲] اور ثقہ، عادل، حافظ طلحہ بن محمد

---

(۱)　ہمارے مہربان اثری صاحب نے اس روایت کو ذکر کر کے، حافظ حارثیؒ (م **۳۴۰ھ**) پر جرح نقل کی ہے۔ (**توضیح: ص ۹۵۴، حاشیہ**) حالانکہ اس کے جوابات دیے جا چکے ہیں۔ (**مجلہ الاجماع: ش ۱۹: ص ۲۲، نیز دیکھئے مجلہ الاجماع: ش ۲: ص ۸۹**)، نیز حافظ حارثیؒ (م **۳۴۰ھ**) کے متابع میں اور بھی ائمہ نے ابویوسفؒ (م **۱۸۲ھ**) سے وہ روایات ذکر کی ہے، جس میں ''ابوالولید'' کا ذکر نہیں ہے، (جس کی تفصیل اوپر موجود ہے)، تو ان روایات کا اثری صاحب کیا جواب دینگے؟؟؟

(۲)　حافظ ابن خسرو البلخیؒ (م **۵۲۲ھ**) کی توثیق کے لئے دیکھئے **مجلہ الاجماع: ش ۵: ص ۱۰۵**۔

الشاہدؒ (م ٣٨٠ھ)، ثقہ، حجت، امام قاضی ابوبکر محمد بن عبد الباقی الانصاریؒ (م ٥٣٥ھ) وغیرہ نے بھی اپنے اپنے مسند ابی حنیفۃ میں ابو یوسفؒ سے یہی روایت نقل کی، جس میں ''ابوالولید'' کا اضافہ نہیں ہے۔ (**جامع المسانید للخوارزمی: ج١: ص٣٣٥-٣٣٦**)[١]

نیز امام ابونعیم اصبہانیؒ (م ٤٣٠ھ) نے بھی ابو یوسفؒ سے یہی روایت نقل کی، جس میں ''ابوالولید'' کا اضافہ موجود نہیں ہے۔ (**مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص٢٢٦-٢٢٩**)،

خلاصہ یہ کہ جس طرح ابو یوسف سے ابوالولید کا اضافہ مروی ہے، اسی طرح اس اضافہ کے بغیر بھی ان سے روایت ثابت ہے۔ اور دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہوسکتی ہے کہ شاید پہلے وہ ابوالولید کا اضافہ نقل کرتے تھے اور بعد میں وہ اس اضافہ سے رجوع کر کے، اس کے بغیر نقل کرنے لگے۔ اس کی ایک دلیل یہ ہے کہ امام ابو یوسفؒ (م ١٨٢ھ) کے متاخر تلامذہ مثلاً محمد بن سعید بن سابقؒ (م ٢١٦ھ)، عمرو بن عون الواسطیؒ (م ٢٢٣ھ)، عبد اللہ بن واقد الواقدیؒ (م ٢٤٧ھ) نے اس روایت کو ان سے ''ابوالولید'' کے اضافے کے بغیر ذکر کیا ہے۔ (**مسند ابی حنیفۃ للحارثی: ج١: ص٤١٦، مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص٢٢٩، جامع المسانید للخوارزمی: ج١: ص٣٣٦، تاریخ بغداد: ج١٠: ص٣٣٨**)، [٢] واللہ اعلم

چہارم جہاں تک زفر عن ابی حنیفہ کی سند میں ابوالولید کے اضافہ کے موجود ہونے کی بات ہے، تو اثری صاحب سے گزارش ہے کہ اسکی سند کو ثابت کریں، اسی طرح موصوف نے جو کہا کہ امام صاحبؒ کبھی ابوالولید کی جگہ ابوعلی کہتے ہیں (**توضیح: ص ٩٥٤**)، وہ روایت بھی اثری صاحب کے ذمہ ہے کہ وہ اسکو بھی ثابت کریں، ورنہ کم از کم اسطرح کی روایات امام صاحب کی طرف منسوب نہ کریں [٣]

---

(١) حافظ طلحہ بن محمد الشاہدؒ (م ٣٨٠ھ) کی توثیق **مجلہ الاجماع: ش ١٤: ص ٥٠-٥١** پر موجود ہے۔

(٢) امام ابوالمؤید الخوارزمیؒ (م ٦٦٥ھ) کی توثیق کے لئے دیکھئے **مجلہ الاجماع: ش ٤: ص ٣٠**۔

(٣) نیز امام زفرؒ (م ١٥٨ھ) سے مروی کتاب الآثار لابی حنیفۃ کے نسخے میں یہ روایت بغیر ابوالولید کے اضافہ کے موجود تھی۔ چنانچہ حافظ ابومحمد الحارثیؒ (م ٣٤٠ھ) کہتے ہیں کہ

حدثنا زكريا بن يحيى بن كثير الأصبهاني، حدثنا أحمد بن رستة، حدثنا محمد بن المغيرة، حدثنا الحكم، حدثنا زفر عن أبي حنيفة، عن موسى بن أبي عائشة، عن عبد الله ابن شداد، عن جابر بن عبد الله أن رجلاً قرأ خلف النبي صلى الله عليه وسلم في صلاة الظهر أو العصر فأومأ إليه رجل ينهاه، قال: فلما فرغ النبي صلى الله عليه وسلم تنازعا في ذلك حتى سمع النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: من كان له إمام فقراءة الإمام له قراءة۔ (**مسند ابی حنیفۃ للحارثی: ج١: ص ٤١٣**)

<u>**سند کی تحقیق:**</u>

پنجم　　امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) سے مروی جس روایت میں ابوعلی کا ذکر آیا ہے، اس میں ابن شدادؓ کا ذکر نہیں ہے۔ چنانچہ حافظ

- حافظ حارثیؒ (م ۳۴۰ھ) کی توثیق کے لئے دیکھئے **مجلہ الاجماع**: ش ۱۹: ص ۲۲،
- ابو یحیی، زکریا بن یحیی بن کثیر بن زر الاصبہانیؒ صدوق ہیں۔ ان سے حافظ حارثیؒ (م ۳۴۰ھ)، حافظ ابن المقریؒ (م ۳۸۱ھ)، عبداللہ بن محمدؒ، محمد بن الحسن بن الحسین الکوفیؒ (م ۳۵۵ھ) وغیرہ نے روایت لی ہے۔ (**مسند ابی حنیفۃ للحارثی**: ج ۱: ص ۴۱۳، ج ۲: ص ۷۰۹، **معجم ابن المقری**: ص ۲۶۴، **تاریخ الاصبہان لابی نعیم**: ج ۱: ص ۳۷۹، نیز دیکھئے **مجلہ الاجماع**: ش ۱۶: ص ۳۲)،
- احمد بن رستۃ بن عمر الاصبہانیؒ (م ۲۹۳ھ) بھی صدوق ہیں۔ (**ارشاد القاصی والدانی**: ص ۱۱۴-۱۱۵)،
- ابوعبداللہ، محمد بن المغیرۃ بن سلم الاصبہانیؒ (م ۲۳۱ھ) بھی صدوق ہیں۔ (**کتاب الثقات لابن حبان**: ج ۹: ص ۱۰۵، **تاریخ الاسلام**: ج ۵: ص ۹۳۰، **تاریخ اصبہان**: ج ۲: ص ۱۵۵)،
- الحکم بن ایوبؒ الاصبہانیؒ بھی صدوق ہیں۔ (**تاریخ الاسلام**: ج ۴: ص ۱۰۹۷، **تاریخ اصبہان**: ج ۱: ص ۳۵۰)،
- امام زفر بن ہزیلؒ (م ۱۵۸ھ) مشہور ثقہ، فقیہ ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم**: ج ۴: ص ۳۱۳) اور باقی روات کی توثیق گزر چکی۔ (دیکھئے ص:)

لہذا یہ سند حسن ہے۔ اور احمد بن رستۃ بن عمر الاصبہانیؒ (م ۲۹۳ھ) کے بارے میں امام، حافظ ابوالشیخؒ (م ۳۶۹ھ) کہتے ہیں کہ ”**كان عنده السنن عن محمد، عن الحكم بن أيوب، عن زفر، عن أبي حنيفة**“ احمد بن رستہؒ، جو محمد بن مغیرہ کے نواسے ہیں، ان کے پاس ”کتاب السنن“ [کتاب الآثار] تھی جس کو وہ اپنے نانا محمد بن مغیرہ سے، وہ حکم بن ایوبؒ سے، وہ امام زفرؒ سے، اور وہ امام ابوحنیفہؒ سے روایت کرتے تھے۔ (**طبقات المحدثین لابی الشیخ**: ج ۴: ص ۱۵۷)،

معلوم ہوا کہ احمد بن رستۃؒ (م ۲۹۳ھ) کے پاس کتاب الآثار موجود تھی۔ لہذا کتاب ہونے کی وجہ سے، ان کی یہ روایت کو دیگر حضرات [عمرو بن شہابؒ وغیرہ جن کے پاس کتاب نہیں تھی، ان] کی روایات پر ترجیح ہوگی۔

پھر ثقہ، حافظ ابونعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) بھی فرماتے ہیں کہ

اختلف أصحاب أبي حنيفة عليه في هذا الإسناد، فقال بعضهم: عن عبد الله بن شداد، عن أبي الوليد، عن جابر، وممن رواه كروايته أبو يوسف، وممن تفرد: زفر من روايته عن ابن حكيم، وإسحاق الأزرق، ويونس بن بكير، وجابر، ومصعب، وخلف بن ياسين۔ (**مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم**: ص ۲۲۶)

معلوم ہوا کہ شداد بن حکیم البلخیؒ (م ۲۱۰ھ) کے طریق میں بھی امام زفرؒ (م ۱۵۸ھ)، امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) سے ”ابوالولید“ کا اضافہ ذکر نہیں کرتے۔ والحمدللہ (نیز دیکھئے **مسند ابی حنیفۃ للحارثی**: ج ۱: ص ۴۱۳)،

ابونعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا الحسن بن علان، ثنا عبد الله بن أبي داود، قال: أنا إسحاق بن إبراهيم، أنا سعيد بن الصلت، قال: أنا أبو حنيفة، عن أبي الحسن، عن أبي الوليد، عن جابر، عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه انصرف من صلاة الظهر أو العصر، فقال: من يقرأ منكم بسبح اسم ربك الأعلى؟ فسكت القوم حتى قال ذلك مرارا، فقال رجل من القوم: أنا يا رسول الله قرأتها، فقال: لقد رأيتك نازعتني أو خالجتني في القرآن۔

ورواه سعيد بن مسلمة عن أبي حنيفة، عن أبي الحسن، عن أبي علي، عن جابر، عن النبي صلى الله عليه وسلم نحوه، حدثناه محمد بن إبراهيم، ثنا مكحول بن محمد بن عبد الله، قال: ثنا محمد بن غالب، قال: ثنا سعيد بن سلم، قال: ثنا أبو حنيفة، عن أبي الحسن، عن أبي علي، عن جابر، عن النبي صلى الله عليه وسلم۔ (مسند ابی حنیفة لابی نعیم: ص ۲۲۹)

غور فرمائیں! ان دونوں روایتوں میں عبد اللہ بن شدادؓ کا ذکر نہیں ہے، بلکہ ابوالحسن موسی بن ابی عائشہؒ کے بعد، ابوعلی کا ذکر ہے۔ اور بہت ممکن ہے کہ یہ ابوعلی دراصل عبد اللہ بن شدادؓ (م ۸۱ھ) ہی ہوں، کیونکہ ایک راوی کی ایک سے زیادہ کنیتیں ہوسکتی ہیں، جس کی کئی مثالیں کتب جرح وتعدیل میں دیکھی جاسکتی ہے۔

نیز چونکہ ابن شدادؓ (م ۸۱ھ) جنگ نہروان میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے اور حضرت علیؓ کے فضائل بیان کرتے تھے، بلکہ بعض ائمہ نے ان کو شیعہ تک کہہ ڈالا۔ (**تہذیب التہذیب: ج ۵: ص ۲۵۱، اکمال تہذیب الکمال للمغلطائی**)، اس وجہ سے بھی ان کی کنیت ''ابوعلی'' ہوسکتی ہے۔

لہذا اقوی احتمال ہے کہ یہاں اس روایت میں ابوعلی سے مراد عبد اللہ بن شدادؓ (م ۸۱ھ) ہیں اور اثری صاحب کا ان روایات کو امام صاحب کے سوءفہم وحفظ کو ثابت کرنے کے لئے پیش کرنا باطل ومردود ہے۔

اعتراض نمبر ۳:　　(**حدیث الضحک** کی روایت پر امام دارقطنیؒ اور امام ابن عدیؒ کا اعتراض)

اثری صاحب کہتے ہیں کہ

اسی طرح حدیث الضحک کی روایت کو امام صاحبؒ نے منصور عن الحسن عن معبد کے طریق سے بیان کیا ہے۔ ان کے برعکس غیلان بن جامع اور ہشیم بن بشیر اسے منصور عن ابن سیرین عن معبد کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں۔ امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں کہ منصور کی روایت میں امام ابوحنیفہؒ کو وہم ہوا ہے۔

نیز یہ بھی فرماتے ہیں کہ وہ دونوں (غیلانؒ وہشیمؒ) ابوحنیفہؒ سے اسناد کو زیادہ یاد رکھنے والے تھے۔ (**توضیح الکلام: ص ۹۵۴**)

الجواب:

اولاً شاید اثری صاحب نے امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) کا یہ اعتراض جلد بازی میں نقل کیا ہے۔ سب سے پہلے امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ)، امام ہشیم بن بشیرؒ (م ۱۸۳ھ)، قاضی غیلان بن جامع (م ۱۳۲ھ) وغیرہ کی امام منصور بن زاذانؒ (م ۱۲۹ھ) سے مروی روایات پیش خدمت ہے:

ابوحنیفۃ عن منصور کی روایات:

- ثقہ، حافظ، امام ابوعبداللہ، محمد بن الحسن الشیبانیؒ (م ۱۸۹ھ) فرماتے ہیں کہ

أخبرنا أبو حنيفة قال حدثنا منصور بن زاذان، عن الحسن البصري، عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: بينما هو في الصلاة إذ أقبل رجل أعمى من قبل القبلة يريد الصلاة، والقوم في صلاة الفجر، فوقع في زبية، فاستضحك بعض القوم حتى قهقه، فلما فرغ رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: من كان قهقه منكم فليعد الوضوء والصلاة۔

(**کتاب الآثار بروایت محمد: ج۱: ص۱۷۹**)[۱]

- حافظ خلیلیؒ (م ۴۴۶ھ) نے کہا:

حدثنا أحمد بن محمد بن الحسين الحافظ ثنا عيسى بن محمد بن أبي يزيد ثنا عبد الصمد بن الفضل ثنا مكي بن إبراهيم عن أبي حنيفة عن منصور بن زاذان عن الحسن عن معبد الجهني قال بينا رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي إذ أقبل أعمى فوقع في بئر فاستضحك بعضُ القوم فأمر النبي صلى الله عليه وسلم مَن ضَحِك أن يعيد الوضوء والصلاة۔ (الحديث القهقهة وعلله للخليلي [مخطوطة]: ص ۲، المكتبة الظاهرية، دمشق)[۲]

---

(۱) ثقہ، حافظ الحدیث، امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ (م ۱۸۹ھ) کی توثیق کے لئے دیکھئے **مجلہ الاجماع: ش ۱۳: ص ۱**۔ امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) بھی ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ (**دیکھئے مجلہ الاجماع: ش ۱۷: ص ۱۶**)، منصور بن زاذانؒ (م ۱۲۹ھ) بھی ثقہ، ثبت، زاہد ہیں۔ (**تقریب: رقم ۶۸۹۸**)، حسن بصریؒ (م ۱۱۰ھ) مشہور ثقہ، حافظ، زاہد، فقیہ، فاضل ہیں۔ (**تقریب**)، لہذا یہ سند مرسل ہے۔ واللہ اعلم،

(۲) حافظ خلیلیؒ (م ۴۴۶ھ) بالاتفاق ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج ۹: ص ۶۸۱**)، ان کے شیخ احمد بن محمد بن الحسین، ابو العباس الضریرؒ (م ۳۹۹ھ) بھی ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۲: ص ۷**)، عیسی بن محمد بن ابی یزیدؒ (م ۳۱۳ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۷: ص ۴۶۳**)، عبدالصمد بن فضل البلخیؒ (م ۲۸۳ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۶: ص**

- ثقہ، عادل، حافظ طلحہ بن محمد الشاہدؒ (م ۳۸۰ھ) نے کہا:

(عن) صالح بن أحمد (عن) شعيب بن أيوب (عن) أبي يحيى الحماني (عن) أبو حنيفة (عن) منصور بن زاذان (عن) الحسن (عن) معبد بن صبيح رضي الله عنه (عن) النبي صلى الله عليه وآله وسلم أنه كان في الصلاة فأقبل أعمى يريد الصلاة فوقع في زبية فضحك بعض القوم حتى قهقه فلما انصرف رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال من كان قهقه فليعد الوضوء والصلاة۔ (جامع المسانيد للخوارزمي: ج۱: ص۲۴۷-۲۴۸)[۱]

---

(۳۶۱)، مکی بن ابراہیمؒ (م ۲۱۵ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، ثبت ہیں۔ (**تقریب: رقم ۶۸۷۷**)، منصور بن زاذانؒ (م ۱۲۹ھ) اور حسن بصریؒ (م ۱۱۰ھ) کی توثیق گزر چکی۔ معبد الجہنیؒ کے بارے میں تفصیل درج ذیل ہیں:

معبد الجہنیؒ سے مراد کون ہے؟؟؟

اکثر ائمہ مثلاً ابن عدیؒ، دارقطنیؒ، بیہقیؒ کے نزدیک اس سے مراد، مبتدع راوی، معبد بن خالد الجہنی البصری القدری ہے۔ لیکن راجح قول میں اس سے مراد معبد بن صبیح الجہنیؓ ہیں، جن کا ذکر حافظ ابو احمد العسکریؒ (م ۳۸۲ھ) نے "كتاب الصَّحابة" میں کیا ہے۔ (**كتاب الصَّحابة للعسكري بحواله الإنابة إلى معرفة المختلف فيهم من الصحابة للمغلطائي: ج۲: ص۱۹۲، ۲۶۵**)، کیونکہ یہاں اس سند میں اگرچہ معبد الجہنی موجود ہے، لیکن حافظ طلحہ بن محمد الشاہدؒ (م ۳۸۰ھ) کی روایت میں بطریق "**أبي يحيى الحماني (عن) أبي حنيفة**" میں معبد بن صبیح کی تصریح موجود ہے، (**جامع المسانيد للخوارزمي: ج۱: ص۲۴۷-۲۴۸**)، اسی طرح اسد بن عمروؒ (م ۱۹۸ھ) کی روایت میں بھی معبد بن صبیح کا ذکر ہے۔ (**معرفة الصحابة لابي نعيم: ج۵: ص۲۵۲۹، جامع المسانيد للخوارزمي: ج۱: ص۲۴۸**)، لہذا جب خود سند میں ہی راوی کا تعین ہو گیا ہے، تو راجح وہی ہوگا، اس لئے معبد الجہنی سے مراد معبد بن صبیح الجہنیؓ ہی ہیں۔ واللہ اعلم اور وہ تابعی ہیں، حافظ ابو احمد العسکریؒ (م ۳۸۲ھ) نے کسی امام سے ان کی توثیق بھی نقل کی ہے۔ (**بحواله الإنابة إلى معرفة المختلف فيهم من الصحابة للمغلطائي: ج۲: ص۱۹۲، ۲۶۵**)، خلاصہ یہ کہ معبد بن صبیح الجہنیؒ صدوق ہیں اور صحابی نہیں ہیں، لہذا یہ سند بھی مرسل ہے۔ واللہ اعلم

(۱) حافظ طلحہ بن محمد الشاہدؒ (م ۳۸۰ھ) ثقہ، عادل ہیں۔ (دیکھئے ص:۶)، صالح بن احمد بن ابی مقاتلؒ (م ۳۱۶ھ) پر کلام ہے، لیکن ان کے متابع میں صدوق، قاضی عمر بن الحسن الاشنانیؒ (م ۳۳۹ھ) نے بھی اسد بن عمروؒ (م ۱۹۰ھ) سے یہی روایت نقل کی ہے۔ دیکھئے **جامع المسانيد للخوارزمي: ج۱: ص۲۴۸، مسند ابی حنیفہ لابن خسرو: ج۲: ص۸۰۳**، نیز دیکھئے **الکامل لابن عدی: ج۴: ص۱۰۲، مجلہ الاجماع: ش۱۸: ص۲۷**۔ لہذا اس روایت میں صالح بن محمد بن ابی مقاتلؒ (م ۳۱۶ھ) پر کلام فضول و بیکار ہے۔ شعیب بن ایوبؒ (م ۲۶۱ھ) سنن ابوداود کے راوی اور صدوق ہیں۔ (**تقریب: رقم ۲۷۹۴**)، ابو یحیی الحمانیؒ (م ۲۰۲ھ) صحیحین کے راوی اور صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۳۷۷۱**)، باقی رواۃ کی توثیق گزر چکی۔

- حافظ ابونعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا أبو محمد بن حيان، ثنا سلم بن عصام، عن عمه محمد بن المغيرة، ثنا الحكم عن زفر، عن أبي حنيفة، عن منصور بن زاذان ح، وثنا محمد بن إبراهيم، ثنا إسحاق بن إبراهيم، ثنا إسماعيل بن محمد، ثنا مكي بن إبراهيم، ثنا أبو حنيفة، عن منصور بن زاذان، كلهم قال: عن الحسن، عن [معبد بن] ابي معبد، عن النبي صلى الله عليه وسلم، بينما هو في الصلاة إذ أقبل أعمى يريد الصلاة، فوقع في روية فاستضحك بعض القوم، حتى قهقه، فلما انصرف قال النبي صلى الله عليه وسلم: من كان منكم قهقه فليعد الوضوء والصلاة۔ (مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص ۲۲۲ - ۲۲۳)[1]

---

(1) اس روایت کی دونوں سندوں کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں، امام بونعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ پہلی سند میں ابومحمد ابن حیانؒ سے مراد ان کے مشہور شیخ، امام ابوالشیخ الاصبہانیؒ (م ۳۶۹ھ) ہیں جن کی توثیق گزر چکی۔ سلم بن عصام الاصبہانیؒ (م ۳۰۸ھ) بھی ثقہ ہیں۔ **(ارشاد القاصی والدانی: ص ۳۲۳)**، باقی روات ابوعبداللہ، محمد بن المغیرۃ بن سلم الاصبہانیؒ (م ۲۳۱ھ)، الحکم بن ایوبؒ الاصبہانیؒ، امام زفر بن ھزیلؒ (م ۱۵۸ھ)، امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) وغیرہ کی توثیق گزر چکی ہے۔ **(دیکھئے ص: ۷)**، منصور بن زاذانؒ (م ۱۲۹ھ) بھی ثقہ، ثبت، زاہد ہیں۔ **(تقریب: رقم ۶۸۹۸)**، حسن بصریؒ (م ۱۱۰ھ) مشہور ثقہ، حافظ، زاہد، فقیہ، فاضل ہیں۔ **(تقریب)**، معبد بن ابی معبد الخزاعیؓ بھی صحابی صغیر ہیں۔ **(الاصابۃ: ج ۶: ص ۱۳۳)**،

نوٹ:

حافظ ابن الاثیر الجزریؒ (م ۶۳۰ھ) نے بھی کہا: کہ "**أخرجه ابن منده، وَأَبو نعيم، فقالا: معبد بْن أَبِي معبد الخزاعي**"۔ **(اسد الغابۃ لابن الاثیر: ج ۵: ص ۲۱۱ طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت)**، لہذا یہاں اس روایت میں معبد بن ابی معبد الخزاعیؓ ہی ہیں۔

دوسری سند میں امام ابونعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) کے شیخ محمد بن ابراہیم بن علی سے مراد مشہور ثقہ، حافظ الحدیث، محدث ابن المقریؒ (م ۳۸۱ھ) ہیں۔ **(مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص ۲۲، تاریخ اصبہان: ج ۲: ص ۲۶۷ - ۲۶۸)**، اسحاق بن ابراہیم بن شاذانؒ بھی صدوق ہیں۔ **(معجم ابن المقری: ص ۲۱۴)** کیونکہ ان سے امام الطبرانیؒ (م ۳۶۰ھ)، حافظ ابن المقریؒ (م ۳۸۱ھ)، صدوق، شیخ، ابوجعفر محمد بن عمر بن حفصؒ (م ۳۳۰ھ)، ثقہ راوی ابومحمد، عبداللہ بن محمد بن الحسین بن الصباحؒ (م ۳۲۴ھ) وغیرہ نے روایت لی ہے۔ **(ارشاد القاصی والدانی: ص ۲۰۵، سیر: ج ۱۵: ص ۱۷۲، الدلیل المغنی: ص ۲۵۳)** اور حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے ان کو تذکرۃ الحفاظ میں شمار کیا ہے۔ **(تذکرۃ الحفاظ للذہبی: ج ۲: ص ۱۱۱)**، اور حافظ ہیثمیؒ (م ۸۰۷ھ) نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ **(مجمع الزوائد: حدیث نمبر ۳۲۰۸، المعجم الاوسط للطبرانی: حدیث نمبر ۷۰۶۹، نیز دیکھئے مجمع الزوائد: ج ۱: ص ۸)**، اسماعیل بن محمد الفسویؒ (م ۲۸۲ھ) ثقہ ہیں۔ **(مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص ۱۴۶، تاریخ الاسلام: ج ۶: ص ۷۲۱)**، مکی بن ابراہیمؒ (م ۲۱۵ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ **(تقریب:**

- ثقہ، حافظ الحدیث، امام ابوعبداللہ، ابن خسروؒ (م ۵۲۲ھ) فرماتے ہیں کہ

أخبرنا الشيخ أبو الفضل أحمد بن الحسن بن خيرون قال: أخبرنا خالي أبو علي قال: حدثنا أبو عبد الله بن العلاف قال: أخبرنا القاضي عمر بن الحسن الأشناني قال: أخبرنا إسماعيل بن محمد بن أبي كثير القاضي قال: حدثنا مكي بن إبراهيم قال: حدثنا أبو حنيفة، عن منصور بن زاذان، عن الحسن، عن معقل بن يسار: أن معبداً قال: بينما رسول الله صلى الله عليه وسلم في الصلاة إذ أقبل أعمى يريد الصلاة فوقع في زبية فاستضحك بعض القوم حتى قهقه، فلما انصرف النبي صلى الله عليه وسلم قال: من ضحك منكم قهقهة فليعد الوضوء۔ (**مسند الامام ابی حنيفة لابن خسرو : ج ۲: ص ۸۰۲**)[۱]

رقم ۶۸۷۷)، باقی رواۃ کی توثیق گزر چکی۔

نوٹ نمبر ۱:

مسند ابی حنیفة لابی نعیم میں معبد بن ابی معبد کے بجائے ابی سعید آ گیا ہے۔ اور ایسا ہی **مجلہ الاجماع: ش ۴: ص**، **ش ۶: ص ۹**، میں لکھا گیا تھا۔ لیکن وہ کاتب کی غلطی کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ دیگر ائمہ نے جب اس روایت کو ابونعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) سے ذکر کیا، تو معبد بن ابی معبد ہی نقل کیا ہے۔ (**الاصابہ لابن حجر: ج ۶: ص ۲۸۸**، **اسد الغابة لابن الآثير: ج ۵: ص ۲۱۱ طبع دار الکتب العلمیة، بیروت**)، لہذا صحیح معبد بن ابی معبد ہے۔ واللہ اعلم،

نوٹ نمبر ۲:

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ مسند ابی حنیفة لابی نعیم کی اس روایت میں معبد بن ابی معبد الخزاعیؓ ہی ہیں، لیکن حسن البصریؒ (م ۱۱۰ھ) کا ان سے سماع ثابت نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے یہاں ''عنعنہ'' سے روایت نقل کی ہے، مگر مسند ابی حنیفة لابن خسرو کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے یہاں پر معقل بن یسارؓ سے تدلیس کی ہے، (**مسند الامام ابی حنیفة لابن خسرو: ج ۲: ص ۸۰۲**) لہذا جب درمیان میں معقل بن یسارؓ موجود ہیں، تو یہ سند متصل ہوگی۔ واللہ اعلم

(۱) حافظ ابن خسروؒ (م ۵۲۲ھ) کی توثیق گزر چکی۔ ابوالفضل ابن خیرونؒ (م ۴۸۸ھ) بھی ثقہ، ثبت، حافظ ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۱: ص ۳۰۹**، **لسان المیزان: ج ۱: ص ۴۳۴، ت ابوغدة**)، ابوعلی ابن شاذانؒ (م ۴۲۶ھ) بھی ثقہ، مکثر، حافظ ہیں۔ (**السَلسَبِيلُ النَقِي في تراجمِ شيوخ البيهقي: ص ۳۰۱**)، ابوعبداللہ، ابن دوست العلافؒ (م ۴۰۷ھ) صدوق، حافظ الحدیث ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۲: ص ۱۹۱**، **التنکیل: ج ۱: ص ۴۰۷**)، حافظ عمر بن الحسن الاشنانیؒ (م ۳۳۹ھ) بھی صدوق ہیں۔ (**دیکھئے: ص ۱۱**)، اسماعیل بن محمد بن ابی کثیر القاضیؒ (م ۲۸۲ھ) ثقہ ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۲: ص ۴۰۷**، **تاریخ الاسلام: ج ۶: ص ۲۱۷**)، مکی بن ابراہیمؒ (م ۲۱۵ھ)،

غیلان عن منصور کی روایت:

امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) نے کہا:

حدثنا به الحسين بن إسماعيل, و محمد بن مخلد, قالا: نا محمد بن عبد الله الزهيري أبو بكر, نا يحيى بن يعلى, نا أبي, نا غيلان, عن منصور الواسطي هو ابن زاذان, عن ابن سيرين, عن معبد الجهني, قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم يصلي الغداة فجاء رجل أعمى وقريب من مصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم بئر على رأسها جلة, فجاء الأعمى يمشي حتى وقع فيها, فضحك بعض القوم وهم في الصلاة, فقال النبي صلى الله عليه وسلم بعد ما قضى الصلاة: من ضحك منكم فليعد الوضوء وليعد الصلاة۔ (**سنن الدارقطنی: حدیث نمبر ۶۲۳**)[۱]

ہشیم عن منصور کی روایت:

امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) نے کہا:

حدثنا أحمد بن عبد الله بن محمد الوكيل, نا الحسن بن عرفة, حدثنا هشيم, عن منصور, عن ابن سيرين, وعن خالد الحذاء, عن حفصة, عن أبي العالية ح وحدثنا الحسين بن إسماعيل, ثنا زياد بن أيوب, نا هشيم, نا منصور, عن ابن سيرين, وخالد, عن حفصة, عن أبي العالية, أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يصلي فمر رجل في بصره سوء على بئر عليها خصفة فوقع فيها, فضحك من كان خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم, فلما قضى صلاته قال: من كان منكم ضحك فليعد الوضوء والصلاة لفظ زياد۔ (**سنن الدارقطنی: حدیث نمبر ۶۲۴**)

روایات کے سند و متن کے ذکر کے بعد عرض ہے کہ

امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ (م ۱۵۰ھ)، منصور بن زاذانؒ (م ۱۲۹ھ)، الحسن بن ابی الحسن یسار البصریؒ (م ۱۱۰ھ) کی توثیق گزر چکی۔ معقل بن یسار المزنی البصریؒ (م بعد ۶۰ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔ (تقریب)، معبد بن ابی معبد الخزاعیؓ بھی صحابی رسول ﷺ ہیں۔

معلوم ہوا کہ مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم کی روایت میں معبد بن ابی معبدؓ اور حسن بصریؒ کے درمیان معقل بن یسارؓ (م بعد ۶۰ھ) کا واسطہ موجود تھا، جس کو حسن بصریؒ (م ۱۱۰ھ) نے تدلیس کے ذریعہ سے، اس سند میں ذکر نہیں کیا۔ خیر مسند الامام ابی حنیفۃ لابن خسرو کی یہ سند حسن اور متصل ہے۔ واللہ اعلم

(۱)　اس سند میں معبد الجہنی سے مراد صدوق راوی معبد بن صبیح الجہنیؒ ہیں، جس کی تفصیل گزر چکی۔ (دیکھئے ص: ۱۰) نہ کہ راس القدریہ معبد بن خالد الجہنی (م ۸۰ھ) جیسا کہ بعض ائمہ نے کہا۔

(۱) اثری صاحب نے امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) سے یہ اعتراض جلد بازی میں نقل کیا کہ اسی طرح حدیث الضحک کی روایت کو امام صاحبؒ نے منصور عن الحسن عن معبد کے طریق سے بیان کیا ہے۔ان کے برعکس غیلان بن جامع اور ہشیم بن بشیر اسے منصور عن ابن سیرین عن معبد کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں۔(**توضیح: ص ۹۵۴**)، جب کہ قارئین آپ نے دیکھا کہ ہشیم بن بشیرؒ (**م ۱۸۳ھ**) نے اس کو "**عن منصور, عن ابن سيرين, وعن خالد الحذاء, عن حفصة, عن أبي العالية**" کی سند سے ذکر کیا ہے۔جیسا کہ سند ومتن گزر چکا۔لہذا یہاں پر اثری صاحب سے خطاء ہوئی ہے۔

(۲) حافظ ابن الترکمانیؒ (**م ۷۵۰ھ**) کہتے ہیں [جس کا خلاصہ یہ ہے] کہ امام صاحبؒ (**م ۱۵۰ھ**) نے یہ حدیث "۳" سندوں سے ذکر کی ہے۔

۱- "**ابو حنيفة عن منصور عن الحسن مرسلا**"، جیسا کہ حسن بن زیادؒ (**م ۲۰۴ھ**) نے ان سے روایت کیا ہے۔[۱]

۲- "**ابو حنيفة عن منصور عن الحسن عن معبد بن صبيح**"، جیسا کہ اسد بن عمروؒ (**م ۱۹۰ھ**) نے نقل کیا ہے۔[۲]

۳- "**ابو حنيفة عن منصور عن الحسن عن معقل بن يسار عن معبد**"، جیسا کہ امام مکی بن ابراہیمؒ (**م ۲۱۵ھ**) نے امام صاحبؒ سے نقل کیا ہے۔[۳]

اور یہ تیسری سند جید اور متصل ہے، کیونکہ اس میں معبد سے مراد معبد بن ابی معبد الخزاعی موجود ہیں، جیسا کہ ابن مندہؒ کی کتاب معجم الصحابۃ میں صراحت موجود ہے۔(**الجوہر النقی: ج ۱: ص ۱۴۵-۱۴۶**)، [۴]

---

(۱) امام الحسن بن زیادؒ (**م ۲۰۴ھ**) کی طرح، امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ (**م ۱۸۹ھ**) نے امام صاحبؒ سے یہی حدیث مرسلاً نقل کی ہے، جس کی تفصیل **ص: ۹** پر موجود ہے۔

(۲) اسد بن عمروؒ (**م ۱۹۰ھ**)، کی طرح، صدوق، امام ابو یحیی الحمانیؒ (**م ۲۰۲ھ**) نے بھی امام صاحبؒ سے یہی حدیث، صدوق راوی معبد بن صبیح الجہنیؒ کے طریق سے، مرسلاً نقل کی ہے، جس کی تفصیل **ص: ۱۰** پر موجود ہے۔

(۳) یہ روایت **مسند الامام ابی حنیفۃ لابن خسرو: ج ۲: ص ۸۰۲** پر حسن اور متصل سند کے ساتھ موجود ہے، جس کی تفصیل **ص: ۱۲** پر موجود ہے۔واللہ اعلم

(۴) امام ابن مندہؒ (**م ۳۹۵ھ**)، کے علاوہ امام ابو نعیم الاصبہانیؒ (**م ۴۳۰ھ**)، حافظ ابن الاثیر الجزریؒ (**م ۶۳۰ھ**) وغیرہ کے نزدیک بھی، اس روایت میں "معبد" سے مراد معبد بن ابی معبد الخزاعیؓ ہیں۔(**الجوہر النقی: ج ۱: ص ۱۴۵-۱۴۶، معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم: ج ۵: ص ۲۵۲۹، اسد الغابۃ لابن الاثیر: ج ۵: ص ۲۱۱**)، صدوق، حافظ عبد الباقی بن قانعؒ (**م ۳۵۱ھ**) نے بھی ان کو "معجم الصحابۃ" میں شمار کیا ہے۔(**ج ۳: ص ۹۶**)، محدث عینیؒ (**م ۸۵۵ھ**)، امام ابن الہمامؒ (**م ۸۶۱ھ**) نے بھی "معبد" سے مراد معبد بن ابی معبد الخزاعیؓ لیا ہے۔(**فتح القدیر**

یعنی امام ابوحنیفہؒ کی تمام روایات میں تطبیق اس طرح ہوگی کہ امام صاحبؒ کو یہ روایت منصور عن حسن بصری کی سند سے ''۳'' طرح سے ملی تھی۔

- ''ابو حنيفة عن منصور عن الحسن مرسلا''،
- ''ابو حنيفة عن منصور عن الحسن عن معبد بن صبيح''،
- ''ابو حنيفة عن منصور عن الحسن عن معقل بن يسار عن معبد''،

معلوم ہوا کہ غیلان بن جامعؒ (م ۱۳۲ھ) کی روایت کی طرح، امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) نے یہی روایت ''عن منصور عن الحسن عن معبد بن صبيح الجهني'' سے نقل کی ہے، جیسا کہ تفصیل گزر چکی، لہذا امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) نے غیلان بن جامعؒ (م ۱۳۲ھ) کی روایت کی موافقت کی ہے، نہ کہ مخالفت۔ البتہ امام صاحبؒ نے ''عن منصور عن الحسن'' کی طریق سے ''۲'' اور سندیں بھی ذکر کی ہیں۔ لہذا یہ زیادتی ہوئی، نہ کہ مخالفت۔ اور ثقہ، حافظ کی زیادتی مقبول ہوتی ہے۔ لہذا امام صاحبؒ کی باقی ''۲'' سندیں بھی مقبول ہیں۔ واللہ اعلم

(۳)　جب غیلان بن جامعؒ (م ۱۳۲ھ) اور ہشیم بن بشیرؒ (م ۱۸۳ھ) ہی اس روایت کو منصور بن زاذانؒ (م ۱۲۹ھ) سے نقل کرنے میں متفق نہیں ہیں، جیسا کہ تفصیل گزر چکی۔ تو امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) کا امام صاحبؒ کی روایت پر اعتراض وزن دار باقی نہیں رہا۔ کیونکہ جن روایات کی بنیاد پر وہ اعتراض فرما رہے ہیں، ان روایات میں ہی اختلاف ہے۔ پھر غیلان بن جامعؒ (م ۱۳۲ھ) اور امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کی روایت میں کوئی اختلاف نہیں ہے، بلکہ امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) نے غیلان بن جامعؒ (م ۱۳۲ھ) کی روایت کی موافقت کی ہے، نہ کہ مخالفت۔ البتہ امام صاحبؒ نے یہ حدیث ''عن منصور عن الحسن'' کی طریق سے ''۲'' اور سندیں بھی ذکر کی ہے، جس کی تفصیل اوپر گزر چکی، لہذا جب ان دونوں حضرات [یعنی ہشیمؒ، غیلانؒ] کی روایت منصورؒ (م ۱۲۹ھ) سے اس لئے صحیح ہوسکتی ہے۔ کیونکہ وہ دونوں حضرات ثقہ ہیں۔ تو امام صاحبؒ کی یہ روایت، دیگر ''۲'' سندوں کی طریق سے بھی کیوں کر صحیح نہیں ہوسکتی؟ جب کہ امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) بھی ثقہ، امام، فقیہ، حافظ الحدیث، ثبت، متقن اور تدلیس سے پاک ہیں۔

لہذا غیلانؒ اور ہشیم بن بشیرؒ کی روایات کی طرح، امام صاحبؒ کی یہ روایت، دیگر ''۲'' سندوں سے بھی صحیح ہے اور امام

لابن الهمام: ج۱: ص۵۱، البناية شرح الهداية: ج۱: ص ۲۹۲)، محدث ملا علی قاریؒ (م ۱۰۱۴ھ) کہتے ہیں کہ ''مَعْبدٌ هذا هو الخُزَاعي''۔ (فتح باب العناية بشرح النقاية: ج۱: ص۴۹)، اور سب سے مضبوط دلیل یہ ہے کہ خود مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم کی سند میں معبد بن ابی معبدؒ کی تصریح موجود ہے، جس کی تفصیل گزر چکی۔ لہذا یہاں اس روایت میں ''معبد'' سے مراد معبد بن ابی معبد الخزاعیؒ ہی ہیں۔ واللہ اعلم

دارقطنیؒ (م۳۸۵ھ) کا اعتراض نہ قوی ہے اور نہ صحیح ۔ واللہ اعلم

اعتراض نمبر ۴: (حافظ ابوعلیؒ (م۳۴۹ھ) کا اعتراض)

اثری صاحب کہتے ہیں کہ

امام حاکمؒ نے تو اسی معرفۃ علوم الحدیث: ص ۱۵۰ میں ایک روایت امام بوحنیفہ کے واسطہ سے نقل کی ہے جسے وہ ''الزهري، عن سبرة بن الربيع الجهني، عن أبيه'' کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں ۔ امام حاکمؒ یہی روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ حافظ ابوعلیؒ فرماتے ہیں کہ اس میں ابوحنیفہؒ سے تصحیف ہوئی ہے کہ امام زہریؒ سے ان کے تمام تلامذہ اسے بالاتفاق ''الربيع بن سبرة، عن أبيه'' کی سند سے ذکر کرتے ہیں ۔ (**توضیح الکلام: ص ۹۵۵**)

الجواب:

صاحب المستدرک، ابوعبداللہ الحاکمؒ (م۴۰۵ھ) نے اس کی سند یوں ذکر کی ہے:

قال الحاكم: أخبرني أبو علي الحافظ قال: أخبرنا يحيى بن علي بن محمد الحلبي بحلب، قال: ثنا جدي محمد بن إبراهيم بن أبي سكينة، قال: ثنا محمد بن الحسن الشيباني، قال: حدثنا أبو حنيفة، عن محمد بن شهاب الزهري، عن سبرة بن الربيع الجهني، عن أبيه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم: نهى عن متعة النساء يوم فتح مكة۔ (معرفۃ علوم الحدیث للحاکم: ص ۱۵۰)

یہ اعتراض نہیں، بلکہ ثقہ، امام، حافظ ابوعلی النیسا پوریؒ (م۳۴۹ھ) کا تشدد ہے، کیونکہ اس روایت میں ''الزهري، عن سبرة بن الربيع الجهني، عن أبيه'' کا ذکر محمد بن ابراہیم بن ابی سکینہؒ کی خطاء کا نتیجہ ہے، نہ کہ امام صاحبؒ اس کے ذمہ دار ہیں اور ثقات کی روایت میں امام صاحبؒ نے ''عن الزهري عن رجل من آل سبرة عن سبرة'' اور ''عن الزهري عن ابن سبرة عن أبيه'' کہا ہے ۔[۱] جیسا کہ حافظ کمال الدین عمر بن احمد ابن العدیم العقیلیؒ (م۶۶۰ھ) نے وضاحت کیا ہے ۔ (**بغیۃ الطلب فی تاریخ الحلب لابن العدیم: ج۶: ص ۲۷۱۰-۲۷۱۱**)،

ان کے الفاظ یہ ہیں:

قلت: هذا القول تحامل من أبي علي الحافظ ومن الحاكم أبي عبد الله على أبي حنيفة رضي الله عنه، حيث نسب الخطأ في ذلك إلى أبي حنيفه، ولم ينسبه الى من هو دونه فإن يحيى بن علي بن محمد الحلبي رواه عن جده

---

(۱)　ان دونوں روایتوں کی تحقیق آگے آرہی ہے ۔ (**دیکھئے ص: ۲۰**)

محمد بن ابراهيم بن أبي سكينة الحلبي عن محمد بن الحسن عن أبي حنيفة، فلم اختص أبو حنيفه بالخطإ دون هؤلاء، وقد ذكر أبو محمد بن حيان البستي أن محمد بن ابراهيم بن أبي سكينة ربما أخطأ، فكان نسبة الخطأ إليه أولى من نسبته الى امام من أئمة المسلمين۔

وقد نظرت في مسانيد أبي حنيفة رضي الله عنه وهي مسنده الذي جمعه الحافظ أبو أحمد بن عدي، ومسنده الذي جمعه الحافظ أبو الحسين بن المظفر، ومسنده الذي جمعه أبو القاسم طلحة بن محمد بن جعفر الشاهد، ومسنده الذي جمعه أبو نعيم الحافظ ومسنده الذي جمعه أبو عبد الله الحسين بن محمد بن خسرو البلخي وذكر في كل منها ما أسنده أبو حنيفة رضي الله عنه عن محمد بن مسلم بن شهاب الزهري، وذكروا حديث متعة النساء، فمنه ما هو مروي عن محمد بن الحسن عن أبي حنيفة عن الزهري عن محمد بن عبيد الله عن سبرة الجهني عن النبي صلى الله عليه وسلم، ومنه ما رواه أيوب بن هانيء وشعيب ابن اسحاق والصلت بن الحجاج كلهم عن أبي حنيفة عن الزهري عن محمد بن عبيد الله عن سبرة عن النبي صلى الله عليه وسلم، ومنه ما رواه القاسم بن الحكم عن أبي حنيفة عن الزهري عن ابن سبرة عن أبيه عن النبي صلى الله عليه وسلم، ومنه ما رواه سعيد بن سالم عن أبي حنيفة عن الزهري عن رجل من آل سبرة عن سبرة، ولم يذكر أحد منهم في طريق من طرق الحديث المشار إليه رواية أبي حنيفة عن سبرة بن الربيع عن أبيه فبان بذلك أن الخطأ إنما وقع من محمد بن ابراهيم أو من ابن بنته يحيى أو أنه وقع الخطأ من كاتب النسخة التي لأبي علي الحافظ فنسبة ذلك الى أبي حنيفة رضي الله عنه تحامل وظلم وعدوان۔ (**بغیۃ الطلب فی تاریخ الحلب لابن العدیم: ج۶: ص۲۷۱۰-۲۷۱۱**)،

لہذا حافظ ابو علی النیساپوریؒ (م**۳۴۹ھ**) کا یہ اعتراض تشدد پر مبنی اور باطل ہے۔

اعتراض نمبر ۵: (حافظ ابونعیم الاصبہانیؒ (م**۴۳۰ھ**) کا اعتراض)

اثری صاحب لکھتے ہیں کہ

یہی نہیں، امام محمد نے کتاب الآثار (ص **۹۳**) میں یہی روایت [یعنی حدیث نهی عن متعة النساء] امام ابوحنیفہ سے بواسطہ محمد بن شہاب الزہری عن محمد بن عبیداللہ عن سبرۃ الجہنی بیان کی ہے اور یہی روایت علامہ الخوارزمی نے جامع المسانید (ص ۸۸، ۱۳۲، ج ۲) میں بھی ذکر کی ہے۔ جس میں محمد بن عبیداللہ کی جگہ محمد بن عبداللہ ہے۔ مگر وہ غلط ہے۔ صحیح محمد بن عبیداللہ ہی ہے اور وہ مجہول ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر نے الایثار میں نقل کیا ہے۔ یہی روایت امام ابونعیم نے بھی مسند ابی حنیفہ (ص ۳۹) میں ذکر کی ہے اور کہا ہے

کہ زہریؒ، سبرہ کے مابین محمد بن عبید اللہ کا واسطہ ذکر کرنے میں امام ابوحنیفہؒ کی جم غفیر نے مخالفت کی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد انھوں نے معمرؒ، ابن عیینہؒ، عقیلؒ، یونسؒ، اسماعیل بن امیہؒ وغیرہ کی روایات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ انہوں نے اسے امام زہریؒ سے ''الربیع بن سبرة، عن أبيه'' سے روایت کیا ہے۔ گو امام ابوحنیفہؒ کبھی اسے امام زہریؒ سے ''سبرة بن الربيع الجهني، عن أبيه'' سے روایت کرتے ہیں اور کبھی ''محمد بن عبيد الله عن سبرة'' کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں اور امام زہریؒ سے ان کے باقی تلامذہ اسے ''الربيع بن سبرة، عن أبيه'' کی سند سے ذکر کرتے ہیں۔ (**توضیح الکلام: ص ۹۵۵**)

الجواب:

اثری صاحب نے اپنی عبارت میں ''۳'' باتیں کہی ہیں:

(۱) حدیث نهی عن متعة النساء کو امام ابوحنیفہؒ نے ''الزهري عن محمد بن عبيد الله عن سبرة'' کی سند سے بیان کیا ہے اور اس سند میں محمد بن عبید اللہ مجہول ہے۔

(۲) اس سند میں محمد بن عبید اللہ کا واسطہ ذکر کرنے میں امام ابوحنیفہؒ کی جم غفیر نے مخالفت کی ہے۔ چنانچہ معمرؒ، ابن عیینہؒ، عقیلؒ، یونسؒ، اسماعیل بن امیہؒ وغیرہ نے یہ حدیث کو امام زہریؒ سے ''الربيع بن سبرة، عن أبيه'' سے روایت کیا ہے۔

(۳) امام ابوحنیفہؒ کبھی اسے امام زہریؒ سے ''سبرة بن الربيع الجهني، عن أبيه'' سے روایت کرتے ہیں اور کبھی ''محمد بن عبيد الله عن سبرة'' کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں۔

ترتیب سے ان تمام باتوں کا جواب ملاحظہ فرمائیں:

پہلی بات کا جواب:

حدیث نهی عن متعة النساء کو امام ابوحنیفہؒ نے ''الزهري عن محمد بن عبيد الله عن سبرة'' کی سند سے بیان کیا ہے۔ چنانچہ امام محمدؒ (م ۱۸۹ھ) فرماتے ہیں کہ

أخبرنا أبو حنيفة، عن محمد بن شهاب الزهري، عن محمد بن عبيد الله، عن سبرة الجهني رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم، أنه نهى عن متعة النساء يوم فتح مكة۔ (**کتاب الآثار بروایت امام محمد: ج ۱: ص ۴۰۶**)

اور اس سند میں موجود محمد بن عبید اللہؒ مجہول نہیں، بلکہ اس سے مراد ثقہ راوی، ابوعون، محمد بن عبید اللہ الکوفیؒ (م ۱۱۶ھ) ہیں۔ کیونکہ صدوق، قاضی عمر بن الحسن الاشنانیؒ (م ۳۳۹ھ) فرماتے ہیں کہ

عن أحمد بن محمد بن مقاتل الرازي (عن) إدريس بن إبراهيم (عن) الحسن بن زياد (عن) أبي حنيفة (عن)

أبي عون محمد بن عبد الله (عن) ابن سبرة (عن) أبيه أن النبي صلی الله علیه و آله و سلم نهی عام فتح مكة عن متعة النساء ۔ (**مسند ابی حنیفۃ للقاضی الاشنانی** بحوالہ **جامع المسانید للخوارزمی: ج ۲: ص ۱۳۰**)[۱]

اور ابوعون، محمد بن عبید اللہ الکوفیؒ (م ۱۱۶ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ راوی ہے۔ (**تقریب: رقم ۶۱۰۷**)، لہذا ان کو مجہول کہنا، باطل و مردود ہے۔

دوسری بات کا جواب:

حدیث **نهی عن متعة النساء** کو امام زہریؒ (م ۱۲۵ھ) سے نقل کرنے میں امام صاحبؒ نے جم غفیر کی مخالفت نہیں کی۔ بلکہ امام صاحبؒ نے جمہور کی طرح، حدیث **نهی عن متعة النساء** کو امام زہریؒ (م ۱۲۵ھ) سے "**الربيع بن سبرة، عن أبيه**" کی سند

---

(۱)　سند کی تحقیق:

قاضی عمر بن الحسن الاشنانیؒ (م ۳۳۹ھ) صدوق ہیں۔ (**مجلہ الاجماع: ش ۱۸: ص ۲۷**)، ان کے شیخ، احمد بن محمد بن مقاتل، ابوبکر الرازیؒ سے حفاظ حدیث کی ایک جماعت نے روایت لی ہے۔ (**ارشاد القاصی والدانی: ص ۱۷۶**)، حافظ ہیثمیؒ (م ۸۰۷ھ) کے نزدیک آپؒ صدوق ہیں۔ (**مجمع الزوائد: حدیث نمبر ۱۸۵۱۱، المعجم الاصغیر للطبرانی: ج ۱: ص ۸۰، حدیث نمبر ۱۰۳**، نیز دیکھئے **مجمع الزوائد: ج ۱: ص ۸**)، نیز آپؒ "قاضی الری" کی حیثیت سے بھی مشہور ہیں۔ (**الجواہر للقرشی: ج ۲: ص ۴۰۸**)، لہذا آپؒ صدوق ہیں۔

ابو یونس ادریس بن ابراہیم الرازیؒ سے ایک جماعت مثلاً عبد اللہ بن عبید اللہ بن شریحؒ (م ۳۰۷ھ)، قاضی احمد بن محمد بن مقاتل، ابوبکر الرازیؒ، احمد بن جعفر بن نصر الرازیؒ (م ۳۱۴ھ)، صالح بن احمد بن ابی مقاتل المروزیؒ (م ۳۱۶ھ)، ابواسحاق، ابراہیم بن محمد بن علی الصیرفیؒ، اسحاق بن سہل الرازی المؤذنؒ وغیرہ نے روایت لی ہے۔ (**جامع المسانید للخوارزمی: ج ۱: ص ۲۶۰، ۲۶۸، ۲۷۳، مسند ابی حنیفۃ للحارثی: ج ۱: ص ۴۱۱**)، چونکہ ادریس بن ابراہیم الرازی پر کوئی جرح نہیں ہے۔ لہذا آپؒ بھی صدوق ہیں۔ (**الاجماع: ش ۱۶: ص ۳۲**)

حسن بن زیادؒ (م ۲۰۴ھ) امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) سے مروی روایات میں مکثر اور حافظ تھے۔ (**الاجماع: ش ۱۹: ص ۳۰**)، لہذا وہ بھی اس روایت میں صدوق ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث، ثبت، امام اور بے مثال فقیہ ہیں، جیسا کہ گزر چکا۔

لہذا یہ سند حسن ہے۔

نوٹ:

جامع المسانید للخوارزمی کی ایک اور روایت میں محمد بن عبید اللہ، ابوعون الثقفیؒ کی تصریح موجود ہے۔ (**جامع المسانید للخوارزمی: ج ۲: ص ۲۰۷**)، لہذا یہاں اس روایت میں محمد بن عبید اللہ، ابوعونؒ (م ۱۱۶ھ) ہی مراد ہے۔ واللہ اعلم

سے بھی نقل کیا ہے۔ چنانچہ صدوق، حافظ ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) نے کہا:

حدثنا محمد بن إسحاق بن عثمان السمسار البخاري، ثنا داود بن مخراق، ثنا سعيد بن سالم، عن أبي حنيفة، عن الزهري عن رجل من آل سبرة عن سبرة أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن متعة النساء يوم فتح مكة۔

(مسند ابی حنیفۃ للحارثی: ج ۱: ص ۲۲۶، جامع المسانید للخوارزمی: ج ۲: ص ۸۸)[۱]

- اسی طرح صدوق قاضی عمر بن الحسن الاشنانیؒ (م ۳۳۹ھ) نے کہا:

(عن) الحسن بن سلام السواق (عن) عيسى بن أبان (عن) محمد بن الحسن (عن) أبي حنيفة رحمه الله عن الزهري عن رجل من آل سبرة عن سبرة أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن متعة النساء يوم فتح مكة۔ (مسند ابی حنیفۃ

---

(۱)　<u>سند کی تحقیق:</u>

حافظ حارثیؒ (م ۳۴۰ھ) کی توثیق گزر چکی۔ ان کے استاد محمد بن اسحاق بن عثمان السمسار البخاریؒ سے حافظ حارثیؒ (م ۳۴۰ھ) اور عمر بن حفص بن احلم البخاریؒ (م ۳۲۷ھ) نے روایت لی ہے۔ (**تاریخ دمشق لابن عساکر: ج ۷: ص ۵۳۷**) اور حارثیؒ نے ان سے کثرت سے [قریب ''۳۵'' سے زیادہ] روایات لی ہے۔ لہذا مکثر عنہ ہونے کی وجہ سے وہ صدوق ہیں۔ (**میزان الاعتدال**)، واللہ اعلم

نیز حافظ ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) نے یہی روایت اپنی مسند ابی حنیفۃ میں ذکر کی ہے، جیسا کہ حافظ کمال الدین عمر بن احمد ابن العدیم العقیلیؒ (م ۶۶۰ھ) کا حوالہ گزر چکا۔ کیونکہ ان کے ذکر کردہ دیگر مسانید ابی حنیفۃ میں یہ روایت اس سند کے ساتھ نہیں آئی ہے۔ لہذا یا تو ابن عدی نے یہی سند سے یہ روایت ذکر کی ہوگی اور دوسری سند سے۔ دونوں صورتوں میں محمد بن اسحاق بن عثمان السمسار البخاریؒ صدوق ثابت ہونگے۔ کیونکہ اگر یہی سند سے ذکر کی ہوگی، تو الکامل میں محمد بن اسحاق بن عثمان السمسار البخاری کا ترجمہ نہیں ملا، لہذا ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) کی شرط کے مطابق وہ ان کے نزدیک صدوق ہونگے۔ (**الکامل: ج ۱: ص ۷۹**)، یا اگر دوسری سند سے ذکر کیا ہو، تو ان کے متابع میں کوئی اور راوی ہوگا، جس کی وجہ سے ان کا اس روایت میں صدوق ہونا ثابت ہو جائے گا، بہر یحال محمد بن اسحاق بن عثمان السمسار البخاری صدوق ہیں۔

داود بن مخراقؒ سنن ابوداود کے راوی اور صدوق ہیں۔ (**تقریب: رقم ۱۸۱۲**)، سعید بن سالم القداحؒ سنن ابوداود اور نسائی کے راوی اور صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۲۳۱۵**)، امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کی توثیق گزر چکی۔

امام محمد بن مسلم ابن شہاب الزہریؒ (م ۱۲۵ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث اور ثبت، فقیہ ہیں۔ (**تقریب: ۶۲۹۶، وغیرہ**)، ''**رجل من آل سبرة**'' سے مراد الربیع بن سبرۃ الجہنیؒ صحیح مسلم اور سنن اربع کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۱۸۹۲**) سبرۃ الجہنیؓ صحابی رسول ﷺ ہیں۔ (**تقریب**)،

لہذا یہ سند حسن ہے۔ واللہ اعلم

للاشناني بحوالہ جامع المسانید للخوارزمي: ج ۲: ص ۸۹)[۱]

- صاحب المستدرک، امام ابوعبداللہ الحاکمؒ (م ۴۰۵ھ) فرماتے ہیں :

أخبرني أبو علي الحافظ قال: أخبرنا يحيى بن علي بن محمد الحلبي بحلب، قال: ثنا جدي محمد بن إبراهيم بن أبي سكينة، قال: ثنا محمد بن الحسن الشيباني، قال: حدثنا أبو حنيفة، عن محمد بن شهاب الزهري، عن الربيع بن سبرة الجهني، عن أبيه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم: نهى عن متعة النساء يوم فتح مكة۔ (معرفة علوم الحديث للحاکم: ص ۱۵۰)[۲]

- ایک اور روایت حافظ ابومحمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) نے یوں ذکر کی ہے:

قال الحارثي: أخبرنا صالح بن أحمد القيراطي، ثنا محمد بن شوكر، ثنا القاسم بن الحكم، ثنا أبو حنيفة، عن

---

(۱) <u>سند کی تحقیق:</u>

قاضی عمر بن الحسن الاشنانیؒ (م ۳۳۹ھ) کی توثیق گزر چکی۔ الحسن بن سلام السواقؒ (م ۲۷۷ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (کتاب الثقات للقاسم: ج ۳: ص ۳۶۱، سیر: ج ۱۳: ص ۱۹۲)، عیسی بن ابان الفقیہؒ (م ۲۲۱ھ) بھی صدوق ہیں۔ (الجواہر المضیۃ للقرشی: ج ۱: ص ۴۰۱، الکامل لابن عدی: ج ۸: ص ۳۲۱، ج ۱: ص ۹۷، تاریخ الاسلام: ج ۵: ص ۶۵۱، سیر اعلام النبلاء: ج ۱۰: ص ۴۴۰)، امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ (م ۱۸۹ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث اور ذکی، فقیہ اور حجت ہیں۔ (الاجماع: ش ۱۳: ص ۱)، باقی روات کی توثیق گزر چکی۔

لہذا یہ سند بھی حسن ہے۔ واللہ اعلم

(۲) <u>سند کی تحقیق:</u>

ابوعبداللہ الحافظؒ (م ۴۰۵ھ) اور ابوعلی الحافظؒ (م ۳۴۸ھ)، دونوں مشہور ثقہ ائمہ حدیث میں سے ہیں۔ یحیی بن علی بن محمد الحلبیؒ بھی صدوق ہیں۔ (ارشاد القاصی والدانی: ص ۶۸۸)، محمد بن ابراہیم بن ابی سکینہ بھی صدوق ہیں۔ (کتاب الثقات لابن حبان: ج ۹: ص ۱۰۱، کتاب الثقات للقاسم: ج ۸: ص ۱۰۲، لسان المیزان: ج ۱: ص ۳۹۶)، باقی روات کی توثیق گزر چکی۔

لہذا یہ سند بھی حسن ہے۔

<u>نوٹ:</u>

اس روایت کی سند میں محمد بن ابراہیم بن ابی سکینہؒ کی خطاء کی وجہ سے ''الربيع بن سبرة الجهني'' کے بجائے ''سبرة بن الربيع الجهني'' آ گیا ہے، جیسا کہ حافظ کمال الدین عمر بن احمد ابن العدیم العقیلیؒ (م ۶۶۰ھ) کا حوالہ گزر چکا۔ جب کہ صحیح ''الربيع بن سبرة الجهني'' ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اوپر متن میں ''الربيع بن سبرة الجهني'' لکھا گیا ہے۔ واللہ اعلم

الزهري، عن ابن سبرة، عن أبيه، أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن متعة النساء۔ (مسند ابی حنیفۃ للحارثی: ج۱: ص۲۲۸، جامع المسانید للخوارزمی: ج۲: ص۸۸)[۱]

پھر ان سب کے علاوہ ائمہ نے بھی تسلیم کیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ (م۱۵۰ھ) نے حدیث **نهى عن متعة النساء** کو امام زہریؒ (م۱۲۵ھ) سے "**الربيع بن سبرة، عن أبيه**" کی سند سے بھی نقل کیا ہے۔ چنانچہ

- ثقہ، حافظ، امام ابو الحسن الدارقطنیؒ (م۳۸۵ھ) نے کہا:

"**تفرد به أبو حنيفة عن الزهري عن محمد بن عبيد الله عنه وغيره، تفرد به عن الزهري عن الربيع بن سبرة عن أبيه**"۔ (**اطراف الغراب للدارقطنی: ج۳: ص۱۳۶**)

- ثقہ، حافظ ابو نعیم الاصبہانیؒ (م۴۳۰ھ) فرماتے ہیں کہ

لأبي حنيفة في تحريم المتعة أسانيد عشر منها الزهري، عن أنس ومنها الزهري، عن الربيع بن سبرة ومنها أبو حنيفة، عن نافع، عن ابن عمر۔

امام ابو حنیفہؒ (م۱۵۰ھ) کے پاس حرمت متعہ کی "۱۰" سندیں تھی۔ ان ہی میں "**الزهري، عن أنس**"، "**الزهري، عن الربيع بن سبرة**" اور "**عن نافع، عن ابن عمر**" وغیرہ ہے۔ (**مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص۲۱۶**)

لہذا حدیث **نهى عن متعة النساء** کو امام زہریؒ (م۱۲۵ھ) سے نقل کرنے میں امام صاحبؒ نے جم غفیر کی مخالفت نہیں بلکہ موافقت کی ہے۔ البتہ چونکہ امام صاحبؒ (م۱۵۰ھ) کثیر الاسانید ہیں، [۲]، اس لئے انہوں نے حدیث **نهى عن متعة النساء** کو امام زہریؒ (م۱۲۵ھ) سے "**الربيع بن سبرة، عن أبيه**" کی سند کے علاوہ، ایک اور سند سے بھی ذکر کی ہے۔ جس کو دیگر نے بیان نہیں

---

(۱) سند کی تحقیق:

حافظ حارثیؒ (م۳۴۰ھ) کی توثیق گزر چکی۔ ان کے استاد صالح بن احمد القیر اطیؒ (م۳۱۶ھ) متکلم فیہ راوی ہے۔ لیکن ان کے متابع میں قاضی عمر بن الحسن الاشنانیؒ (م۳۳۹ھ)، یحیی بن علی بن محمد الحلبیؒ، محمد بن اسحاق بن عثمان السمسار البخاری وغیرہ صدوق روات موجود ہے، جیسا کہ روایات گزر چکی۔ لہذا اس روایت میں ان پر کلام فضول و بیکار ہے۔

محمد بن شوکر بغدادیؒ بھی ثقہ ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج۸: ص۳۳۷**)، قاسم بن الحکم العرنیؒ (م۲۰۸ھ) بھی صدوق، الحسن الحدیث ہیں۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۵۴۵۵**)، باقی روات کی توثیق گزر چکی۔

لہذا یہ روایت حسن ہے۔ واللہ اعلم

(۲) اس کی تفصیل اگلے شمارے میں آئے گی۔

کیا۔جیسا کہ امام محمدؒ (م۱۸۹ھ) کے حوالہ سے شروع میں گزر چکا، جس کے الفاظ یہ ہیں:

قال الامام الحافظ الفقیہ محمد بن الحسن الشیبانی أخبرنا أبو حنیفة, عن محمد بن شھاب الزھري, عن محمد بن عبید اللہ, عن سبرة الجھني رضي اللہ عنہ, عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم, أنہ نھی عن متعة النساء یوم فتح مکة۔(کتاب الآثار بروایت امام محمد: ج۱: ص۴۰۶)

اور یہ زیادتی ہوئی، نہ کہ مخالفت اور ثقہ، حافظ کی زیادتی قابل قبول ہوتی ہے، جیسا کہ تفصیل گزر چکی۔

لہذا امام صاحبؒ (م۱۵۰ھ) کی حدیث **نھی عن متعة النساء**، "**الزھری عن محمد بن عبید اللہ عن سبرة**" کی سند بھی سے صحیح اور مقبول ہے اور اس کو مخالفت کہنا غیر صحیح ہے۔

تیسری بات کا جواب:

اور رہا اثری صاحب کا یہ اعتراض کہ امام ابوحنیفہؒ کبھی اسے امام زہریؒ سے "**سبرة بن الربیع الجھني, عن أبیه**" سے کبھی روایت کرتے ہیں اور کبھی "**محمد بن عبید اللہ عن سبرة**" کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں، تو اس کا جواب دیا جا چکا ہے کہ حاکمؒ کی سند میں "**سبرة بن الربیع الجھني**" کا ذکر، محمد بن ابراہیم بن ابی سکینہؒ کی غلطی کا نتیجہ ہے، اور صحیح "**الربیع بن سبرة الجھني**" ہے جیسا کہ دیگر طرق میں امام صاحبؒ سے ثابت ہے۔

اور چونکہ امام صاحبؒ (م۱۵۰ھ) ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں، لہذا ان کا حدیث **نھی عن متعة النساء** کو امام زہریؒ سے "**محمد بن عبید اللہ عن سبرة**" کے واسطہ روایت کرنا، زیادتی ہے۔ جو کہ صحیح و مقبول ہے، جس کی تفصیل گزر چکی۔

لہذا یہ اعتراض بھی باطل و مردود ہے۔

اعتراض نمبر۶:　　(امام صاحب کی عبد خیر عن علی کی مشہور حدیث وضو پر امام دارقطنیؒ کا اعتراض)

- اثری صاحب کہتے ہیں کہ

حضرت علیؓ سے وضوء کی روایت جو بواسطہ خالد عن عبد خیر ہے میں "**مسح راسه ثلاثا**" کو بھی محدثین نے امام صاحبؒ کا وہم قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ زائدہ بن قدامہ، سفیان، شعبہ، ابوعوانہ، شریک، ابوالاشہب، ہارون بن سعد، جعفر بن محمد، حجاج بن ارطاۃ، ابان بن تغلب، علی بن صالح، حازم بن ابراہیم، حسن بن صالح، جعفر بن الاحمر رحمہم اللہ "**مسح راسه مرة**" کے الفاظ ہی نقل کرتے ہیں۔(**دارقطنی: ص۸۹ ج۱ ص۳۳، ط ہند، نصب الرایہ: ص۳۲ ج۱، العلل للدارقطنی: ص۱۵ ج۴، بیہقی ص۶۳ ج۱**)، امام صاحبؒ سے بھی گو "**مسح راسه مرة واحدة**" کے الفاظ مروی ہیں۔ جامع المسانید (ص۲۳۵ ج۱) مگر اس کی سند سخت ضعیف ہے،

خارجہ بن مصعب ان کا شاگرد متروک ہے۔(**توضیح الکلام:ص ۹۴۵**)

الجواب:

اولاً　　امام صاحبؒ سے گو "**مسح راسہ مرۃ واحدۃ**" کے الفاظ مروی ہیں، اور اس میں خارجہ بن مصعبؒ (م **۱۶۸ھ**) منفرد نہیں ہے۔ بلکہ ان کے متابع میں اسد بن عمرو الکوفیؒ (م **۲۰۸ھ**)، القاسم بن الحکمؒ (م **۲۰۸ھ**) وغیرہ ائمہ موجود ہیں۔ چنانچہ القاسم بن الحکم عن ابی حنیفۃ کی طریق سے حافظ ابن خسروؒ (م **۵۲۲ھ**) نے روایت نقل کی ہے کہ جس میں "**مسح بر أسه**" کے الفاظ ہے۔

(**مسند ابی حنیفۃ لابن خسرو: ج ۱: ص ۴۱۸**)[۱]

---

[۱]　　حافظ ابو عبداللہ ابن خسروؒ (م **۵۲۲ھ**) فرماتے ہیں:

وأخبرنا الشيخ أبو الحسين قال: أخبرنا أبو محمد قال: أخبرنا أبو الحسين بن المظفر قال: حدثنا أبو علي الحسن بن محمد بن شعبة قال: حدثنا محمد بن عمران الهمداني قال: حدثنا القاسم بن الحكم قال: حدثنا أبو حنيفة قال: حدثنا خالد بن علقمة، عن عبد خير، عن علي رضي الله عنه: أنه دعاء بماء فغسل كفيه ثلاثاً، ومضمض ثلاثاً، واستنشق ثلاثاً، وغسل ذراعيه ثلاثاً ثلاثاً، ومسح برأسه، وغسل قدميه ثلاثاً، ثم قال: هذا وضوء رسول الله صلى الله عليه وسلم۔(مسند ابی حنیفۃ لابن خسرو: ج ۱: ص ۴۱۸)

سند کی تحقیق:

(۱)　ابو عبداللہ، حسین بن محمد بن خسرو البلخیؒ (م **۵۲۲ھ**) مشہور ثقہ، محدث اور حافظ الحدیث ہیں۔(**مجلہ الاجماع: ش ۵: ص ۱۰۵**)

(۲)　ابو حسین، مبارک بن عبدالجبار البغدادیؒ (م **۵۰۰ھ**) بھی مشہور ثقہ، حافظ الحدیث اور ثبت امام ہیں۔(**تاریخ الاسلام: ج ۱۰: ص ۸۳۰**)

(۳)　ابو محمد، الحسن بن علی الشیرازی الجوھری البغدادیؒ (م **۴۵۴ھ**) بھی ثقہ، امین ہیں۔(**تاریخ الاسلام: ج ۱۰: ص ۴۵**)

(۴)　ابو الحسین، محمد بن المظفر البغدادیؒ (م **۳۷۹ھ**) مشہور حجت، حافظ الحدیث اور ثقہ مامون ہیں۔(**الدلیل المغنی: ص ۴۵۴**)

(۵)　ابو علی، حسن بن محمد بن شعبہ الانصاریؒ (م **۳۱۳ھ**) بھی ثقہ ہیں۔(**تاریخ بغداد: ج ۷: ص ۴۲۷، طبع بیروت**)

نوٹ:

مسند ابی حنیفۃ لابن خسرو کے مطبوعہ نسخہ میں حسن بن محمد بن شعبہ کے بجائے حسین بن محمد بن سعید آ گیا ہے، جو کہ کاتب کی غلطی کا نتیجہ ہے۔ جب کہ اسی کتاب میں ایک مقام پر اسی سند میں ابن المظفرؒ اور محمد بن عمران الہمدانیؒ کے درمیان ابو علی، حسن بن محمد بن شعبہ الانصاریؒ موجود ہے۔(**مسند ابی حنیفۃ لابن خسرو: ج ۱: ص ۴۶۳، نیز دیکھئے ذکر صلاۃ التسبیح للخطیب: ص ۷۰**)

اور حافظ حارثیؒ (م ٣٤٠ھ) نے اسد بن عمرو الکوفی عن ابی حنیفہ کی سند سے بھی تقریباً یہی الفاظ نقل کئے ہیں۔ **(مسند ابی حنیفہ للحارثی: ج ٢: ص ٧٦٤، ٧٦٧)[١]**

لہذا صحیح ابو علی، الحسن بن محمد بن شعبہ الانصاری ہے۔ واللہ اعلم

(٦) ابو عبد اللہ، محمد بن عمران بن حبیب الھمد انیؒ (م ٢٧٩ھ) صدوق ہیں۔ **(تاریخ الاسلام: ج ٦: ص ٦١٦، کتاب الثقات لابن حبان: ج ٩: ص ١٤٧، لسان المیزان: ج ٤: ص ٤٢٨)**

(٧) القاسم بن الحکمؒ (م ٢٠٨ھ) صحیح بخاری کے راوی اور صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ **(تحریر تقریب التہذیب: رقم ٥٤٥٥)**

(٨) امام ابو حنیفہؒ (م ١٥٠ھ) کی توثیق کے لئے دیکھئے ص:۔

(٩) خالد بن علقمہ سنن ابو داود، نسائی اور ابن ماجہ کے راوی اور ثقہ ہیں۔ **(تحریر تقریب التہذیب: رقم ١٦٥٩)**

(١٠) عبد خیر الھمد انیؒ بھی ثقہ ہیں اور وہ سنن اربع کے راوی ہیں۔ **(تقریب: رقم ٣٧٨١)**

(١١) حضرت علی بن ابی طالبؓ (م ٤٠ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ اور امیر المومنین ہیں۔

لہذا یہ سند حسن ہے۔

[١] صدوق، حافظ ابو محمد الحارثیؒ (م ٣٤٠ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا هارون بن هشام الكسائي، حدثنا أبو حفص أحمد بن حفص البخاري، حدثنا أسد بن عمرو البجلي، عن أبي حنيفة، عن خالد بن علقمة، عن عبد خير، عن علي بن أبي طالب: أنه دعا بماء فغسل كفيه ثلاثاً، ومضمض ثلاثاً، واستنشق ثلاثاً، وغسل وجهه ثلاثاً، وغسل ذراعيه ثلاثاً، ثم أخذ ماء في كفه فصبه في صلعته فتحدر عنها، وغسل رجليه ثلاثاً ثلاثاً، ثم قال: من سره أن ينظر إلى وضوء رسول الله صلى الله عليه وسلم كاملاً فلينظر إلى هذا۔ (مسند ابی حنیفہ للحارثی: ج ٢: ص ٧٦٤، ٧٦٧)

<u>سند کی تحقیق:</u>

(١) ابو محمد، عبد اللہ بن محمد بن یعقوب الحارثیؒ (م ٣٤٠ھ) مشہور محدث اور صدوق، حافظ الحدیث ہیں۔ **(مجلہ الاجماع: ش ١٩: ص ٢٢)**

(٢) ابو موسی، ھارون بن ھشامؒ کو امام ابو عبد اللہ الحاکمؒ (م ٤٠٥ھ) نے "**ذكر الطبقة الخامسة من علماء نيسابور من دخلها ونشر علمه**" میں شمار کیا ہے اور ابو موسیؒ کی یہ علمی شہرت ان کے صدوق ہونے کے لئے کافی ہے۔ **(مسند ابی حنیفہ للحارثی: ج ١: ص ٤٢١، مختصر تاریخ نیسابور للحاکم: ص ٦٠، نیز دیکھئے اضواء المصابیح للشیخ زبیر علی زئی: ص ٢٥١، مجلہ الاجماع: ش ١٤: ص ٥٦)**

لہذا ابو موسی، ھارون بن ھشامؒ صدوق ہیں۔

لہذا امام صاحبؒ سے "مسح راسه مرة واحدة" کے الفاظ بھی ثابت ہیں۔ واللہ اعلم

دوم　　امام صاحبؒ کی روایت کے الفاظ "مسح برأسه ثلاثاً"، دیگر ائمہ کی روایت کے الفاظ "مسح راسه مرة" کے خلاف نہیں ہے۔ کیونکہ امام صاحبؒ کی روایت کے الفاظ "مسح برأسه ثلاثاً" کہ انہوں نے اپنے سر کا "۳" مرتبہ مسح کیا،

اس سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے اپنے سر پر "۳" مرتبہ ہاتھ پھرا،

- پہلی مرتبہ سر کے ابتدائے حصہ یعنی پیشانی سے گدی تک۔
- دوسری مرتبہ گدی سے پیشانی تک۔
- تیسری بار کانوں کا مسح کیا۔

گویا امام صاحبؒ کی روایت کے الفاظ "مسح برأسه ثلاثاً"، دیگر ائمہ کی روایت کے الفاظ "مسح راسه مرة" کی تشریح کر رہے ہیں۔ قریب قریب یہی بات حافظ ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) نے کہی ہے۔ (**مسند ابی حنیفۃ للحارثی: ج ۲: ص ۶۷۲**)

اور حافظ ابن عبد الہادیؒ (م ۷۴۴ھ) نے بھی حافظ حارثیؒ (م ۳۴۰ھ) کے کلام کو ذکر کر کے، سکوت کے ذریعہ سے ان کی تائید کی ہے۔ (**تعلیقۃ علی العلل لابن عبد الہادی: ص ۲۰۱، انوار الطریق للشیخ زبیر علی زئی: ص ۸**)

اس تاویل کے درست ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ "عبد خير عن علي" کی روایت میں "مسح برأسه وأذنيه ثلاثا" کے بھی الفاظ آئے ہے۔ (**دیکھئے ص: ۲۷**)، اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ امام صاحبؒ کی روایت کے الفاظ "مسح برأسه ثلاثا" میں "مسح اذنيه" بھی داخل ہے۔ واللہ اعلم

خلاصہ یہ کہ امام صاحبؒ کی روایت کے الفاظ "مسح برأسه ثلاثاً"، دیگر ائمہ کی روایت کے الفاظ "مسح راسه مرة"

---

(۳)　احمد بن حفص، ابو الحفص البخاریؒ (م ۲۱۷ھ) بھی صدوق ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج ۵: ص ۲۵۹، سیر: ج ۱۰: ص ۱۵۷**)

(۴)　اسد بن عمرو البجلیؒ (م ۱۹۰ھ) بھی صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ (**مجلہ الاجماع: ش: ص**)

(۵)　امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ)،

(۶)　خالد بن علقمہؒ،

(۷)　عبد خیر الھمد انیؒ وغیرہ کی توثیق گزر چکی۔

(۸)　حضرت علی بن ابی طالبؓ (م ۴۰ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ اور امیر المومنین ہیں۔

لہذا یہ سند حسن ہے۔ واللہ اعلم

کے خلاف نہیں ہے۔

سوم　"عبد خیر عن علی" کی مشہور حدیث میں یہ الفاظ "مسح برأسه ثلاثاً" کو نقل کرنے میں امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) منفرد بھی نہیں ہیں۔

۱-　چنانچہ امام ابوالحسن الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) نے "مسهر بن عبد الملك بن سلع، عن أبيه، عن عبد خير، عن علی" کی سند سے نقل کیا کہ "مسح برأسه و أذنيه ثلاثا" حضرت علیؓ نے اپنے سر اور کانوں کا "۳، ۳" مرتبہ مسح کیا تھا۔ (سنن الدارقطنی: ج۱: ص۱۶۱)، [۱]

---

(۱)　امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا ابن القاسم بن زكريا، ثنا أبو كريب، نا مسهر بن عبد الملك بن سلع، عن أبيه، عن عبد خير، عن علي رضي الله عنه، أنه توضأ ثلاثا ثلاثا، و مسح برأسه و أذنيه ثلاثا، و قال: هكذا وضوء رسول الله صلى الله عليه وسلم أحببت أن أريكموه۔ (سنن الدارقطنی: ج۱: ص۱۶۱)

سند کی تحقیق:

(۱)　امام ابوالحسن الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) مشہور ثقہ، امام ہیں۔

(۲)　ان کے شیخ محمد بن القاسم بن زکریاؒ (م ۳۲۶ھ) صدوق ہیں۔

حافظ عبد الغنی المقدسیؒ (م ۶۰۰ھ) نے ان کو ثقہ اور امام دارقطنیؒ نے ان سے مروی حدیث کی سند کو ثابت و صحیح کہا اور جس کی شرح کرتے ہوئے حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے کہا کہ دارقطنیؒ نے اس کے رجال کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (تنقیح التحقیق لابن عبد الہادی: ج۱: ص۳۳۸، سنن الدارقطنی: ج۲: ص۹۶، ۱۳۷، اتحاف المھرۃ لابن حجر: ج۱۲: ص۳۹۷)

نوٹ:

حدیث کے سلسلے میں محمد بن القاسم بن زکریاؒ پر کوئی کلام نہیں کیا گیا ہے۔ لہذا وہ حدیث میں صدوق ہیں۔

(۳)　ابوکریب، محمد بن العلاءؒ (م ۲۴۷ھ) مشہور ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ (تقریب: رقم ۶۲۰۴، تحفة اللبيب بمن تكلم فيهم الحافظ ابن حجر من الرواة في غير التقريب: ج۲: ص۵۹)،

(۴)　مسهر بن عبد الملکؒ صدوق ہیں۔

امام ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ) نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ حافظ الحسن بن حماد الضبیؒ (م ۲۳۸ھ) نے بھی ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (تہذیب التہذیب: ج۱۰: ص۱۴۸)، ثقہ، حافظ، امام الحسن بن علی الخلالؒ (م ۲۴۲ھ) ان کی تعریف کرتے تھے۔ (الجامع في

۲- اسی طرح محدث ابو محمد، جعفر بن محمد بن نصیر الخلدیؒ (م ۳۴۸؁ھ) نے "شعیب، عن أبي إسحاق، عن عبد خیر قال علی" کی سند سے نقل کیا "مسح برأسه ثلاثا" کہ حضرت علیؓ نے اپنے سر کا "۳" مرتبہ مسح کیا۔ (الجزء الخلدی مع مجموع فیه ثلاثة أجزاء حدیثیة: ص ۱۶۰، طبع دار البشائر الإسلامیة) [۱]

الجرح والتعدیل: ج ۳: ص ۱۳۱)، اوران کے قول کی شرح میں شیخ احمد شاکر صاحبؒ کہتے ہیں کہ حافظ الحسن بن علی الخلالؒ نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (مسند احمد بتحقیق احمد شاکر: ج ۱: ص ۵۵۵)، امام اسحاق بن راہویہؒ (م ۲۳۵؁ھ) نے ان سے روایت لی ہے۔ (لسان المیزان: ج ۹: ص ۴۲۳)، حافظ ہیثمیؒ (م ۸۰۷؁ھ) نے بھی ثقہ کہا اور حافظ عراقیؒ (م ۸۰۶؁ھ) نے ان سے مروی غریب حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ (المعجم الاوسط للطبرانی: ج ۴: ص ۲۱۰، مجمع الزوائد: حدیث نمبر ۱۵۲۰۵، تخریج احادیث احیاء: ج ۱: ص ۱۱۲)، شیخ احمد شاکر صاحبؒ نے بھی ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (مسند احمد بتحقیق احمد شاکر: ج ۱: ص ۵۵۵)، لہذا وہ صدوق ہیں۔ واللہ اعلم

نوٹ:

ان پر موجود جرح مثلاً امام بخاریؒ، امام نسائیؒ کے اقوال سے ان کی تضعیف لازم نہیں آتی، نیز ابن عدیؒ نے امام بخاریؒ کے قول کی وجہ سے، مسہرؒ کو الکامل میں ذکر کیا ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲؁ھ) نے تہذیب التہذیب میں صراحت کی ہے۔ لہذا ان جروحات کے مقابلے میں ان کی توثیق راجح ہے۔ واللہ اعلم

(۵) ان کے والد عبد الملک بن سلعؒ صدوق ہیں، بلکہ دارقطنی ان کو ثبت قرار دیا ہے۔ (تقریب: رقم ۴۱۸۳، العلل للدارقطنی: ج ۴: ص ۵۲)، اور

(۶) عبد خیر الہمدانیؒ سنن اربع کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (تقریب: رقم ۳۷۸۱)،

(۷) حضرت علیؓ مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اس سند کو محدث احمد بن الصدیق، ابو الفیض الغماریؒ (م ۱۳۸۰؁ھ) نے صالح قرار دیا ہے۔ (الهدایة في تخریج أحادیث البدایة: ج ۱: ص ۱۶۱)،

لہذا یہ سند حسن ہے۔ واللہ اعلم

[۱] محدث ابو محمد، جعفر بن محمد بن نصیر الخلدیؒ (م ۳۴۸؁ھ) فرماتے ہیں کہ

أخبرنا القاسم بن محمد: حدثنا إبراهيم: حدثنا شعيب، عن أبي إسحاق، عن عبد خير قال: رأيت عليا رضي الله عنه توضأ فغسل كفيه، ثم تمضمض و استنشق ثلاثا ثلاثا، ثم غسل وجهه و ذراعيه ثلاثا ثلاثا، ثم مسح برأسه ثلاثا، ثم غسل قدميه، ثم أخذ كفا من ماء فشربه۔ (الجزء الخلدی مع مجموع فيه ثلاثة أجزاء حديثية: ص ۱۶۰، طبع دار البشائر الإسلامية)

۳- حافظ ابوبکر البزارؒ (م ۲۹۲ھ) نے بھی اپنی سند "أبو الأحوص، عن أبي إسحاق، عن أبي حية، أنه رأى عليا" سے

سند کی تحقیق:

(۱) ابومحمد، جعفر بن محمد بن نصیر الخلدیؒ (م ۳۴۸ھ) مشہور ثقہ، امام اور صدوق، فاضل، محدث ہیں۔ (**الدليل المغنی: ص ۱۶۲-۱۶۳**)

(۲) قاسم بن محمد بن حماد، ابومحمد الکوفیؒ (م ۲۹۹ھ) صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ (**الجزء الخلدی مع مجموع فيه ثلاثة أجزاء حديثية: ص ۱۵۴**)

امام ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ) نے ان کو 'الثقات' میں شمار کیا ہے۔ (**کتاب الثقات لابن حبان: ج۹: ص۱۹**)، حافظ خلیلیؒ (م ۴۴۶ھ) نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (**ارشاد القاصی والدانی: ص ۴۷۳**)، حافظ ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) کے نزدیک وہ صدوق ہیں۔ (**الکامل: ج۱: ص۹۷، ج۳: ص ۱۵۵**)، حافظ قاسم بن قطلو بغاؒ (م ۸۷۹ھ) نے بھی 'الثقات' میں شمار کیا ہے۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج۸: ص۱۸**)، حافظ نور الدین ہیثمیؒ (م ۸۰۷ھ) نے بھی ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (**المعجم الکبیر للطبرانی: ج۶: ص ۲۵۹، مجمع الزوائد: حدیث نمبر ۱۳۸۹۹**)، امام حاکمؒ (م ۴۰۵ھ) نے بھی ان کی روایت کو صحیح کہا ہے۔ (**المستدرک للحاکم: ج۱: ص۱۸۱، حدیث نمبر ۳۴۴**)

لہذا وہ صدوق ہیں۔

(۳) ابراہیم بن الحسن الثعلبیؒ بھی صدوق ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج۲: ص ۱۷۲، الجزء الخلدی مع مجموع فيه ثلاثة أجزاء حديثية: ص۱۵۹**)

(۴) شعیب بن راشدؒ ثقہ ہیں۔ (**کتاب العلل للدارقطنی: ج۵: ص ۲۷۳، کتاب الثقات لابن حبان: ج۶: ص ۴۳۹**)

(۵) ابواسحاق السبیعیؒ (م ۱۲۹ھ) صحیحین کے مشہور راوی اور ثقہ، حافظ اور ثبت، امام ہیں۔ (**تقریب: رقم ۵۰۶۵، ھدی الساری: ص ۴۳۱**)

نوٹ:

حافظ ابواسحاق السبیعیؒ (م ۱۲۹ھ) پر تدلیس اور اختلاط وغیرہ کے اعتراض مردود ہیں۔ کیونکہ ان کے متابع میں ثبت راوی عبدالملک بن سلع موجود ہیں۔ لہذا تدلیس کا شبہ ختم ہوگیا۔

اور شعیب بن راشد کی طرح ثقہ، حافظ الحدیث امام ابوالاحوص سلام بن سلیمؒ (م ۱۷۹ھ) نے بھی 'ابواسحاق عن عبدخیر' کی سند سے "مسح رأسه ثلاثا" کے الفاظ ذکر کئے ہیں۔ (**مسند البزار: ج۳: ص ۴۳**)، اور ابوالاحوصؒ (م ۱۷۹ھ) کا ابواسحاقؒ (م ۱۲۸ھ) سے سماع قدیم ہے۔ (**مصباح الزجاجۃ للبصیری: ج۱: ص ۱۳۸، حاشیۃ الایماء لابن طاہر الدانی: ج۴: ص ۱۶۶، ت شیخ عبدالباری الجزائری، مطالب العالیہ لابن حجر: ج۱۵: ص ۷۸۸، ت محمد بن ظافر، شرح ابن ماجۃ للشیخ محمد امین الاثیوبی: ج۷: ص ۱۸۹، حاشیۃ موسوعۃ فضائل سور وآيات القرآن - القسم الصحيح للشيخ محمد بن رزق: ج۲: ص ۲۸۳، موارد الظمان الی زوائد ابن حبان: ج۶: ص۸۱، ت شیخ حسین**

"مسح رأسه ثلاثا" کے الفاظ ذکر کیے ہیں۔(مسند البزار: ج ۳: ص ۴۳، نصب الرایہ للزیلعی: ج ۱: ص ۳۳، والفظ لہ)[۱]

سلیم اسد الدارانی، إفراد أحادیث اسماء الله و صفاته، رسالة دکتوراة: ج ۱: ص ۲۷۵)،

لہذا اختلاط کا اعتراض بھی مردود ہے۔

(۶) عبد خیر الہمد انیؒ سنن اربع کے راوی اور ثقہ ہیں۔(تقریب: رقم ۳۷۸۱)،

(۷) حضرت علیؓ (م ۴۰ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں، لہذا یہ سند بھی حسن ہے۔

[۱] حافظ ابوبکر البزارؒ (م ۲۹۲ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا محمد بن معمر، قال: نا أبو داود، قال: نا سلام بن سليم أبو الأحوص، عن أبي إسحاق، عن أبي حية بن قيس، أنه رأى عليا توضأ في الرحبة فغسل كفيه ثم مضمض ثلاثا، واستنشق ثلاثا، وغسل وجهه ثلاثا، وذراعيه ثلاثا ثلاثا، ورأسه ثلاثا، وغسل رجليه، إلى الكعبين ثلاثا، ثم قام فشرب فضل وضوئه وهو قائم وقال: أحببت أن أريكم كيف كان طهور النبي صلى الله عليه وسلم" قال أبو إسحاق: فحدثني عبد خير عن علي، بمثل هذا غير أنه لما فرغ أخذ حفنة من ماء في كفه فشربها وهو قائم" وهذا الحديث لا نعلم أحدا رواه بهذا اللفظ عن أبي إسحاق، عن عبد خير، وأبي حية، عن علي مجموعين إلا أبو الأحوص۔(مسند البزار: ج ۳: ص ۴۳-۴۴)

<u>سند کی تحقیق:</u>

(۱) احمد بن عمرو بن عبد الخالق البزارؒ (م ۲۹۲ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔(کتاب الثقات للقاسم: ج ۱: ص ۴۴۴)

(۲) محمد بن معمر بن ربعی القیسیؒ (م بعد ۲۵۰ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔(تحریر تقریب التہذیب: رقم ۶۳۱۳)

(۳) ابوداود، سلیمان بن داود الطیالسیؒ (م ۲۰۴ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔(تحریر تقریب التہذیب: رقم ۲۵۵۰)

(۴) ابوالاحوص، سلام بن سلیم الکوفیؒ (م ۱۷۹ھ) بھی صحیحین کے راوی اور ثقہ، متقن، حافظ الحدیث ہیں۔(تحریر تقریب التہذیب: رقم ۲۷۰۳)

(۵) ابواسحاق السبیعیؒ (م ۱۲۹ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۶) ابوحیہ بن قیسؒ صدوق، حسن الحدیث ہیں۔(تحریر تقریب التہذیب: رقم ۸۰۷۰)

(۷) حضرت علیؓ مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔لہذا اس کی سند حسن ہے۔اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ "إسناده متقارب" اس روایت کی سند صحت کے قریب (یعنی حسن) ہے۔(الدرایہ لابن حجر: ج ۱: ص ۲۸)

۴- ثقہ، جلیل، امام ابوعبیدۃ، السری بن یحییٰ (م ۲۷۴ھ) نے اپنی سند "حدثنا قَبِيصَة عن سفيان عن أبي إسحاق عن أبي حبة بن قيس عن علي" سے "مسح بر أسه ثلاثا" الفاظ نقل کئے ہیں۔ (حدیث سفیان الثوری للسری: ص ۵۶)[۱]

۵- امام طبرانیؒ (م ۳۶۰ھ) نے بھی اپنی سند "سليمان بن عبد الرحمن ثنا إسماعيل بن عياش عن عبد العزيز بن عبيد الله عن عثمان بن سعيد النخعي عن علي" سے "مسح رأسه ثلاثا بماء واحد" کے الفاظ نقل کیے ہیں۔ (کتاب الشامیین للطبرانی بحوالہ نصب الرایہ للزیلعی: ج ۱: ص ۳۳)[۲]

---

[۱] ثقہ، جلیل، امام ابوعبیدۃ، السری بن یحییٰ (م ۲۷۴ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا قبيصة عن سفيان عن أبي إسحاق عن أبي حبة بن قيس عن علي رضي الله عنه أنه بدأ فغسل يديه ثلاثا ثم تمضمض و استنشق ثلاثا ثم غسل وجهه ثلاثا، ثم غسل قدميه ثلاثا ثلاثا ثم مسح برأسه ثلاثا ثم غسل يديه ثلاثا، ثم قام قائما فشرب فضل الإناء، ثم قال: هكذا رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يتوضأ۔ (حدیث سفیان الثوری للسری بن یحیی: ص ۵۶)

سند کی تحقیق:

(۱) ابوعبیدۃ، السری بن یحییٰ (م ۲۷۴ھ) ثقہ، جلیل ہیں۔ (کتاب الثقات للقاسم: ج ۴: ص ۴۲۶)

(۲) قبیصہ بن عقبہ السوائیؒ (م ۲۱۵ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، امام، حافظ الحدیث ہیں۔ (تحریر تقریب التہذیب: رقم ۵۵۱۳، سیر)

(۳) سفیان بن سعید ثوریؒ (م ۱۶۱ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، حجت، امام، حافظ الحدیث اور فقیہ، عابد ہیں۔ (تقریب: رقم ۲۴۴۵)

(۴) ابواسحاق السبیعیؒ (م ۱۲۹ھ) اور

(۵) ابوحیہ بن قیسؒ وغیرہ کی توثیق گزر چکی۔

(۶) حضرت علیؓ مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں،

لہذا یہ سند صحیح ہے۔

[۲] امام ابوالقاسم الطبرانیؒ (م ۳۶۰ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا الحسن بن علي بن خلف الدمشقي ثنا سليمان بن عبد الرحمن ثنا إسماعيل بن عياش عن عبد العزيز بن عبيد الله عن عمير بن سعيد النخعي عن علي أنه قال: ألا أريكم وضوء رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قلنا: بلى، فأتى بطست من ماء فغسل كفيه ووجهه ثلاثا ويديه إلى المرفقين ثلاثا ثلاثا ومسح رأسه ثلاثا بماء واحد ومضمض واستنشق ثلاثا بماء واحد وغسل رجليه ثلاثا۔ (کتاب الشامیین للطبرانی بحوالہ نصب الرایہ للزیلعی: ج ۱: ص ۳۳)

سند کی تحقیق:

لہذا جب امام صاحبؒ کے متابع میں "۵" راوی موجود ہیں۔تو اس روایت میں موجود الفاظ "**مسح برأسه ثلاثا**" کو نقل کرنے میں ان پر تفرد کا الزام کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟

خلاصہ یہ کہ یہ اعتراض غیر صحیح، باطل ومردود ہے۔واللہ اعلم

اعتراض نمبر ۷: (حدیث: **إن الله حرم مكة، فحرام بيع رباعها**۔۔۔ پر امام دارقطنیؒ اور امام ابن القطانؒ کا اعتراض)

اثری صاحب کہتے ہیں کہ

اسی طرح حدیث: **إن الله حرم مكة، فحرام بيع رباعها**۔آخ کو مرفوع بیان کرنے میں بھی امام صاحب سے وہم ہوا ہے اوران کے دوسرے ساتھی اسے موقوف ہی بیان کرتے ہیں۔(دارقطنی: ص ۳۱۳ ط ہند، ص ۵۷ ج ۳)، امام دارقطنیؒ اور امام ابن القطانؒ فرماتے ہیں کہ اس میں امام صاحب سے وہم ہوا ہے۔(**توضیح الکلام: ص ۹۴۵**)

الجواب:

سند کی تحقیق:

(۱) امام ابوالقاسم الطبرانیؒ (**م ۳۶۰ھ**) مشہور ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔(**کتاب الثقات للقاسم: ج ۵: ص ۹۰**)

(۲) الحسن بن علی بن خلف الدمشقیؒ (**م ۲۸۹ھ**) بھی ثقہ یا کم از کم صدوق ہیں۔(**المعجم الکبیر للطبرانی: ج ۲۰: ص ۲۷۱، مجمع الزوائد: حدیث نمبر ۶۱۴۷، مجمع الزوائد: ج ۱: ص ۸، نیز دیکھئے ص: ۲۵**)

(۳) سعید بن عبدالرحمٰن بن عیسی الدمشقیؒ (**م ۲۳۳ھ**) صحیح بخاری کے راوی اور صدوق، حسن الحدیث ہیں۔(**تقریب: رقم ۲۵۸۵**)

(۴) اسماعیل بن عیاشؒ (**م ۱۸۲ھ**) سنن اربع کے راوی اور صدوق ہیں۔(**تقریب: رقم ۴۷۳**)

(۵) عبدالعزیز بن عبیداللہ بن حمزہ الشامی الحمصیؒ اگرچہ ضعیف ہے، لیکن متابع میں قابل ذکر ہے۔(**الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم: ج ۵: ص ۳۸۷-۳۸۸**)

(۶) عمیر بن سعید النخعیؒ (**م ۱۱۵ھ**) صحیحین کے راوی اور ثقہ ہیں۔(**تقریب: رقم ۵۱۸۲**)

نوٹ:

نصب الرایہ للزیلعی کے مطبوعہ نسخہ میں عمیر بن سعید کے بجائے عثمان بن سعید آ گیا ہے، جو کہ کاتب کی غلطی ہے۔کیونکہ مسند الشامیین للطبرانی میں یہی روایت میں عمیر بن سعید النخعی لکھا ہے۔واللہ اعلم

(۷) حضرت علیؓ مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

لہذا یہ روایت متابعات کی وجہ سے حسن ہے۔واللہ اعلم

اس کا جواب کئی ائمہ محدثین اور حفاظ کرام دے چکے ہیں۔ چنانچہ

(۱) حافظ ابو محمد الزیلعیؒ (م ۷۶۲ھ) نے کہا:

قلت :أخرجه الدارقطني في آخر الحج عن أيمن بن نابل عن عبيد الله بن أبي زياد عن أبي نجيح عن عبد الله بن عمرو، ورفع الحديث، قال: من أكل كراء بيوت مكة أكل الربا، انتهى. وروى ابن أبي شيبة في مصنفه حدثنا أبو معاوية عن الأعمش عن مجاهد، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "مكة حرام، حرمها الله لا تحل بيع رباعها، ولا إجارة بيوتها۔

میں کہتے ہوں کہ اس حدیث "**إن الله حرم مكة، فحرام بيع رباعها**" کو امام دارقطنی نے کتاب الحج کے آخر میں "**عن أيمن بن نابل عن عبيد الله بن أبي زياد عن أبي نجيح عن عبد الله بن عمرو**" کی سند مرفوعاً نقل کیا کہ رسول ﷺ نے فرمایا: کہ جس نے مکہ کے کسی گھر کا کرایا کھایا، اس نے سود کھایا۔[۱] اور حافظ ابو بکر ابن ابی شیبہؒ نے مصنف میں اپنی سند سے "**حدثنا أبو**

---

(۱) اس روایت کو حافظ ابو الحسن الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) اس سند و متن کے ساتھ نقل کیا ہے:

قال الدارقطني ثنا عثمان بن أحمد الدقاق، نا إسحاق بن إبراهيم الختلي، نا محمد بن أبي السري، نا المعتمر بن سليمان، عن أيمن بن نابل، عن عبيد الله بن أبي زياد، عن أبي نجيح، عن عبد الله بن عمرو، رفع الحديث قال: من أكل كراء بيوت مكة أكل نارا۔ (السنن للدارقطنی: ج ۳: ص ۳۷۳، حدیث نمبر ۲۷۸۷)

<u>سند کی تحقیق:</u>

(۱) حافظ ابو الحسن الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں، جیسا کہ ان کی توثیق گزر چکی۔

(۲) عثمان بن احمد، ابو عمرو السماک الدقاقؒ (م ۳۴۴ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۷: ص ۷۵**)

(۳) اسحاق بن ابراہیم الختلیؒ (م ۲۸۴ھ) کو حافظ خطیب بغدادیؒ نے ثقہ کہا۔ ابو عبد اللہ الحاکمؒ، حافظ ابو عوانہؒ کے نزدیک بھی وہ ثقہ یا صدوق ہیں۔ (**لسان المیزان: ج ۲: ص ۳۵، المستدرک للحاکم: ج ۳: ص ۲۳۲، حدیث نمبر ۴۹۳۸، صحیح ابی عوانہ: ج ۵: ص ۱۳۰، طبع جامع اسلامیہ**)، شیخ محمد بن عمرو بن عبد اللطیف الشنقیطیؒ کہتے ہیں کہ وہ مختلف فیہ راوی ہے۔ (**أحاديث ومرويات في الميزان 1 - حديث قلب القرآن يس: ص ۸۸**)، لہذا وہ صدوق ہیں۔

(۴) محمد بن ابی السری المتوکل العسقلانیؒ (م ۲۳۸ھ) سنن ابو داود کے راوی اور صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۶۲۶۳**)

(۵) معتمر بن سلیمانؒ (م ۱۸۷ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۶۷۸۵**)

معاوية عن الأعمش عن مجاهد'' مجاہد سے مرسلاً نقل کیا[۱] کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ مکہ حرمت والی جگہ ہے، اللہ نے اس کی حرمت بیان کی ہے، اس کے گھروں کی بیع کرنا حلال نہیں ہے اور ان کو کرایہ پر دینا درست نہیں۔ (**نصب الرایہ: ج ۴: ص ۲۶۵**)

(۲) حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ

وقد رفعه أيمن ابن أم نابل عن عبيد الله بن أبي زياد أيضا فلم ينفرد أبو حنيفة برفعه أخرجه الدارقطني أيضا في أواخر الحج وله طريق أخرى أخرجها الدارقطني والحاكم من رواية إسماعيل ابن مهاجر عن أبيه عن عبد الله بن باباه عن عبد الله بن عمرو رفعه مكة مناخ لا تباع رباعها ولا تؤاجر بيوتها وإسماعيل قال البخاري منكر الحديث وفي

---

(۶) ایمن بن نابل المکیؒ بھی ثقہ ہیں۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۵۹۷**)

(۷) عبید اللہ بن ابی زیاد المکیؒ (م ۱۵۰ھ) بھی صدوق ہیں۔ (**التاریخ الکبیر للبخاری: ج ۵: ص ۳۸۲**)

(۸) ابو نجیح المکیؒ (م ۱۰۹ھ) صحیح مسلم کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۷۸۰۵**)

(۹) عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ (م ۶۵ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔ (**تاریخ الاسلام**)

لہذا یہ سند حسن ہے۔

نوٹ:

السنن للدارقطنی کے مطبوعہ نسخہ میں ''ایمن بن نابل'' کے بجائے ''ابن اسرائیل'' اور ''ابی نجیح'' کے بجائے ''ابن ابی نجیح'' آ گیا ہے۔ جو کہ کاتب کی غلطی ہے۔ کیونکہ حافظ الزیلعیؒ (م ۷۶۲ھ)، محدث عینیؒ (م ۸۵۵ھ) نے یہی روایت کو ''**السنن للدارقطنی**'' سے نقل کیا ہے اور انہوں نے ''ایمن بن نابل'' اور ''ابی نجیح'' ہی ذکر کیا ہے۔ لہذا صحیح ''ایمن بن نابل'' اور ''ابی نجیح'' ہے۔ واللہ اعلم

[۱] اس سند کے تمام روات یعنی حافظ ابو بکر ابن ابی شیبہؒ (م ۲۳۵ھ)، حافظ ابو معاویہ الضریرؒ (م ۱۹۵ھ)، حافظ الاعمشؒ (م ۱۴۸ھ)، امام مجاہدؒ (م ۱۰۴ھ) مشہور ائمہ ثقات ہیں۔ لہذا یہ سند صحیح مرسل ہے۔ اور مرسل سے ترجیح حاصل کرنا جائز اور صحیح ہے۔ جیسا کہ حافظ المشرق، خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ)، امام نوویؒ (م ۶۷۶ھ)، حافظ زرکشیؒ (م ۷۹۴ھ)، حافظ ابن الملقنؒ (م ۸۰۴ھ) وغیرہ نے صراحت نقل کی ہے۔ (**الکفایۃ للخطیب: ص ۴۰۵، المجموع للنووی: ج ۱: ص ۶۱، البحر المحیط للزرکشی: ج ۶: ص ۳۶۴، المقنع لابن الملقن: ج ۱: ص ۱۳۶، انوار الطریق للشیخ زبیر علی زئی: ص ۸**)، خلاصہ یہ کہ اس مرسل روایت سے بھی امام صاحبؒ کی حدیث کا مرفوع ثابت ہوتا ہے۔

نوٹ:

دیگر متصل طریق کی وجہ سے، اس بات کا قوی احتمال ہے کہ اس روایت کو امام مجاہدؒ (م ۱۰۴ھ) نے عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ (م ۶۵ھ) سے روایت کر کے، پھر ان سے ارسال کیا ہو۔ واللہ اعلم (دیکھئے ص: ۳۳)

ترجمته أخرجه ابن عدي والعقيلي في الضعفاء۔

حدیث "إن الله حرم مكة، فحرام بيع رباعها" کو ایمن ابن ام نابلؒ نے بھی عبید اللہ بن ابی زیادؒ سے مرفوعاً نقل کیا ہے۔ جس کو امام دارقطنیؒ نے کتاب الحج کے آخر میں نقل کیا ہے۔لہذا امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) اس حدیث کو مرفوع بیان کرنے میں منفرد نہیں ہیں۔اس حدیث کا ایک طریق ہے جس کو دارقطنیؒ، ابوعبداللہ الحاکم نے "إسماعيل ابن مهاجر عن أبيه عن عبد الله بن باباه عن عبد الله بن عمرو" کی سند[۱] سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: کہ "مكة مناخ لا تباع رباعها ولا تؤاجر بيوتها" مکہ اترنے کی جگہ ہے، لہذا مکہ کے مکانات کی نہ بیع کی جائے گی اور نہ اس کو اجرت پر دیا جائے گا۔اور اسماعیل بن مہاجر کے

---

(۱)　اس روایت کی مکمل سند مع متن درج ذیل ہیں:

قال الدارقطني ثنا الحسين بن إسماعيل, نا أحمد بن محمد بن يحيى بن سعيد, نا عبد الله بن نمير, نا إسماعيل بن إبراهيم بن مهاجر, عن أبيه, عن عبد الله بن باباه, عن عبد الله بن عمرو, قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: »مكة مناخ لا تباع رباعها ولا تؤاجر بيوتها۔ (السنن للدارقطنی: ج ۴: ص ۱۳، حدیث نمبر ۳۰۱۸)

سند کی تحقیق:

(۱)　امام ابوالحسن الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۲)　الحسین بن اسماعیل المحاملیؒ (م ۳۳۰ھ) بھی مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔(ارشاد القاصی والدانی: ص ۴۰۲)

(۳)　احمد بن محمد بن یحیی بن سعید القطانؒ (م ۱۹۸ھ) سنن ابن ماجہ کے راوی اور صدوق ہیں۔(تقریب: رقم ۱۰۶)

(۴)　عبداللہ بن نمیرؒ (م ۱۹۹ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، صاحب حدیث ہیں۔(تقریب: رقم ۳۶۶۸)

(۵)　اسماعیل بن ابراہیم بن مہاجرؒ اور ان کے والد

(۶)　ابراہیم بن مہاجرؒ، اگرچہ یہ دونوں متکلم فیہ راوی ہیں۔

لیکن امام ابوحاتم الرازیؒ (م ۲۷۷ھ)، امام حاکمؒ (م ۴۰۵ھ) وغیرہ ان دونوں کو متابعات وشواہد کی صورت میں قابل ذکر مانتے ہیں۔(تہذیب التہذیب: ج ۱: ص ۲۷۹، ۱۶۱، المستدرک للحاکم: حدیث نمبر ۲۳۲۶)، لہذا اس روایت میں ان دونوں پر جرح فضول ہے۔

(۷)　عبداللہ بن باباہ المکیؒ صحیح مسلم وسنن اربع کے راوی اور ثقہ ہیں۔(تقریب: رقم ۳۲۲۰)

(۸)　عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ (م ۶۵ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔(تاریخ الاسلام)،

اور امام حاکمؒ (م ۴۰۵ھ) نے اس سند کو متابعات کی وجہ سے صحیح قرار دیا ہے۔(المستدرک للحاکم: ج ۲: ص ۲۶۱، حدیث نمبر ۲۳۲۶) واللہ اعلم

ترجمہ میں جس کو ابن عدیؒ اور عقیلیؒ نے ذکر کیا ہے امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ اسماعیل منکر الحدیث ہے۔(**الدرایہ لابن حجر: ج ۲:ص ۲۳۶**)

(۳)　حافظ قاسم بن قطلوبغاؒ (م۸۷۹ھ) نے کہا:

قلت: الوهم ممن دون اصحاب ابی حنيفة فقد قدمناه من متن اثار محمد بن الحسن علی الصواب ولم اقف علی نسخة من الآثار فيها ابن ابی يزيد، اما الوجه الآخر فمردود بتوثيق ابی حنيفة عن ائمتهم كما قدمناه فی الصلاة، فليس هو بدون عيسى بن يونس، محمد بن ربيعة، كيف ومن شرطه دوام الحفظ من حين السماع الی وقت الاداء، وقد روی احمد بن منيع ثنا هشيم ثنا الحجاج عن عطاء عن عبدالله بن عمرو قال: نهي عن اجر بيوت مكة، وعن بيع رباعها۔ وروی ابن ابی شيبة حدثنا أبو معاوية عن الأعمش عن مجاهد، قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: "مكة حرام، حرمها الله لا تحل بيع رباعها، ولا إجارة بيوتها۔

میں کہتا ہوں کہ وہم اصحاب ابی حنیفہ کے نیچے کے رواۃ سے ہوا ہے اور جیسا کہ ہم امام محمدؒ کی کتاب الآثار سے صحیح متن نقل کیا ہے اور مجھے کتاب الآثار کا ایسا نسخہ نہیں ملا، جس میں ابن ابی یزید ہو۔ رہا دوسرا اعتراض تو وہ مردود ہے۔ کیونکہ امام ابوحنیفہؒ کی ائمہ محدثین نے توثیق کی ہے جیسا کہ ہم نے کتاب الصلاۃ میں نقل کیا ہے۔ لہذا امام صاحبؒ عیسی بن یونس اور محمد بن ربیعہ سے (حافظہ میں) کم نہیں ہیں اور وہ حافظہ میں کیسے کم ہو سکتے ہیں کہ جب کہ ان کے نزدیک راوی کا دوام الحفظ ہونا (یعنی راوی کو روایت یاد رہنا) شرط ہے سماع روایت سے لیکر اس کے بیان کرنے تک اور حافظ احمد بن منیعؒ نے "**ثنا هشيم ثنا الحجاج عن عطاء عن عبدالله بن عمرو**"[ا] کی سند سے عبداللہ بن عمرو سے روایت کیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ مکہ کے گھروں کی فروخت اور ان کے کرایوں سے منع کیا گیا

(ا)　اس سند کے بھی تمام رواۃ یعنی حافظ احمد بن منیعؒ (م۲۴۴ھ)، حافظ ہشیم بن بشیرؒ (م۱۸۳ھ)، عطاء بن ابی رباحؒ (م۱۱۴ھ)، عبداللہ بن عمرو العاصؓ (م۶۵ھ) ثقہ ہیں۔ سوائے حجاج بن ارطاۃؒ (م۱۴۵ھ) کے، ان پر کلام ان کی تدلیس کی وجہ سے کیا گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ بعض ائمہ نے کہا کہ جب وہ سماع کی تصریح کریں، تو وہ صالح الحدیث ہونگے، ورنہ نہیں۔ (**تہذیب التہذیب: ج ۲:ص ۱۹۶، الکاشف للذہبی، اکمال تہذیب الکمال: ج ۳:ص ۳۸۶-۳۸۹**)، اور اس روایت میں حجاجؒ نے سماع کی تصریح نہیں کی، مگر چونکہ ان کے متابع وشواہد موجود ہے، جیسا کہ گزر چکا، لہذا اس روایت میں وہ صدوق ہیں اور ان پر تدلیس کا الزام مردود ہے۔ واللہ اعلم

نوٹ:

"نُهِيَ عن اجر بيوت مكة" کے الفاظ بتا رہے ہے کہ یہ روایت مرفوع حکمی ہے۔

مزید متابعات:

ہے۔ حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہؒ نے مصنف میں اپنی سند سے "حدثنا أبو معاوية عن الأعمش عن مجاهد" مجاہد سے مرسلاً نقل کیا کہ رسول ﷺ نے فرمایا: کہ مکہ حرمت والی جگہ ہے، اللہ نے اس کی حرمت بیان کی ہے، اس کے گھروں کی بیع کرنا حلال نہیں

ایمن بن نابلؒ، الاعمشؒ (م ۱۴۹ھ)، ابراہیم بن مہاجرؒ، حجاج بن ارطاۃؒ (م ۱۴۵ھ)، کے علاوہ، امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کے اور بھی متابع موجود ہیں۔

متابع نمبر "۵" اور "۶":

چنانچہ امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) فرماتے ہیں کہ

ثنا الحسين بن إسماعيل , نا سعيد بن يحيى الأموي , نا عيسى بن يونس , نا عبيد الله بن أبي زياد , حدثني أبو نجيح , عن عبد الله بن عمرو بن العاص , أنه قال: إن الذي يأكل كراء بيوت مكة إنما يأكل في بطنه نارا۔

ثنا ابن مبشر , نا محمد بن حرب , نا محمد بن ربيعة , نا عبيد الله بن أبي زياد , سمع أبا نجيح , قال: قال عبد الله بن عمرو: " إن الذين يأكلون أجور بيوت مكة , مثله۔ (السنن للدارقطنی: ج ۴: ص ۱۳، حدیث نمبر ۳۰۱۶)

پہلی سند کی تحقیق:

امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ)، امام الحسین بن اسماعیل المحاملیؒ (م ۳۳۰ھ) کی توثیق گزر چکی۔ سعید بن یحیی الامویؒ (م ۲۴۹ھ) صحیح بخاری کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (تحریر تقریب التہذیب: رقم ۲۴۱۵)، عیسی بن یونس بن ابی اسحاق السبیعیؒ (م ۱۹۱ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، مامون ہیں۔ (تقریب: رقم ۵۳۴۱)، باقی روایت کی توثیق گزر چکی، لہذا یہ سند حسن ہے۔

دوسری سند کی تحقیق:

امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) کی توثیق گزر چکی، علی بن عبداللہ بن مبشر، ابوالحسن الواسطیؒ (م ۳۲۴ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (الدلیل المغنی)، محمد بن الحرب نشائیؒ (م ۲۵۵ھ) صحیحین کے راوی اور صدوق ہیں۔ (تقریب: رقم ۵۸۰۴)، محمد بن ربیعہ الکلابیؒ (م بعد ۱۹۰ھ) سنن اربع کے راوی اور صدوق ہیں۔ (تقریب: رقم ۵۸۷۷)، باقی روات کی توثیق گزر چکی۔

لہذا یہ سند بھی حسن ہے۔ واللہ اعلم

متابع نمبر ۷:

ثقہ، امام، ابوالولید، محمد بن عبداللہ بن الولید الازرقیؒ (م ۲۵۰ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثني جدي، حدثنا مسلم بن خالد الزنجي، عن عبيد الله بن أبي زياد، عن أبي نجيح، عن عبد الله بن عمرو بن العاص، قال: من أكل كراء بيوت مكة فإنما يأكل في بطنه نارا۔ (اخبار مکۃ للازرقی: ج ۲: ص ۱۶۳)

ہے اوران کو کرایہ پر دینا درست نہیں ۔(التعریف والاخبار للقاسم : ج ۵: ص ۸۳ ۲۳، ت شیخ محمد یعقوبی)[۱]

(۴)　مشہور امام، محدث بدر الدین العینیؒ (م ۸۵۵ھ) نے بھی تقریباً یہی بات کہی ہے، البتہ انہوں نے ایک جواب یہ بھی دیا ہے کہ ثقہ رواۃ نے اس حدیث "إن الله حرم مكة، فحرام بيع رباعها" کو مرفوع بیان کیا ہے، اور ثقہ کی زیادتی مقبول ہوتی ہے۔ لہذا ثقات کا مرفوعاً بیان کرنا صحیح ہے۔ خاص طور سے جب کہ زیادتی بیان کرنے والے امام ابوحنیفہؒ کی طرح امام ہو۔ محدث بدر الدین العینیؒ (م ۸۵۵ھ) کے الفاظ یہ ہیں:

قلت: أخرجه الدارقطني في آخر الحج عن أيمن بن نايل، عن عبيد الله بن أبي زياد عن أبي نجيح، عن عبيد الله بن عمر، ورفع الحديث. قال: من أكل كراء بيوت مكة أكل الربا. وروى ابن أبي شيبة في مصنفه حدثنا أبو معاوية عن الأعمش، عن مجاهد قال: قال رسول الله - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مكة حرام حرمها الله، لا يحل بيع رباعها، ولا إجارة

سند کی تحقیق:

امام ابوالولید، محمد بن عبداللہ بن احمد بن محمد بن الولید الازرقیؒ (م ۲۵۰ھ) ثقہ ہیں۔(کتاب الثقات للقاسم: ج ۸: ص ۱۰۴، الاعلام للزرکلی: ج ۶: ص ۲۲۲)، ان کے دادا احمد بن محمد بن الولید بن عقبہ الازرقیؒ (م ۲۲۲ھ) صحیح بخاری کے راوی اور ثقہ ہیں۔(تقریب: رقم ۱۰۴)، مسلم بن خالد الزنجیؒ (م ۱۸۰ھ) حسن الحدیث ہیں۔(الکامل: ج ۸: ص ۱۱، مجلہ الاجماع: ش ۳)، باقی رواۃ کی توثیق گزر چکی۔

لہذا یہ سند بھی حسن ہے۔

نوٹ:

مطبوعہ نسخہ میں کاتب کی غلطی کی وجہ سے "ابی نجیح" کے بجائے "ابن ابی نجیح" آ گیا ہے۔

اہم وضاحت:

اس روایت میں عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ (م ۶۵ھ) کا قول "إن الذي يأكل كراء بيوت مكة إنما يأكل في بطنه نارا" صاف طور سے بتا رہا ہے کہ یہ روایت مرفوع تقریری ہے۔ کیونکہ یہ وعید صحابی اپنی رائے سے نہیں کہہ سکتے۔

لہذا محمد بن ربیعہ الکلابیؒ (م بعد ۱۹۰ھ)، عیسی بن یونسؒ (م ۱۹۱ھ)، مسلم بن خالد الزنجیؒ (م ۱۸۰ھ)، وغیرہ کی روایت بھی، امام صاحبؒ کی حدیث "إن الله حرم مكة، فحرام بيع رباعها" کے مرفوع ہونے کی تائید کرتی ہے۔ واللہ اعلم

(۱)　**نوٹ:**

التعریف والاخبار للقاسم بن قطلوبغا کے مطبوعہ نسخہ میں "ولم اقف على نسخة من الآثار فيها ابن ابي يزيد" کے بجائے "ولم اقف على نسخة من الآثار فيها ابن ابي زياد" آ گیا ہے، جو کہ کاتب کی غلطی معلوم ہوتی ہے، جیسا کہ سیاق وسباق دلالت کرتا ہے۔ واللہ اعلم

بيوتها. حدثنا معتمر بن سليمان، عن ليث، عن مجاهد، وعطاء، وطاوس: كانوا يكرهون أن يباع شيء من رباع مكة، وأما قول الدارقطني: هكذا رواه أبو حنيفة، ووهم في موضعين غير صحيح ولا مسلم، لأن محمدا -رَحِمَهُ اللَّهُ- رواه في "الآثار" عن أبي حنيفة -رَحِمَهُ اللَّهُ- عن عبيد الله بن أبي زياد عن أبي نجيح، عن عبد الله بن عمرو، به، وليس فيه وهم، وبهذا أيضا سقط كلام ابن القطان حيث نسب الوهم إلى محمد بن الحسن.

وأما قوله: والثاني في رفعه والصحيح موقوف، فمردود أيضا لأن رفع الثقات صحيح، ولا سيما مثل هذا الإمام. وأما قول ابن القطان: وعلته ضعف أبي حنيفة -رَحِمَهُ اللَّهُ- فإساءة أدب، وقلة حياء منه، فإن مثل الإمام الثوري، وابن المبارك وأضرابهما وثقوه وأثنوا عليه خيرا، فما مقدار من يضعفه عند هؤلاء الأعلام الأشنان، وقد أشبعنا الكلام فيه، وفي مناقبه التي جمعناها في "تاريخنا الكبير". (**البنایہ شرح ہدایہ: ج ۱۲: ص ۲۲۸-۲۲۹**)

لہذا امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ)، امام ابن القطانؒ (م ۶۲۸ھ) کا اعتراض غیر صحیح ہے۔

اعتراض نمبر ۸: (امام صاحب سے مروی حدیث جبرئیل پر امام مسلمؒ، امام ابوزرعہؒ کا اعتراض)

اثری صاحب امام مسلمؒ (م ۲۶۱ھ) کا اعتراض نقل کرتے ہیں کہ امام مسلمؒ ایک حدیث پر بحث کے دوران میں لکھتے ہیں کہ ابوسنان عن علقمہ کی حدیث میں جو یہ الفاظ ہیں کہ جبرئیلؑ آئے اور انھوں نے کہا کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ ''شرائع اسلام'' کے بارے میں سوال کروں، تو یہ زیادتی مختلف ہے۔ اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ الفاظ (شرائع الاسلام) چند لوگوں نے مثل نعمان بن ثابت اور سعید بن سنان اور جو ان کی طرح مرجی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں زیادہ کیے ہیں اور اس سے ان کا مقصد اپنے مسئلہ ایمان کی تصویب وتائید ہے۔ یہ اس لئے کہ ان کے نصیب میں کمزوری اور حق سے دوری آئی ہے، جب کہ انھوں نے ایسے الفاظ روایت کیے ہیں جو اہل علم سے مروی نہیں۔ (**توضیح الکلام: ص ۹۳۱**)

پھر اثری صاحب نے ابوزرعہ الرازیؒ (م ۲۶۱ھ) کا اعتراض نقل کیا کہ امام ابوزرعہؒ نے بھی امام ابوحنیفہؒ کی اس روایت پر نقد کیا ہے۔ (**ایضاً**)

الجواب:

امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ (م ۱۸۹ھ) کتاب الآثار میں فرماتے ہیں کہ

قال (أبو حنيفة) (عن) علقمة بن مرثد (عن) يحيى بن يعمر قال بينما أنا مع صاحب لي بمدينة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم إذ بصرنا بعبد الله بن عمر فقلت لصاحبي هل لك أن تأتيه فتسأله عن القدر قال نعم قلت دعني

حتى أكون أنا الذي أسأله فإنه أعرف بي منك قال فانتهينا إلى عبد الله بن عمر فسلمنا عليه وقعدنا إليه فقلنا له يا أبا عبد الرحمن إنا نتقلب في هذه الأرض فربما قدمنا البلدة بها قوم يقولون لا قدر فبما نرد عليهم فقال أبلغهم أني منهم بريء ولو أني وجدت أعواناً لجاهدتهم ثم أنشأ يحدثنا قال بينما نحن مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ومعه رهط من أصحابه إذ أقبل شاب جميل أبيض حسن اللمة طيب الريح عليه ثياب بيض فقال السلام عليك يا رسول الله السلام عليكم قال فرد عليه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ورددنا معه فقال ادنو يا رسول الله قال ادن فدنا دنوة أو دنوتين ثم قام موقراً له ثم قال ادنو يا رسول الله قال ادن فدنا حتى ألصق ركبتيه بركبتي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال أخبرني عن الإيمان فقال الإيمان أن تومن بالله وملائكته وكتبه ورسله ولقائه واليوم الآخر والقدر خيره وشره من الله تعالى فقال صدقت فتعجبنا من تصديقه لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وقوله صدقت كأنه يعلم ثم قال فأخبرني عن شرائع الإسلام ما هي قال إقام الصلاة وإيتاء الزكوة وحج البيت وصوم رمضان والاغتسال من الجنابة قال صدقت فتعجبنا من قوله صدقت قال فأخبرني عن الإحسان ما هو قال الإحسان أن تعمل لله كأنك تراه فإن لم تكن تراه فإنه يراك قال فإذا فعلت ذلك فأنا محسن قال نعم قال صدقت قال فأخبرني عن الساعة متى هي قال ما المسئول عنها بأعلم من السائل ولكن لها أشراطاً فهي من الخمس التي استأثر الله تعالى بها فقال {إن الله عنده علم الساعة وينزل الغيث ويعلم ما في الأرحام وما تدري نفس ماذا تكسب غداً وما تدري نفس بأي أرض تموت إن الله عليم خبير} قال صدقت ثم انصرف ونحن نراه إذ قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم علي بالرجل فقمنا في أثره فما ندري أين توجه ولا رأينا له شيئاً فذكرنا ذلك للنبي صلى الله عليه وآله وسلم فقال هذا جبرئيل أتاكم يعلمكم معالم دينكم والله ما أتاني في صورة إلا وأنا أعرفه فيها إلا هذه الصورة۔ (بحوالہ جامع المسانید للخوارزمی: ج ۱: ص ۱۷۳-۱۷۷، ۱۷۸)

امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کی اس روایت پر امام ابوزرعہؒ (م ۲۶۴ھ) اعتراض کرتے ہیں کہ اس روایت میں "شرائع الاسلام" کا اضافہ امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ)، سعید بن سنانؒ کا وہم ہے۔ (أبو زرعة الرازي وجهوده في السنة النبوية: ج ۲: ص ۷۲۰-۷۲۲)، اور امام مسلمؒ (م ۲۶۱ھ) یہ کہتے ہیں کہ اس روایت میں موجود الفاظ "شرائع الاسلام" مرجیہ کے علاوہ کوئی اور بیان نہیں کرتے، جیسا کہ اثری صاحب نے نقل کیا ہے۔ حالانکہ یہ دونوں اعتراض غیر صحیح ہیں۔

(۱) امام زرعہ الرازیؒ (م ۲۶۴ھ) کے اعتراض کے جواب میں عرض ہے کہ امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ)، سعید بن سنانؒ کے علاوہ ثقہ، شیخ الحرم، عبدالعزیز بن ابی روادؒ (م ۱۵۹ھ)، صدوق راوی جراح بن ضحاک وغیرہ نے بھی کہ اس روایت میں "شرائع

الاسلام'' کا اضافہ بیان کیا ہے۔(کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی: ج ۳: ص ۸، حلیۃ الاولیاء: ج ۸: ص ۲۰۲)، لہذا امام ابوزرعہؒ کا اعتراض صحیح نہیں ہے۔ نیز یہ زیادتی ثقات نے بیان کی ہے، اور ثقات کی زیادتی مقبول اور صحیح ہوتی ہے۔

(۲)　امام مسلمؒ (م ۲۶۱ھ) کا اعتراض بھی صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ صدوق راوی جراح بن ضحاکؒ نے بھی ''شرائع الاسلام'' کے الفاظ کی زیادتی بیان کی ہے۔(کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی: ج ۳: ص ۸) اور ان پر کسی معتدل امام نے مرجیہ ہونے کی جرح نہیں کی۔ لہذا امام مسلمؒ کا اعتراض بھی صحیح نہیں ہے۔[۱] پھر امام مسلمؒ (م ۲۶۱ھ) کا امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کو مرجی کہنا بھی غیر صحیح ہے۔

نیز اثری صاحب سے سوال ہے کہ جب اس روایت میں موجود الفاظ ''شرائع الاسلام'' کو نقل کرنے میں امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کے متابع میں ''۳، ۳'' ثقہ، صدوق روات موجود ہیں، تو ان پر اعتراض کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟؟؟

خلاصہ یہ کہ امام مسلمؒ (م ۲۶۱ھ)، امام ابوزرعہ الرازیؒ (م ۲۶۴ھ) کا یہ اعتراض غیر صحیح ہے۔

اعتراض نمبر ۹:　(امام سفیان ثوریؒ (م ۱۶۱ھ) کا اعتراض)

ابن عباسؓ کی مرتدہ کے ایک روایت کے بارے میں اثری صاحب امام سفیان ثوریؒ (م ۱۶۱ھ) سے نقل کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ اسے بیان کرنے میں منفرد ہیں، کسی ثقہ نے ان کی متابعات نہیں کی۔(توضیح الکلام: ص ۹۴۱)

الجواب:

ثقہ، حجت، حافظ الحدیث، امام محمدؒ (م ۱۸۹ھ) نے کہا:

أخبرنا أبو حنيفة, عن عاصم بن أبي النجود, عن أبي رزين, عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: لا تقتل النساء إذا ارتددن عن الإسلام, ويجبرن عليه۔(کتاب الآثار للامام محمد: ج ۲: ص ۵۱۴)

اس روایت کے بارے میں امام سفیان ثوریؒ (م ۱۶۱ھ) کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ اسے بیان کرنے میں منفرد ہیں۔ کسی ثقہ نے ان کی متابعات نہیں کی، جیسا کہ اثری صاحب نے نقل کیا ہے۔

ثقہ، حافظ کا تفرد مضر نہیں ہے، بلکہ ثقہ کا اوثق کی ''مخالفت کرنا'' مضر ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ ابن عباسؓ کی مرتدہ کی یہی روایت خود امام سفیان ثوریؒ (م ۱۶۱ھ) نے بھی امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) سے نقل کی ہے، لہذا ان کا یہ اعتراض کمزور معلوم ہوتا ہے۔ اور پھر عاصم بن ابی النجودؒ (م ۱۲۸ھ) سے یہ روایت نقل کرنے میں امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) منفرد نہیں ہیں۔ بلکہ ان کی

---

(۱)　ثقہ، حافظ، امام ابوجعفر العقیلیؒ (م ۳۲۲ھ) نے جراح بن ضحاکؒ کو مرجی قرار دیا ہے۔ حالانکہ امام عقیلیؒ (م ۳۲۲ھ) تشدد میں مشہور و معروف ہیں۔ لہذا ان کا جراح بن ضحاکؒ کو مرجی قرار دینا غیر صحیح ہے۔ واللہ اعلم

طرح یہی روایت ابو مالک النخعی، عبد الملک بن حسینؒ نے بیان کیا ہے۔ چنانچہ ثقہ، حافظ الحدیث، امام ابو الحسن الدارقطنیؒ (م ۳۸۵؁ھ) نے کہا:

نا أحمد بن إسحاق بن بهلول, نا أبي, نا طلق بن غنام, عن أبي مالك النخعي, عن عاصم بن أبي النجود, عن أبي رزين, عن ابن عباس, قال: المرتدة عن الإسلام, تحبس ولا تقتل۔ (سنن الدارقطني: ج ۴: ص ۱۲۷، حدیث نمبر ۲۱۴)[۱]

لہذا عاصم بن ابی النجودؒ (م ۱۲۸؁ھ) سے یہ روایت نقل کرنے میں امام صاحبؒ (م ۱۵۰؁ھ) منفرد نہیں ہیں، کیونکہ ابو مالک النخعی، عبد الملک بن حسینؒ صدوق عند المتابعات ہیں۔ [۲] واللہ اعلم

---

(۱)　<u>سند کی تحقیق:</u>

امام ابو الحسن الدارقطنیؒ (م ۳۸۵؁ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں، جیسا کہ گزر چکا۔ ان کے شیخ احمد بن اسحاق بن بہلول التنوخیؒ (م ۳۱۸؁ھ) ثقہ، ثبت، امام ہیں۔ (**ارشاد القاصی والدانی: ص ۹۱**)، ان کے والد اسحاق بن بہلول التنوخیؒ (م ۲۵۲؁ھ) بھی ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج ۶: ص ۷۴**)، طلق بن غنامؒ (م ۲۱۱؁ھ) صحیح بخاری اور سنن اربع کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۳۰۴۳**)، ابو مالک النخعی، عبد الملک بن حسینؒ پر کلام ہے۔ لیکن ان کے بارے میں حافظ ابن عدیؒ (م ۳۶۵؁ھ) نے کہا کہ "**أبو مالك النخعي لَهُ أحاديث حسان وعامتها, لاَ يُتَابَعُ عَليها**" ان کی کچھ احادیث حسن ہے اور عام طور سے ان کی روایات کی متابعات نہیں کی گئی۔ (**الکامل: ج ۶: ص ۵۲۸**)،

یعنی متابعات کی صورت میں ان کی احادیث مقبول وحسن ہوگی۔ اور اس روایت میں ان کی متابع میں ثقہ، حافظ، ثبت، امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰؁ھ) موجود ہے۔ لہذا اس روایت میں وہ صدوق ہیں۔ واللہ اعلم

عاصم بن ابی النجودؒ (م ۱۲۸؁ھ) صحیحین کے راوی اور حسن الحدیث ہیں۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۳۰۵۴**)، ابو رزین، مسعود بن مالک الاسدی الکوفیؒ (م ۸۵؁ھ) صحیح مسلم کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۶۶۱۲**)، ابو العباس، عبد اللہ بن عباسؓ (م ۶۸؁ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔

لہذا یہ روایت متابع کی وجہ سے حسن ہے۔

(۲)　اثری صاحب کہتے ہیں کہ اس روایت میں ابو مالک النخعیؒ ضعیف ہے۔ (**حاشیہ توضیح: ص ۹۴۱**)، لیکن ابن عدیؒ (م ۳۶۵؁ھ) نے ذکر کیا کہ ان کی بعض احادیث حسن ہے اور بعض میں ان کی متابعات نہیں کی گئی ہے۔ لہذا جب ان کی متابعات مل جائے، تو ان کی حدیث حسن ہوگی۔ لہذا متابع کی صورت میں ان پر کلام مردود ہے۔

اور مشہور حافظ الحدیث، امام قاسم بن قطلوبغاؒ (م ۸۷۹ھ) نے کہا:

"وقد قالوا محل هذا إذا لم يكن المرفوعُ عامًّا، وهنا المرفوعُ عام، فأنّى يستقيم، والله أعلم"

وہ کہتے ہیں کہ اس کا محل اس وقت ہے جبکہ مرفوع عام نہ ہو، حالانکہ یہاں مرفوع عام ہے، پس یہ کیسے درست ہوسکتا ہے۔ **(تخریج احادیث البزدوی: ص ۷۵)**

نوٹ نمبر ۱:

قارئین! ان جوابات سے آپ کو اندازہ ہو گیا ہوگا، کہ اثری صاحب نے محض ائمہ محدثین کی تقلید میں امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) پر اعتراضات نقل کئے ہیں، اگر ذراسی تحقیق فرمالیتے، تو شاید امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کی روایات پر اس طرح سے اعتراضات نہ کرتے۔

نوٹ نمبر ۲:

اثری صاحب کہتے ہیں کہ

محدثین کے نزدیک صرف یہی ایک حدیث "من کان لہ امام" کے مرفوع بیان کرنے میں وہم نہیں ہوا۔ بلکہ اور بھی بہت سی روایات ہیں جیسا کہ امام ابن عدیؒ، ابن حبانؒ وغیرہ کا کلام گزر چکا ہے بلکہ امام ابن عدیؒ نے اس کی مزید مثالیں ذکر کی ہیں۔ **(توضیح الکلام: ص ۹۴۵)**

الجواب:

امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ)، کی روایات پر، مشہور ثقہ، حافظ الحدیث، صاحب الجرح والتعدیل، امام ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) کے اعتراضات کے جوابات ان شاء اللہ اگلے شمارے میں آئیں گے، نیز حافظ ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ) اور دیگر ائمہ کے کلام کا مفصل جواب بھی ان شاء اللہ اگلے شمارے میں آئے گا، ان شاء اللہ العزیز

نیز ضعیف روایت سے تائید حاصل کرنا، امام شافعیؒ (م ۲۰۴ھ)، حافظ المشرق، خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ)، امام نوویؒ (م ۶۷۶ھ) وغیرہ کے نزدیک درست وصحیح ہے، جیسا کہ گزر چکا، اور اثری صاحب نے یہی بات امام بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) سے بھی نقل کیا ہے۔ **(مجلہ الاجماع: ش ۱۱: ص ۳۳)**

شمارہ نمبر ۲۲

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

فروری/ ۲۰۲۲

دوماہی مجلّہ

الاجماع

* امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰؁ھ) پر محدثین کے اعتراضات کے جوابات۔ (اثری صاحب کو جواب) [قسط ۲]
* امام ابو حنیفہ، نعمان بن ثابتؒ (م ۱۵۰؁ھ) ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ [قسط ۵]
* کیا عبد اللہ بن المبارکؒ (م ۱۸۱؁ھ) نے امام صاحبؒ (م ۱۵۰؁ھ) کو آخری عمر میں ترک کر دیا تھا؟؟؟
* امام سفیان ثوریؒ (م ۱۶۱؁ھ) بھی امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰؁ھ) کی فضیلت کے قائل ہو گئے تھے۔

ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن

امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ (م ١٥٠ھ) پر محدثین کے اعتراضات کے جوابات۔

(اثری صاحب کو جواب)[قسط ٢]

-مولانا نذیر الدین قاسمی

محترم ارشاد الحق اثری صاحب نے حدیث "من كان له امام۔۔۔" کے تحت ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث، شاہنشاہ الحدیث، امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ (م ١٥٠ھ) پر محدثین کے حوالے سے کئی اعتراضات کئے ہیں، جن کو جوابات کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں:

اعتراض نمبر ١٠: (امام صاحب کی حدیث "مفتاح الصلاة الوضوء" پر امام ابن عدیؒ (م ٣٦٥ھ) کا اعتراض)

اثری صاحب کہتے ہیں کہ

محدثین کے نزدیک صرف یہی ایک حدیث "من كان له امام۔۔۔" کے مرفوع بیان کرنے میں وہم نہیں ہوا، بلکہ اور بھی بہت سی روایات ہیں، جیسا کہ امام ابن عدیؒ، ابن حبانؒ وغیرہ کے کلام گزر چکا ہے بلکہ امام ابن عدیؒ (م ٣٦٥ھ) نے اس کی مزید مثالیں ذکر کی ہیں۔ (**توضیح الکلام: ص ٩٤٥**)

لہذا اب مشہور ثقہ، حافظ الحدیث، صاحب الجرح والتعدیل، امام ابن عدیؒ (م ٣٦٥ھ) کے اعتراضات کے جوابات بھی ملاحظہ فرمائیں، چنانچہ حافظ ابن عدیؒ (م ٣٦٥ھ) نے کہا:

حدثنا أبو يعلى قال قرئ على بشر بن الوليد أخبركم أبو يوسف، عن أبي حنيفة، عن أبي سفيان قبل أن يلقاه يخبر، عن أبي نضرة، عن أبي سعيد عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: مفتاح الصلاة الوضوء وتحريمها التكبير و تحليلها التسليم وفي كل ركعتين تسلم بعد التشهد[١]، ولا تجزيء صلاة إلا بفاتحة الكتاب ومعها شيء زاد أبو حنيفة في هذا المتن وفي كل ركعتين تسليم۔

وقد رواه عن أبي سفيان أبو معاوية، وابن فضيل وزياد البكائي ومندل بن علي وحمزة الزيات وحسان الكرماني وغيرهم فلم يذكروه۔ (الکامل لابن عدی: ج ٨: ص ٢٤٣-٢٤٤)

- الکامل لابن عدی کے تمام مطبوعہ نسخوں میں یہ عبارت اسی طرح ہے، دیکھئے **الکامل لابن عدی: ج ٨: ص ٢٤٣**، ت عادل أحمد عبد الموجود-علي محمد معوض، **الکامل لابن عدی: ج ٧: ص ١١**، ت يحيى مختار غزاوي، **الکامل لابن عدی: ج ١٠: ص ١٣١**، ت مازن محمد السرساوي۔ لیکن وہ تصحیف ہے، اور صحیح "تسلم يعني التشهد" معلوم ہوتا ہے، کیونکہ **کتاب الآثار لابی حنیفۃ بروایت ابی یوسف: حدیث نمبر ١** پر امام ابو یوسفؒ (م ١٨٢ھ) ہی کے طریق سے یہی روایت "في كل ركعتين فسلم، يعني التشهد" کے الفاظ کے

الجواب:

حالانکہ حدیث "مفتاح الصلاۃ الوضوء" میں موجود الفاظ "وفي كل ركعتين تسليم" کو ابوسفیان السعدیؒ سے نقل کرنے میں امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) منفرد نہیں ہیں، بلکہ کئی ثقہ رواۃ نے ان کی متابعات کی ہے۔

اور اس اعتراض کا جواب گویا امام، حافظ ابوبکر البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) نے دے دیا۔

چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ

أخبرناه أبو محمد عبد الله بن يوسف الأصبهاني، أنا أبو سعيد الأعرابي، ثنا سعدان بن نصر، ثنا أبو معاوية، عن أبي سفيان السعدي، عن أبي نضرة، عن أبي سعيد، أراه رفعه، شك أبو معاوية، قال: مفتاح الصلاة الطهور، وتحريمها التكبير، وتحليلها التسليم، وفي كل ركعتين تسليمة۔[۱]

تابعه أبو حنيفة ومحمد بن فضيل وحمزة الزيات وأبو مالك النخعي وغيرهم، عن أبي سفيان، وقالوا: عن النبي - صلى الله عليه وسلم -، ولم يشكوا في رفعه۔

(جس کا خلاصہ یہ کہ) کہ حدیث "مفتاح الصلاة الطهور، وتحريمها التكبير، وتحليلها التسليم، وفي كل ركعتين تسليمة" کو ابوسفیان السعدیؒ سے نقل کرنے میں ابومعاویہ الضریرؒ (م ۱۹۵ھ) کے متابع میں امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ)،

ساتھ موجود ہے، اسی طرح امام محمدؒ (م ۱۸۹ھ)، امام ابوعبدالرحمٰن المقریؒ (م ۲۱۳ھ)، امام مکی بن ابراہیمؒ (م ۲۱۵ھ)، امام حسن بن زیادؒ (م ۲۰۴ھ) وغیرہ نے بھی امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) سے "يعني التشهد" کے لفظ نقل کئے ہیں۔ (**کتاب الآثار لابی حنیفۃ بروایت محمد: حدیث نمبر ۴، مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص ۱۳۰، مسند ابی حنیفۃ للحارثی: ج۱: ص ۴۲۸، مسند ابی حنیفۃ لابن خسرو: ج۲: ص ۴۹۰**)، لہذا صحیح "يعني التشهد" ہونا چاہئے۔ واللہ اعلم

(۱) اس روایت کے تمام رواۃ ثقہ یا صدوق ہیں۔ امام ابوبکر البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ ان کے شیخ ابومحمد، عبداللہ بن یوسف الاصبہانیؒ (م ۴۰۹ھ) ثقہ، صالح، محدث ہیں۔ (**الروض الباسم: ج۱: ص ۶۴۶**)، ابوسعید الاعرابیؒ (م ۳۴۰ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث اور صاحب التصنیفات ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج۲: ص ۱۶**)، سعدان بن نصرؒ (م ۲۶۵ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج۴: ص ۴۵۶**)، ابومعاویہ الضریرؒ (م ۱۹۵ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۵۸۴۱، نیز دیکھئے**)، لہذا یہ سند ابومعاویہ الضریرؒ (م ۱۹۵ھ) سے ثابت بھی ہے اور مرفوع بھی ہے، جیسا کہ امام بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) نے اشارہ کیا ہے۔

حمزۃ الزیاتؒ (م ۱۵۸ھ)، محمد بن فضیل الضبیؒ (م ۱۹۵ھ)، ابو مالک النخعیؒ وغیرہ موجود ہیں۔ (الخلافیات للبیہقی: ج ۲: ۷)[۱]

---

(۱) محمد بن فضیل الضبیؒ (م ۱۹۵ھ) کی روایت کو خود حافظ ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) نے سند کے ساتھ ذکر کیا ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ

''حدثنا الفضل بن الحباب، حدثنا محمد بن عبد الله الخزاعي، حدثنا محمد بن فضيل عن أبي سفيان السعدي، عن أبي نضرة، عن أبي سعيد الخدري قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الوضوء مفتاح الصلاة و التكبير تحريمها و التحليل تسليمها، و لا تجزیء صلاة إلا بفاتحة الكتاب و معها غيرها و سورة فريضة غيرها و في كل ركعتين تسليمة يعني التشهد''۔ (الکامل لابن عدی: ج ۵: ص ۱۸۶)

سند کی تحقیق:

حافظ ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں، ان کے شیخ الفضل بن الحبابؒ (م ۳۰۵ھ) بھی مشہور ثقہ، مکثر، امام ہیں۔ (کتاب الثقات للقاسم: ج ۷: ص ۵۱۳)، محمد بن عبد اللہ بن عثمان الخزاعیؒ (م ۲۲۳ھ) سنن ابوداود و نسائی کے راوی اور ثقہ ہیں۔ محمد بن فضیل الضبیؒ (م ۱۹۵ھ) صحیحین کے راوی اور صدوق ہیں۔ (تقریب: رقم ۶۲۲۷)، لہذا یہ سند محمد بن فضیل الضبیؒ (م ۱۹۵ھ) سے ثابت ہے۔ واللہ اعلم

صدوق عند المتابعات، راوی ابو مالک النخعیؒ کی روایت مع سند درج ذیل ہے:

حافظ المشرق، امام خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) نے کہا:

أخبرنا أبو القاسم المحسن بن أحمد بن الحسين بن علي بن محمد بن يحيى بن عباد بن عبد الله بن الزبير بن العوام الأسدي بنيسابور قال حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب الأصم حدثنا الحسن بن مكرم حدثنا أبو النضر حدثنا أبو مالك النخعي عبد الملك بن حسين عن أبي سفيان الأعسم عن أبي نضرة عن أبي سعيد رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال مفتاح الصلاة الوضوء وتحريمها التكبير وتحليلها التسليم في كل ركعتين تسليم وإذا ركع أحدكم فلا يذبح تذبيح الجزار۔ (موضح الاوہام للخطیب: ج ۲: ص ۱۹۰)

سند کی تحقیق:

امام خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث بلکہ حافظ المشرق ہیں۔ ان کے شیخ ابو القاسم، محسن بن احمد الاسدیؒ صدوق ہیں۔ (المنتخب من کتاب السیاق لتاریخ النیسابور: ص ۴۹۴)، ابو العباس الاصمؒ (م ۳۴۶ھ) بھی مشہور ثقہ، حافظ الحدیث اور ثبت، امام ہیں۔ (الروض الباسم: ج ۲: ص ۱۲۷۰-۱۲۸۱)، الحسن بن مکرمؒ (م ۲۷۴ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (تاریخ الاسلام: ج ۶: ص ۷۵۳، کتاب الثقات للقاسم: ج ۳: ص ۳۹۷)، ابو النضر، ھاشم بن القاسمؒ (م ۲۰۷ھ) بھی صحیحین کے راوی اور ثقہ، ثبت، امام ہیں۔ (تقریب: رقم ۷۲۵۶)، ابو مالک النخعی کی تفصیل گزر چکی۔ (دیکھئے ص:)

نیز علی بن مسہرؒ (م ۱۸۹ھ)، مندل الکوفیؒ (م ۱۶۸ھ)، اسماعیل بن عیاشؒ (م ۱۸۲ھ) وغیرہ بھی امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کے متابع موجود ہیں، چنانچہ حافظ ابویعلی الموصلیؒ (م ۳۰۷ھ) فرماتے ہیں کہ:

حدثنا عبد الغفار، حدثنا علي بن مسهر، عن أبي سفيان، عن أبي نضرة، عن أبي سعيد قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: مفتاح الصلاة الوضوء، وتحريمها التكبير، وإحلالها التسليم، وفي كل ركعتين تسليم، ولا تجوز صلاة لا يقرأ فيها بفاتحة الكتاب وشيء معها۔ (مسند ابی یعلی الموصلی: ج ۲: ص ۳۳۶، حدیث نمبر ۱۰۷۷)

<u>سند کی تحقیق:</u>

ابویعلی الموصلیؒ (م ۳۰۷ھ) مشہور ثقہ، امام اور حافظ الحدیث ہیں۔ (**ارشاد القاصی والدانی: ص ۱۴۱**)، عبد الغفار بن عبد اللہ بن زبیر الموصلیؒ (م ۲۴۳ھ) صدوق ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۶: ص ۳۹۸**) علی بن مسہر القرشیؒ (م ۱۸۹ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۴۸۰۰**)، لہذا یہ روایت علی بن مسہرؒ (م ۱۸۹ھ) سے ثابت ہے۔ واللہ اعلم

- اور حافظ ابوجعفر العقیلیؒ (م ۳۲۲ھ) نے کہا:

حدثنا عبد الله بن أحمد قال: حدثنا حسان بن حسان قال: حدثنا مندل قال: حدثنا أبو سفيان، عن أبي نضرة، عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: مفتاح الصلاة الطهور، وتحريمها التكبير، وتحليلها التسليم، وبين كل ركعتين تسليم، ولا يجزئ صلاة لا يقرأ فيها بأم القرآن وقرآن معها۔ (الضعفاء الكبير للعقيلي: ج ۲: ص ۲۲۹)

حافظ ابوجعفر العقیلیؒ (م ۳۲۲ھ)، حافظ عبد اللہ بن احمد بن محمد بن حنبلؒ (م ۲۹۱ھ) دونوں مشہور ثقہ حفاظ میں سے ہیں۔ عبد اللہؒ کے شیخ حسان بن حسانؒ (م ۲۱۳ھ) صحیح بخاری کے راوی اور صدوق ہیں۔ (**تقریب: رقم ۱۱۹۸**)، مندل الکوفیؒ (م ۱۶۸ھ) متابعات میں مقبول ہیں۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۶۸۸۳**)۔

- امام ابوالقاسم الطبرانیؒ (م ۳۶۰ھ) نے کہا:

حدثنا الحسن بن علي بن خلف الدمشقي، ثنا سليمان بن عبد الرحمن، ثنا إسماعيل بن عياش، عن عبد العزيز بن عبيد الله، عن أبي نضرة، عن أبي سعيد الخدري، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: الطهور مفتاح الصلاة، والتكبير تحريمها، والتسليم تحليلها، وفي كل ركعتين سلام، ولا تصلى صلاة إلا بأم القرآن ومعها غيرها، وفي كل ركعتين تشهد وتسليم۔ (مسند الشامیین للطبرانی: ج ۲: ص ۲۸۹، حدیث نمبر ۱۳۶۰)، اس روایت کے تمام رواۃ کی تفصیل گزر چکی۔ (**مجلہ الاجماع: ش ۲۱: ص ۳۱**)، خلاصہ یہ کہ حدیث "مفتاح الصلاة الوضوء" میں موجود الفاظ "وفي كل ركعتين تسليم" کو ابوسفیان السعدیؒ سے نقل کرنے میں امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کی متابعت میں ایک جماعت موجود ہے، لہذا ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) کا اعتراض غیر صحیح ہے۔

لہذا حدیث "مفتاح الصلاۃ الوضوء" میں موجود الفاظ "وفي كل ركعتين تسليم" کو ابوسفیان السعدیؒ سے نقل کرنے میں امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) پر تفرد کا الزام غیر صحیح ہے۔

اعتراض نمبر ۱۱: (امام صاحب سے مروی حدیث "أكل ذبيحة امرأة" کا اعتراض)

ثقہ، حافظ الحدیث، صاحب الجرح والتعدیل، امام ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا عبدان، حدثنا زيد بن الحريش، حدثنا أبو همام الأهوازي عن مروان بن سالم، عن أبي حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن علقمة عن عبد الله، أن النبي صلى الله عليه وسلم أكل ذبيحة امرأة۔

قال الشيخ: لم يروه موصولا غير أبي حنيفة زاد فيه علقمة، وعبد الله والنبي عليه السلام وأما يرويه منصور ومغيرة وحماد عن إبراهيم قوله۔

امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) نے "عن حماد عن إبراهيم عن علقمة عن عبد الله" کی سند سے حدیث ذکر کی کہ نبی ﷺ نے عورت کا ذبیحہ کھایا۔ لیکن امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کے علاوہ کسی نے اس روایت کو موصول نہیں بیان کیا ہے اور امام صاحب نے اس میں علقمہؒ، ابن مسعودؓ اور نبی ﷺ کا اضافہ کیا ہے، جب کہ منصورؒ، مغیرہؒ، حمادؒ نے یہ روایت ابراہیم النخعیؒ سے مقطوعاً نقل کی ہے۔ **(الکامل: ج ۸: ص ۲۴۴)**

الجواب:

یہ روایت امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) سے ثابت نہیں ہے، کیونکہ سالم بن مروان ضعیف ہے۔ (**تقریب: رقم ۶۵۷۰**) اور ان کا کوئی متابع بھی نہیں ملا۔ لہذا امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) پر یہ اعتراض درست نہیں ہے۔

اعتراض نمبر ۱۲: (امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کی حدیث "إذا ارتفع النجم" پر اعتراض)

حافظ ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) نے کہا:

أخبرنا مُحمد بن أحمد بن حماد، ومُحمد بن أحمد بن الحسين، قالا: حَدثنا شُعَيب بن أيوب، حدثنا مصعب بن المقدام، عن داود الطائي، عن النعمان بن ثابت، عن عطاء بن أبي رباح، عن أبي هريرة، عن النبي صَلى الله عَليه وسَلم قال: إذا ارتفع النجم ارتفعت العاهة عن أهل كل بلد۔

ورواه كذلك عن وكيع ويزيد بن هارون الحماني، ومُحمد بن الحسن، وجعفر بن عون والمقري وغيرهم، ولا يحفظ عن عطاء إلا من رواية أَبي حنيفة، عنه، ورُوي عن عسل عن عطاء مسندا وموقوفا، وعسل وأَبو حنيفة سيان

في الضعف، على أن عسلا مع ضعفه أحسن ضبطا للحديث منه۔

امام ابوحنیفہؒ (م **١٥٠ھ**) نے "**عن عطاء بن أبي رباح، عن أبي هريرة، عن النبي صَلى الله عَليه وسَلم**" کی سند حضور ﷺ کا قول ذکر کیا کہ (جب تارہ طلوع ہوتا ہے تو تمام شہر والوں سے بیماری دور ہوجاتی ہے)۔

اس حدیث کو امام ابوحنیفہؒ سے وکیعؒ، یزید بن ھارونؒ، محمد بن الحسن، جعفر بن عونؒ، المقریؒ وغیرہ نے روایت کیا ہے اور یہ روایت عطاء بن ابی رباح سے امام صاحب کے علاوہ کوئی روایت نہیں کرتا اور عسل بن سفیان عن عطاء سے بھی یہ روایت موقوفاً اور مرفوعاً روایت کی گئی اور عسل بن سفیان اور ابوحنیفہ ضعف میں برابر ہیں مگر یہ کہ عسلؒ اپنے ضعف کے باوجود امام صاحبؒ سے زیادہ حدیث کو ضبط کرنے والے ہیں۔(**الکامل: ج ١٠: ص ١٣٢**، ت شیخ مازن السرساوی)

الجواب:

سب سے پہلے عرض ہے کہ امام ابوحنیفہؒ (م **١٥٠ھ**) ہرگز ضعیف نہیں ہیں، بلکہ کئی ائمہ محدثین، بلکہ ائمہ علل نے ان کی توثیق وتعریف کی ہے۔(دیکھئے ص:)، لہذا حافظ ابن عدیؒ (م **٣٦٥ھ**) کا امام صاحبؒ (م **١٥٠ھ**) کو ضعیف قرار دینا غیر صحیح ہے۔

اور عسل بن سفیانؒ کے بارے میں امام عجلیؒ (م **٢٦١ھ**)، حافظ ابن عدیؒ (م **٣٦٥ھ**) وغیرہ نے صراحت کی ہے کہ ضعف کے باوجود، ان کی احادیث لکھی جائے اور یعقوب بن سفیانؒ (م **٢٧٧ھ**) نے کہا کہ نہ وہ متروک ہیں اور نہ حجت۔(**اکمال تہذیب الکمال: ج ٩: ص ٢٣٦، تہذیب التہذیب: ج ٧: ص ١٩٣**)، [١]

---

[١] حدیث "**إذا ارتفع النجم ارتفعت العاهة عن أهل كل بلد**" کو "**عطاء عن ابی هريرة**" کی سند سے نقل کرنے میں امام ابوحنیفہؒ (م **١٥٠ھ**) منفرد نہیں ہیں، بلکہ عسل بن سفیانؒ ان کے متابع میں موجود ہے۔ چنانچہ ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث، امام طحاویؒ (م **٣٢١ھ**) فرماتے ہیں کہ

حدثنا محمد بن خزيمة، قال: حدثنا المعلى بن أسد، قال: حدثنا وهيب، عن عسل، عن عطاء، عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلعت الثريا صباحا رفعت العاهة عن أهل البلد۔ (شرح مشکل الاثار للطحاوی: ج ٦: ص ٥٧)

سند کی تحقیق:

(١) امام ابوجعفر، احمد بن محمد بن سلامۃ الطحاویؒ (م **٣٢١ھ**) مشہور ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث اور امام ہیں۔ ان کے شیخ محمد بن خزیمہ البصریؒ (م **٢٧٦ھ**) بھی ثقہ، مستقیم الحدیث ہیں۔(**کتاب الثقات للقاسم: ج ٨: ص ٢٦٧**)، معلی بن اسد البصریؒ (م **٢١٨ھ**) صحیحین کے راوی اور ثقہ، ثبت ہیں۔(**تقریب: رقم ٦٨٠٢**)، وھب بن خالد البصریؒ (م **١٦٥ھ**) بھی صحیحین کے راوی اور ثقہ، ثبت ہیں۔(**تقریب:**

لہذا عسلؒ کی روایت متابع کی صورت میں مقبول ہوگی اور اس روایت میں امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) پر تفرد کا الزام مردود ہے۔

پھر ان سب کے علاوہ ''زکریا بن ابی زائدۃ عن عَامر الشّعبِيّ عَن أبي هُرَيْرَة'' کی سند سے بھی یہی روایت آئی ہے۔ **(اطراف الغرائب للدارقطنی: ج۵: ص ۲۲۴)**،[۱]

لہذا اس روایت میں بھی امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) پر اعتراض کمزور ہے۔

اعتراض نمبر ۱۳: (امام صاحبؒ کی حدیث ''**الدال علی الخیر کفاعلہ**'' پر اعتراض)

مشہور ثقہ، حافظ، متقن، ناقد، امام ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) نے کہا:

حدثنا علي بن أحمد بن علي بن عمران، حدثنا بندار، حدثنا إسحاق الأزرق، أخبرنا نعمان عن علقمة بن

رقم ۴۸۷۷)، عسل بن سفیانؒ متابع کی صورت میں مقبول ہیں، جیسا کہ گزر چکا۔ (دیکھئے، ص ۶)، عطاء بن ابی رباحؒ (م ۱۱۴ھ) مشہور ثقہ، فقیہ اور فاضل تابعی ہیں۔ (**تقریب: رقم ۴۵۹۱**)، اور ابو ہریرہؓ (م ۵۹ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔

لہذا یہ سند متابع کی وجہ سے حسن ہے۔ واللہ اعلم

نوٹ:

وھب بن خالد البصریؒ (م ۱۶۵ھ) کے متابع میں حماد بن سلمہؒ (م ۱۶۷ھ)، عبد العزیز بن المختارؒ وغیرہ موجود ہیں۔ (**مسند البزار: ج ۱۶: ص ۱۸۱**)، لہذا اس روایت میں وھب بن خالد البصریؒ (م ۱۶۵ھ) پر اختلاط کی جرح مردود ہے۔

(۱) امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) کے الفاظ یہ ہیں:

حديث: إذا طلع النجم رفع عن كل بلد العاهة۔

غريب من حديث الشعبي عنه، ومن حديث زكريا بن أبي زائدة عنه إن كان شيخنا محمد بن سليمان الباهلي ضبطه فإنا لم نكتبه بهذا الإسناد إلا عنه، وإنما يعرف من حديث أبي حنيفة عن عطاء بن أبي رباح عن أبي هريرة۔ (اطراف الغرائب للدارقطنی: ج۵: ص ۲۲۴)

اور محمد بن سلیمان الباھلیؒ (م ۳۲۲ھ) کے بارے میں خود امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) نے کہا: کہ ''**كان من الثقات**''، اسی طرح اسی کتاب ''الاطراف الغرائب'' میں بھی ایک جگہ کہا کہ ''**شَيخنا ثقة**''۔ (**الدلیل المغنی فی شیوخ الدارقطنی: ص ۳۹۵**)، لہذا جب محمد بن سلیمان الباھلیؒ (م ۳۲۲ھ) ثقہ ہیں، تو دارقطنیؒ کا یہ کہنا ''**إن كان شيخنا محمد بن سليمان الباهلي ضبطه فإنا لم نكتبه بهذا الإسناد إلا عنه، وإنما يعرف من حديث أبي حنيفة عن عطاء بن أبي رباح عن أبي هريرة**'' مضر نہیں ہے۔

مرثد عن سليمان بن بريدة، عن أبيه عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال اذهب يا فلان فإن الدال على الخير كفاعله۔

قال الشيخ: وهذا حديث لا يجود إسناده غير أبي حنيفة عن علقمة بن مرثد وتابعه حفص بن سليمان، روى عن علقمة أحاديث مناكير لا يرويها غيره، ورواها عن أبي حنيفة إسحاق الأزرق ومصعب بن المقدام وأرسله عنه محمد بن الحسن فلم يذكر فيه ابن مرثد، ولا بريدة۔

امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) نے "عن علقمة بن مرثد عن سليمان بن بريدة، عن أبيه" کی سند سے نبی ﷺ کا قول ذکر کیا کہ آپ ﷺ نے ایک شخص سے کہا: کہ اے فلاں! تم جاؤ، اس لئے کہ جو کوئی خیر کی رہنمائی کرے گا، وہ خیر کو کرنے والے کی طرح ہے۔

اس حدیث کو امام صاحبؒ کے علاوہ کسی نے علقمہ بن مرثد سے بیان نہیں کیا۔ مگر ان کے متابع میں حفص بن سلیمانؒ ہیں، لیکن انہوں نے علقمہ بن مرثد سے ایسی منکر احادیث بیان کی ہے، جو ان کے علاوہ کوئی اور بیان نہیں کرتا۔

نیز یہ حدیث امام صاحبؒ سے اسحاق الازرقؒ، مصعب بن المقدامؒ نے مسند روایت کی ہے اور امام محمدؒ نے ان سے مرسلاً نقل کیا ہے اور ابن مرثدؒ اور بریدہؓ کا ذکر نہیں کیا۔

الجواب:

اولاً علقمہ بن مرثدؒ (م ۱۲۰ھ) سے اس حدیث کو نقل کرنے میں حفص بن سلیمانؒ کے علاوہ سفیان ثوریؒ (م ۱۶۱ھ) بھی امام ابوحنیفہؒ کے متابع ہیں، جیسا کہ حافظ ابونعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) نے کہا ہے۔ (**مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص ۱۵۰-۱۵۱**)[۱]

---

(۱) حافظ ابونعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) نے کہا:

تابعه الثوري عليه

حدثنا سليمان بن أحمد، ثنا إبراهيم بن هاشم، ثنا الشاذكوني، ثنا يحيى بن اليمان، عن سفيان، عن علقمة بن مرثد، عن سليمان، عن أبيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الدال على الخير كفاعله، والله تعالى يحب إغاثة اللهفان۔ تفرد به الشاذكوني۔ (مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص ۱۵۰-۱۵۱)

سند کی تحقیق:

حافظ ابونعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۱: ص ۳۶۵**)، سلیمان بن احمد، ابوالقاسم الطبرانیؒ (م ۳۶۰ھ) بھی مشہور ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۵: ص ۹۰**)، ابراہیم بن ھاشم البغویؒ (م ۲۹۷ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (**ارشاد القاصی والدانی: ص ۸۳**)، حافظ سلیمان بن داود الشاذکونیؒ (م ۲۳۶ھ) اور حافظ یحیی بن الیمانؒ

دوم یہ حدیث بریدہؓ کے علاوہ، ابو مسعود الانصاریؓ، [۱]

عبداللہ بن مسعودؓ، [۲]

انسؓ، [۳]

سہل بن سعدؓ، [۴]

ؒ (م ۱۸۹ھ) پر کلام ہے۔لیکن یہ دونوں حضرات متابعات کی صورت میں قابل ذکر ہیں۔(الکامل: ج ۴: ص ۳۰۰، ۳۰۵، سیر: ج ۱۰: ص ۶۸۳، تحریر تقریب التہذیب: رقم ۶۷۹۷)، یہی وجہ ہے کہ حافظ ابونعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) نے کہا کہ "تابعه الثوري عليه" اس روایت میں امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کے متابع میں سفیان ثوریؒ (م ۱۶۱ھ) ہیں۔(مسند ابی حنیفة لابی نعیم: ص ۱۵۰-۱۵۱)، واللہ اعلم

(۱) صحیح مسلم: ج ۳: ص ۱۵۰۶، ت شیخ عبدالباقی۔

(۲) حافظ ابوبکر البزارؒ (م ۲۹۲ھ) کہتے ہیں کہ

حدثنا إبراهيم بن عبد الله بن محمد أبو شيبة الكوفي، قال: نا بكر بن عبد الرحمن، قال: نا عيسى بن المختار، عن ابن أبي ليلى، عن فضيل بن عمرو، عن أبي وائل، عن عبد الله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الدال على الخير كفاعله۔ (مسند البزار: ج ۵: ص ۱۰۵، حدیث نمبر ۱۷۴۲)

<u>سند کی تحقیق:</u>

اس روایت کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں۔البتہ ابن ابی لیلیؒ (م ۱۴۸ھ) پر کلام ہے۔لیکن ان کے متابع میں امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) موجود ہیں۔(مناقب ابی حنیفة للقاری: ج ۲: ص ۴۸۷، طبع مع الجواهر المضية)، لہذا یہ حدیث حسن ہے۔

(۳) امام ابوبکر البزارؒ (م ۲۹۲ھ) کہتے ہیں کہ

حدثنا نصر بن عبد الرحمن الوشاء الكوفي، حدثنا أحمد بن بشير، حدثنا شبيب بن بشر، عن أنس، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: الدال على الخير كفاعله۔ (مسند البزار: ج ۱۲: ص ۶۵، حدیث نمبر ۵۲۰۷)، اس سند کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں۔

(۴) امام ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) نے کہا:

حدثنا محمد بن يحيى بن الحسين البصري، قال: حدثنا عبيد الله العيشي، قال: حدثنا عمران بن زيد أبو محمد، قال: حدثنا أبو حازم عن سهل بن سعد، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الدال على الخير كفاعله۔ (الکامل لابن عدی: ج ۶: ص ۱۶۵)، اس سند کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں۔ان شاء اللہ

ابو ہریرہؓ،[١]

عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ، وغیرہ سے بھی مروی ہے۔[٢]

لہذا ان قوی شواہد کی وجہ سے بھی امام صاحبؒ (م١٥٠ھ) کی روایت قوی اور ان پر اعتراض کمزور ثابت ہوتا ہے۔

سوم　　اگر چہ امام محمدؒ (م١٨٩ھ) نے امام صاحبؒ سے یہ حدیث "**أخبرنا أبو حنيفة قال: أخبرنا علقمة بن مرثد يرفع الحديث إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم**" کی سند سے ذکر کی ہے۔(**کتاب الآثار: ج٢: ص٥٧٤**)،

لیکن ایک جماعت مثلاً ابو مقاتل، حفص بن سلم السمر قندیؒ (م٢٠٨ھ)، نصر بن عبد الملک العتکیؒ، مصعب بن المقدامؒ (م٢٠٣ھ)، اسحاق بن یوسف الازرقؒ (م١٩٥ھ)، النضر بن محمدؒ (م١٨٣ھ)، ابو یحیی الحمانیؒ (م١٨٢ھ) وغیرہ نے امام ابو حنیفہؒ (م١٥٠ھ) سے یہی حدیث کو "**عن علقمة بن مرثد عن سليمان بن بريدة، عن أبيه عن النبي صلى الله عليه وسلم**" کی سند سے متصلاً نقل کیا ہے۔(**مسند ابی حنیفۃ للحارثی: ج٢: ص٦١٦-٦٢١**)

اور امام صاحبؒ (م١٥٠ھ) ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں، لہذا ان کی زیادتی مقبول ہوگی۔ واللہ اعلم

---

(١)　　امام ابو القاسم الطبرانیؒ (م٣٦٠ھ) نے کہا:

حدثنا محمد بن عبد الله الحضرمي قال: نا علي بن بهرام قال: نا عبد الملك بن أبي كريمة، عن ابن جريج، عن عطاء، عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من حج عن ميت فللذي حج عنه مثل أجره، ومن فطر صائما فله مثل أجره، ومن دل على خير فله مثل أجر فاعله۔(المعجم الاوسط للطبرانی: ج٦: ص٦٩، حدیث نمبر ٥٨١٨)

<u>سند کی تحقیق:</u>

اس روایت کے تمام روات ثقہ ہیں، سوائے علی بن بھرام کے۔(**مجمع الزوائد: حدیث نمبر ٥٦٨٦**)، اور ابو حجۃ، علی بن بھرام بن یزید العطار المزنی صدوق ہیں۔(**تاریخ بغداد: ج١٣: ص٢٧١، ت بشار، شعب الایمان: ج١٠: ص١١٥، تاریخ ابن یونس المصری: ج٢: ص١٥٠**)، نیز دیکھئے **سنن الترمذی: حدیث نمبر ٢٦٧٤**۔

(٢)　　حافظ العصر، امام عراقیؒ (م٨٠٦ھ) نے کہا:

أخرجه الدارقطني في المستجاد من رواية الحجاج بن أرطاة عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده۔(المغنی للعراقی: ص١١٥١)، اس روایت میں موجود حجاج بن ارطاۃؒ (م١٤٥ھ) صدوق ہیں، البتہ ان پر ان کی تدلیس کی وجہ سے کلام کیا گیا ہے اور جب وہ سماع کی تصریح کرے، تو محتج بہ ہونگے۔(**تہذیب التہذیب: ج٢: ص١٩٦، اکمال تہذیب الکمال: ج٣: ص٣٨٦**)، مگر چونکہ اس روایت کے قوی شواہد موجود ہے۔ لہذا اس روایت میں حجاج بن ارطاۃؒ (م١٤٥ھ) کا "عنعنہ" مضر نہیں ہے۔ واللہ اعلم

اعتراض نمبر ۱۴:　　(امام صاحب کی حدیث "إن أحسن ما غيرتم" پر اعتراض)

حدثنا يحيى بن علي بن هاشم الخفاف، حدثني محمد بن إبراهيم بن أبي سكينة، حدثنا محمد بن الحسن، أخبرنا أبو حنيفة، حدثنا أبو حجية، عن ابن بريدة، عن أبي الأسود الدئلي، عن أبي ذر عن النبي صلى الله عليه وسلم إن أحسن ما غيرتم به الشعر الحناء والكتم۔

قال الشيخ: وهكذا رواه عباد بن صهيب ورواه معافى عنه عن رجل قد سماه، عن أبي بردة، عن أبي الأسود، عن أبي ذر عن النبي صلى الله عليه وسلم ورواه الحسن بن زياد ومكي، وابن بزيع عنه، عن أبي حجية، عن أبي الأسود، عن أبي ذر عن النبي صلى الله عليه وسلم ولم يذكروا ابن بريدة۔

امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) نے "**حدثنا أبو حجية، عن ابن بريدة، عن أبي الأسود الدئلي، عن أبي ذر**" کی سند سے نبی ﷺ کا قول ذکر کیا کہ یقیناً وہ چیز جس سے تم بالوں (کے رنگ) کو بدل سکتے ہو، مہندی اور کتم ہے۔

جب کہ دیگر لوگوں نے ان کے واسطہ سے ابن بریدة کا ذکر نہیں کیا اور معافیؒ نے امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) سے یہ حدیث "**عن رجل قد سماه، عن أبي بردة، عن أبي الأسود، عن أبي ذر عن النبي صلى الله عليه وسلم**" کی سند سے بیان کیا ہے۔ **(الکامل لابن عدی: ج ۸: ص ۲۴۵)**،

الجواب:

اولاً　معافی بن عمرانؒ (م ۱۸۶ھ) کی طریق میں "**عن رجل قد سماه، عن أبي بردة**" کا اضافہ نیچے کے روات کی طرف سے ہے، نہ کہ امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) اس کے ذمہ دار ہیں۔ کیونکہ امام ابونعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) نے کہا کہ معافی بن عمرانؒ (م ۱۸۶ھ) نے امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) سے یہی حدیث "**أبو حجية، عن ابن بريدة، عن أبي الأسود الدؤلي، عن أبي ذر، عن النبي صلى الله عليه وسلم**" کے سند سے ذکر کی ہے۔ **(مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص ۲۶۴)**، حافظ حارثیؒ (م ۳۴۰ھ) نے بھی معافی بن عمران عن ابی حنیفۃ کی طریق سے یہی سند ذکر کی ہے۔ **(مسند ابی حنیفۃ للحارثی: ج ۲: ص ۸۶۰)**، لہذا امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) اس الفاظ کے ذمہ دار نہیں ہے۔ واللہ اعلم

دوم　امام صاحب سے یہ حدیث کو "**أبو حجية، عن ابن بريدة، عن أبي الأسود الدئلي، عن أبي ذر**" کی سند سے صرف امام محمدؒ (م ۱۸۹ھ) نے نقل نہیں کیا، بلکہ ان سے ایک جماعت نے نقل کیا ہے۔ چنانچہ یہی حدیث، اسی سند کے ساتھ امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) سے امام ابو یوسفؒ (م ۱۸۲ھ)، عبداللہ بن یزید المقرئؒ (م ۲۱۳ھ)، معافی بن عمرانؒ (م ۱۸۶ھ)، حمزة الزیات

ؒ (م ۱۵۸ھ)، محمد بن مسروقؒ، ابراہیم بن معاذؒ، حسن بن زیادؒ (م ۲۰۴ھ)، اسد بن عمروؒ (م ۱۹۰ھ)، ایوب بن ھانیؒ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ (**کتاب الآثار لابی یوسف: ص ۲۳۴، مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص ۲۶۴**)،

سوم　　امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) سے مروی بعض اسانید میں ''**عن أبي حجية، عن أبي الأسود، عن أبي ذر**'' کا بھی ذکر ہے، یعنی ''ابوحجیۃ'' اور ''ابوالاسود'' کے درمیان میں عبداللہ بن بریدۃؒ (م ۱۱۰ھ) کا واسطہ ذکر نہیں کیا گیا۔

ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) کا کہنا ہے کہ اس کے ذمہ دار امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) ہیں، مگر وہ بات قابل غور ہے، کیونکہ اس روایت میں موجود امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کے استاد، اجلح بن عبداللہ، ابوحجیۃ الکوفیؒ (م ۱۴۵ھ) اگرچہ صدوق ہیں، (**تقریب: رقم ۲۸۵**)، لیکن اس حدیث ''**إن أحسن ما غيرتم**۔۔'' کو بیان کرنے میں انہوں غلطی کی ہے، چنانچہ امیر المومنین فی الحدیث، ثقہ، حافظ، امام ابوالحسن الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) کہتے ہیں کہ

وسئل عن حديث أبي الأسود الدؤلي، عن أبي ذر، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن أحسن ما غيرتم به الشيب الحنا والكتم۔

فقال: يرويه عبد الله بن بريدة، واختلف عنه۔

فرواه سعيد الجريري، عن عبد الله بن بريدة، عن أبي الأسود، عن أبي ذر۔

تفرد به معمر بن راشد عنه، وأغرب به۔

ورواه الأجلح بن عبد الله، عن ابن بريدة، واختلف عنه؛

فرواه الثوري، وعلي بن صالح، ويحيى القطان، وزهير بن معاوية، وعبد الرحمن بن مغراء أبو زهير، وغيرهم، عن الأجلح، عن ابن بريدة، عن أبي الأسود، عن أبي ذر.

ورواه أبو حنيفة، عن الأصلح، واختلف عنه؛

فرواه المقري، عن أبي حنيفة، عن أبي حجية، وهو أجلح، عن ابن بريدة، عن الأسود، عن أبي ذر.

وكذلك رواه محمد بن الحسن، عن أبي حنيفة.

وغيره يرويه عن أبي حنيفة، عن أبي حجية، عن أبي الأسود، لم يذكر بينهما ابن بريدة۔

ورواه ابن عيينة، عن عبد الرحمن المسعودي، عن الأجلح، فقال عن ابن بريدة، عن أبيه، عن النبي صلى الله عليه وسلم.

والصواب قول من قال: عن أبي الأسود، عن أبي ذر۔ (العلل للدارقطني: ج۶: ص ۲۷۷-۲۷۹)

غور فرمائیں! ثقہ، حافظ، حجت، امام سفیان بن عیینہؒ (م۱۹۸ھ)، اسی طرح ابوالنضر، ہاشم بن القاسمؒ (م۲۰۷ھ) [۱] نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ المسعودیؒ (م۱۶۰ھ) سے یہی روایت ''عن الأجلح، فقال عن ابن بريدة، عن أبيه، عن النبي صلى الله عليه وسلم'' کے طریق سے ذکر کی ہے۔

اب اس سند کا ذمہ دار کون ہے؟ کیونکہ صحیح طریق تو ''الأجلح، عن ابن بريدة، عن أبي الأسود، عن أبي ذر'' کا ہے، لہذا ظاہر یہی ہے کہ اجلح بن عبداللہ، ابوحجیۃ الکوفیؒ (م۱۴۵ھ) اس کے ذمہ دار ہیں، کیونکہ وہ صدوق ہونے کے علاوہ متکلم فیہ بھی ہیں اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ المسعودیؒ (م۱۶۰ھ) ثقہ ہیں، (تحریر تقریب التہذیب: رقم ۳۹۱۹) اور ثقہ، حافظ، حجت، سفیان بن عیینہؒ (م۱۹۸ھ) نے ان سے قبل الاختلاط روایت لی ہے۔ [۲]

معلوم ہوا کہ حدیث ''إن أحسن ما غير تم۔۔'' کی سند کو بیان کرنے میں اجلح بن عبداللہ، ابوحجیۃ الکوفیؒ (م۱۴۵ھ) سے غلطی ہوئی ہے، لہذا جب سفیان بن عیینہؒ (م۱۹۸ھ)، ابوالنضر، ہاشم بن القاسمؒ (م۲۰۷ھ) سے اس حدیث کی سند کو بیان کرنے میں ان سے غلطی ہوئی ہے، تو کیا دوسرے حضرات کو بیان کرنے میں غلطی نہیں ہوسکتی؟؟؟

پس ہم یہی کہتے ہیں کہ یہاں اس حدیث ''إن أحسن ما غير تم۔۔'' کی طرق میں جو اختلاف ہے، چاہے وہ المسعودیؒ (م۱۶۰ھ) کا طریق ہو یا امام ابوحنیفہؒ (م۱۵۰ھ) کا، وہ سب اجلح بن عبداللہ، ابوحجیۃ الکوفیؒ (م۱۴۵ھ) کی وجہ سے ہے۔

الغرض ابن عدیؒ (م۳۶۵ھ) کا امام صاحبؒ (م۱۵۰ھ) پر یہ اعتراض بھی کمزور ہے۔

نوٹ:

ہمارا قطعاً یہ نظریہ نہیں ہے کہ امام صاحبؒ (م۱۵۰ھ) معصوم عن الخطاء ہیں۔

بلکہ جس طرح دیگر ثقہ، ثبت، ائمہ محدثین سے خطاء ہوئی ہے، اسی طرح سے امام صاحبؒ (م۱۵۰ھ) سے بھی خطاء ہوسکتی ہے۔ لیکن غلطی ہونا اور غلطی ہوجانا دونوں میں فرق ہے، پھر سوال یہ بھی ہے کہ کیا چند غلطیوں کی وجہ سے ان کو ضعیف الحدیث، کثیر الخطاء وغیرہ قرار دینا درست وصحیح ہے؟ جب کہ اس طرح کی چند غلطیاں حدیث میں کبار حفاظ اور ثقہ، ثبت، ائمہ محدثین سے بھی ہوئی ہیں، جس

---

(۱) أمالي المحاملي - رواية ابن يحيى البيع: ص ۲۶۵، طبع دار ابن القيم، عمان۔

(۲) ابن عیینہؒ (م۱۹۸ھ) کا سماع مسعودیؒ (م۱۶۰ھ) سے قبل الاختلاط ہے۔ (سنن سعید بن منصور: ج۱: ص ۲۱۳، ت الدکتور سعید بن عبداللہ ال حمید،

کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے۔

اور پھر امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کے معاملہ میں ثقہ، ثبت حفاظ اور ائمہ محدثین کی ایک جماعت نے تشدد و تعنت سے بھی کام لیا ہے، جیسا کہ ان اعتراضات کے جوابات سے محسوس ہو گیا ہوگا، غالباً اس کی وجہ اصحاب الرائے کے سلسلے میں اصحاب الحدیث کا تشدد ہے، جیسا کہ امام الجرح والتعدیل، امام یحیی بن معینؒ (م ۲۳۳ھ)، حافظ ابن جریرؒ (م ۳۱۰ھ) اور حافظ المغربؒ (م ۴۶۳ھ) وغیرہ کے حوالے گزر چکے۔[۱]

خیر اللہ تعالی ہم سب کی غلطیوں کو معاف فرمائے اور تمام ائمۃ الفقہاء والمحدثین، حفاظ الحدیث اور ہر طرح سے دین کی خدمت کرنے والے حضرات کی خدمات کو قبول فرمائے۔۔۔۔۔آمین۔

---

(۱)　مجلہ الاجماع: ش ۱۸: ص ۳۲۔

دوماہی مجلّہ

الاجماع

* امام ابو حنیفہ، نعمان بن ثابتؒ (م ۱۵۰؁ھ) ثقہ، حجت، حافظ الحدیث ہیں۔ [قسط ۶]
* امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰؁ھ) کثیر الحدیث، محدث بلکہ حافظ الحدیث ہیں۔
* امام مالکؒ (م ۱۷۹؁ھ)، امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰؁ھ) کے عقائد سے راضی ہو گئے تھے۔
* کشف الحثیث عن إمامة ابی حنیفة فی الأثر و الحدیث۔

ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن

فہرست مضامین

نوٹ:

حضرات! ہم نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ اس رسالہ میں کتابت (ٹائپنگ) کی کوئی غلطی نہ ہو، مگر بشریت کے تحت کوئی غلطی ہو جانا امکان سے باہر نہیں۔ اس لئے آنحضرات سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ کتابت کی کسی غلطی پر مطلع ہوں تو اسے دامن عفو میں چھپانے کی بجائے ادارہ کو مطلع فرما دیں، تاکہ آئندہ اس کی اصلاح کی جا سکے۔ جزاکم اللہ خیراً

ہمارا نظریہ

ہمیں کسی سے عناد و دشمنی نہیں ہے، حدیث میں نماز کے سلسلے میں متعدد روایتیں آئی ہیں۔ ایک پر اگر غیر مقلدین عمل کرتے ہیں تو ان سے کیوں لڑا جائے، جب کہ وہ بھی حدیث میں آیا ہے۔ لیکن جب وہ حنفیوں کو طعنہ دیتے ہیں کہ یہ حدیث پر عمل نہیں کرتے قیاس پر عمل پیرا ہیں، تو اس وقت سوچو! کیسے خاموش رہا جائے اور یہ کیوں نہ بتایا جائے کہ حدیث پر تم سے زیادہ عمل کرنے والے ہم ہیں اور تم سے زیادہ حدیث جاننے والے ہم ہیں۔

- محدث ابوالمآثر، حبیب الرحمٰن اعظمیؒ (م ۱۴۱۲ھ)

بادلِ ناخواستہ

انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ فرقہ اہل حدیث اور دوسرے باطل فرقے اپنی تعلیمات اپنے سننے والوں میں بیان کرنے کی بجائے ہمیشہ دوسروں پر، اکثر غیر مناسب انداز میں اعتراض کرنے کو ترجیح دیتا ہے اور اہل حق علماء کو گمراہ اور کافر کہنے تک سے گریز نہیں کرتے، جس سے فتنہ برپا ہوتا ہے۔ ان لوگوں کے اس فتنے کو بند باندھنے کیلئے بادل ناخواستہ قلم اٹھانا پڑتا ہے، ورنہ ملکی اور عالمی حالات اس بات کا تقاضہ کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی صلاحتیں کہیں اور صرف ہوں۔

ادارہ: الاجماع فاؤنڈیشن

امام ابوحنیفہ، نعمان بن ثابتؒ (م ۱۵۰ھ) ثقہ، حجت، حافظ الحدیث ہیں۔ [قسط ۶]

-مولانا نذیر الدین قاسمی

(۶۱)　ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث، شیخ المحدثین، امام ابوالحجاج المزیؒ (م ۷۴۲ھ) نے ''تہذیب الکمال'' میں امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کا ترجمہ ذکر کیا ہے۔ لیکن کوئی جرح نقل نہیں کی۔ (ج ۲۹: ص ۴۱۷)

یہی وجہ ہے کہ مشہور محدث و مفتی سید محمد مہدی حسن شاہ جہاں پوریؒ (م ۱۳۹۶ھ) کہتے ہیں کہ مزیؒ تسلیم کرتے ہیں کہ ابوحنیفہؒ ثقہ ہیں۔ (**کشف الغمۃ بسراج الامۃ: ص ۳۳**)

نیز ان کے شاگرد، ناقد الرجال، حافظ شمس الدین الذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) تہذیب الکمال کی تلخیص ''تذہیب تہذیب الکمال'' میں امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کے ترجمہ میں فرماتے ہیں کہ

''قد أحسن شیخنا أبو الحجاج حیث لم یورد شیئًا یلزم منہ التضعیف''

ہمارے شیخ ابوالحجاج المزیؒ نے یہ بہت اچھا کیا کہ انہوں نے (امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں) کوئی ایسا قول نقل نہیں کیا جس سے آپ کا ضعیف ہونا لازم آئے۔ (**ج ۹: ص ۲۲۵**)

یعنی حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) کے ساتھ ساتھ، حافظ مزیؒ (م ۷۴۲ھ) کے نزدیک بھی، امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کے سلسلے میں اقوال ذم نقل نہیں کرنا چاہیے، بلکہ ان کے بارے میں صرف الفاظِ توثیق نقل کرنا ہی بہتر ہے- **کما فعل المزی فی تہذیب الکمال**-

اس وجہ سے محدث سید محمد مہدی حسن شاہ جہاں پوریؒ (م ۱۳۹۶ھ) کہتے ہیں کہ ذہبیؒ ثقاہتِ ابوحنیفہ کے قائل ہیں۔ (**کشف الغمۃ: ص ۳۴**)

یعنی ان دونوں ائمہ کے نزدیک ان کی توثیق ہی راجح ہے۔ واللہ اعلم

(۶۲)　حافظ علاء الدین المغلطائیؒ (م ۷۶۲ھ) فرماتے ہیں کہ

''لکن یخدش فی ہذا ایضاً: روایۃ ابی حنیفۃ عن مالک فیما ذکرہ الدار قطنی''

لیکن ''شافعی عن مالک عن نافع عن ابن عمرؓ'' کی سند کو 'اصح الاسانید'' کہنا مخدوش ہے، ''ابوحنیفۃ عن مالک'' کی سند کی وجہ سے، جسے دار قطنیؒ (م ۳۸۵ھ) نے ذکر کیا ہے۔ (**اصلاح کتاب ابن صلاح: ج ۲: ص ۵۲**، طبع اضواء السلف)،

(۶۳)　اس کے جواب میں، ان کے شاگرد رشید، حافظ ابوعبداللہ الزرکشیؒ (م ۷۹۴ھ) کہتے ہیں:

''أما أبو حنيفة وإن صحت روايته عن مالك فلم يشتهر ولم يكثر كرواية الشافعي وقد ذكره الخطيب في كتاب الرواة عن مالك وأسند له حديثا عنه ووهمه فيه وقال سائر رواة الموطأ على خلافه''۔(النکت للزرکشی:ج۱: ص۱۴۸)

(۶۴)　حافظ عمر بن رسلان البلقینیؒ (م۸۰۵ھ) بھی فرماتے ہیں کہ

''لا يقال: القعنبي وابنُ وهب لهما القُعْدُدُ في الرواية عن مالك؛ لأنا نقول: وأين تقع رتبتهما من رتبة الإمام الشافعي؟ وأبو حنيفة وإن رَوى عن مالكٍ كما ذكره الدارقُطني، فلم تشتهر روايتُه عنه كاشتهارِ رواية الشافعي، رضي الله عنهم أجمعين''۔(محاسن الاصطلاح للبلقینی:ص۱۵۵)

(۶۵)　حافظ ابو الفضل، زین الدین العراقیؒ (م۸۰۶ھ) فرماتے ہیں کہ

''وهذا الاعتراض خطأ؛ لأن الأحاديث التي ذكرها الدارقطني في كتاب "المدبج" من رواية أبي حنيفة عن مالك ليس فيها شيء من رواية مالك عن نافع عن ابن عمر. والمسألة المفروضة في هذه الترجمة لا في غيرها، وتراجم أهل الحديث معروفة في كتب الرجال، فلا معنى للاعتراض بما ذكره''۔(التقييد والايضاح شرح مقدمة ابن صلاح :ص ۲۳، طبع دار الکتب علمیۃ، بیروت)

اور محدث مفتی محمد حفظ الرحمٰن بن محب الرحمٰن الکملائی -حفظہ اللہ- فرماتے ہیں کہ

''فانظر -یا رعاک اللہ- ہوٴلاء الحفاظ الأئمۃ الاعلام، لما ذکر الحافظ المغلطائی الامام ابا حنیفۃ فی سلسلۃ اصح الاسانید عن مالک عن نافع عن ابن عمر: لا یرمون ابا حنیفۃ بسوء الحفظ و الضعف فی الروایۃ، و لا ینکرون جلالتہ فی الحدیث، و لا اتقانہ فی الروایۃ و انما ینکرون علی مغلطائی ادخالہ فی ہذہ السلسلۃ، لعدم اشتہار روایتہ عن مالک کاشتہار روایۃ الشافعی عنہ او لانہا وقعت فی المذاکرۃ ولم یقصد ابو حنیفۃ الروایۃ عنہ او لان روایتہ عنہ لیست من روایتہ عن نافع او لانہ لم تصح روایتہ عن مالک۔

فظہر من ہذا اتفاق ہولاء الحفاظ الجہابذۃ ائمۃ النقد: الامام الحافظ مغلطائی و الامام الحافظ البلقینی و الحافظ العراقی و شیخ الاسلام ابن حجر العسقلانی و الحافظ السیوطی علی ان الامام ابا حنیفۃ فی جلالۃ قدرہ و اتقانہ فی الحدیث قرین مالک و الشافعی رحم اللہ الجمیع''۔

پس ملاحظہ کیجئے اللہ تعالیٰ آپ کی نگہبانی فرمائے، جب مغلطائیؒ نے اصح الاسانید مالک عن نافع عن ابن عمرؓ کے سلسلہ میں

امام ابوحنیفہؒ کا تذکرکیا،تو ان بڑے بڑے حفاظ ائمہ نے امام ابوحنیفہؒ پر سوء حفظ اور ضعف فی الروایۃ کی جرح نہیں کی ،حدیث کے باب میں آپ کی جلالت شان کا نہ انکار کیا، نہ اتقان فی الروایۃ کا، بلکہ مغلطائی پر آپؒ کو اصح الاسانید میں داخل کرنے پر ان وجوہات کی وجہ سے نکیر کی کہ امام ابوحنیفہؒ امام مالکؒ سے روایت کرنے میں اس طرح مشہور نہیں ہیں،جس طرح امام شافعیؒ، یا امام ابوحنیفہؒ نے امام مالکؒ سے بطور مذاکرہ حدیث سنی تھی امام ابوحنیفہؒ کا مقصد امام مالکؒ سے با قاعدہ روایت کرنا نہیں تھا، یا امام ابوحنیفہؒ نے امام مالکؒ سے جو حدیث نقل کی ہے وہ بطریق نافع نہیں ہے، یا یہ کہ امام ابوحنیفہؒ کا امام مالکؒ سے روایت کرنا ثابت نہیں ہے۔

پس اس سے ظاہر ہوا کہ امام مغلطائی ،امام بلقینی ،حافظ عراقی اور شیخ الاسلام ابن حجر، حافظ سیوطی جیسے بڑے بڑے حفاظ ائمہ نقد کا اتفاق ہے کہ امام ابوحنیفہ اپنی جلالت قدر اور اتقان فی الحدیث میں امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے ہم پلہ ہیں رحمۃ اللہ علی الجمیع۔

(البدور المضیۃ: ج۱: ص۴۰۱-۴۰۲)

معلوم ہوا کہ ان ائمہ کے نزدیک حدیث میں امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) ضعیف نہیں، بلکہ امام مالکؒ (م ۱۷۹ھ) اور امام شافعیؒ (م ۲۰۴ھ) کے ہم پلہ ہیں، والحمدللہ۔

(۶۶) فقیہ، امام نوح بن مصطفی الرومیؒ (م ۱۰۷۰ھ) فرماتے ہیں کہ

''کان اماماً جلیلاً فی علم الحدیث و لم یات فیه مثله فی القدیم و لا فی الحدیث''

آپ علم حدیث میں امام جلیل تھے، نہ پچھلے زمانے میں آپ کی طرح کوئی گذرا ہے نہ موجودہ زمانہ میں۔ **(مخطوطۃ الدر المنظم فی مناقب الامام الاعظم: فولیو نمبر ۸-۹، مکتبۃ الحرم المکی رقم: ۴۵۶۸)**

(۶۷) حافظؒ (م ۸۵۲ھ) کی تقریب التہذیب میں موجود، امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کے بارے میں قول ''فقیہ مشہور'' کے تحت میں نذیر حسین الدہلویؒ کے شاگرد، عبدالرزاق الرضوی المعروف بالامیر علی بن معظم علی الکنویؒ (م ۱۳۳۷ھ) فرماتے ہیں کہ

نعمان بن ثابت، ابو حنیفة الکوفی ضعفه النسائی من قبل حفظه و الدار قطنی و ابن عدی و فی الخلاصة لم یذکر التضعیف عن احد بل ذکر انه فقیه الائمة و ثقه ابن معین۔۔۔۔(تقریب التہذیب مع تقعیب التقریب: ص ۵۲۴)

(۶۸) صاحب القاموس المحیط، حافظ مجد الدین، ابوطاہر الفیر وزآبادیؒ (م ۸۱۷ھ) فرماتے ہیں کہ

''و کلام الائمة بعضهم فی بعض یجب ان لا یلتفت الیه و لا یعرج علیه فیمن صحت امامته و عظمت فی العلم غایته''

ائمہ کے ایک دوسرے پر کلام کے بارے میں واجب ہے کہ اس کی طرف التفات نہ کیا جائے اور نہ ان پر اعتماد کیا جائے،

جن کی امامت صحیح ہے اور علم کے باب میں ان کا مقام بلند ہے۔(**مخطوطۃ المرقاۃ الوفیۃ فی طبقات الحنفیۃ للفیروز بآدی: فولیو نمبر ۴، مکتبۃ عارف حکمت**)

(۶۹)　حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ

''**النعمان بن ثابت الكوفي أبو حنيفة الإمام يقال أصلهم من فارس ويقال مولى بني تيم فقيه مشهور**''۔ (**تقریب: رقم ۷۱۵۳**)

اور محدث مفتی محمد حفظ الرحمٰن بن محب الرحمٰن الکملائی -حفظہ اللہ- فرماتے ہیں کہ

''**ولفظ الامام اذا اطلق ولم يقيد في كتب الجرح والتعديل من اعلى مراتب التوثيق وهو ارفع من ثقة او متقن او ثبت او عدل۔۔۔وظهر من هذا ان الحافظ ابن حجر رحمه الله لم يقبل تضعيف هؤلاء في حق الامام ابي حنيفة اصلاً**''

جرح وتعدیل کی کتابوں میں جب لفظ امام بغیر کسی قید کے مطلق بولا جائے تو وہ توثیق کا بلند ترین مرتبہ ہوتا ہے، یہ لفظ ثقہ، متقن یا ثبت وعدل سے ارفع ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ابن حجرؒ نے امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں ان لوگوں کی تضعیف کو بالکل قبول نہیں کیا۔(**البدور المضیۃ: ج۱: ص ۴۰۱-۴۰۲**)

- استاد دار العلوم دیوبند، محدث محمد عبد اللہ المعروفی -حفظہ اللہ- کی بھی یہی رائے ہے۔
- نیز محدث سید محمد مہدی حسن شاہ جہاں پوریؒ (م ۱۳۹۶ھ) فرماتے ہیں کہ

حافظ ابن حجر کی کتاب تقریب التہذیب وہ کتاب ہے، جس میں انھوں نے اقرب الی الصواب اور اعدل اور صحیح قول لکھنے کی شرط کی ہے، اس میں امام ابوحنیفہ کا ترجمہ لکھا ہے، لیکن کوئی لفظ اس عبارت میں ایسا نہیں ہے، جس سے امام ابوحنیفہ کے ضعیف ہونے کا وہم بھی ہو۔۔۔۔۔اگر امام ابوحنیفہ، حافظ ابن حجر عسقلانی کے نزدیک ضعیف ہوتے یا ان کو ان کی تضعیف کا علم صحیح طریق سے ہوتا، تو ضرور تقریب میں اپنی شرط کے مطابق لکھتے۔۔۔۔

[دوسری بات یہ ہے کہ] حافظ ابن حجرؒ نے خود تہذیب التہذیب میں یحیی بن معین سے امام ابوحنیفہ کی توثیق نقل کی ہے، چنانچہ اس کی عبارت یہ ہے: **قال محمد بن سعد سمعت يحيى بن معين يقول كان ابو حنيفة ثقة لا يحدث بالحديث الا بما يحفظه و لا يحدث بما لا يحفظه و قال صالح بن محمد الاسدي عن ابن معين كان ابو حنيفة ثقة في الحديث**۔ اس عبارت نے میدان صاف کر دیا، ورنہ ضرور اس کو رد کرتے اور تضعیف ثابت کرتے، بلکہ انہوں نے جرح کو رد کر دیا ہے، جو بعض متعصبوں نے امام صاحب پر کی ہے، حافظ ابن حجر مقدمہ فتح الباری میں۔ جس کا نام الہدی الساری ہے۔ فرماتے ہیں کہ ''**ومن ثم لم**

يقبل جرح الجارحين في الامام ابى حنيفة حيث جرحه بعضهم بكثرة القياس و بعضهم بقلة معرفة العربية و بعضهم بقلة رواية الحديث فان هذا كله جرح بما لا يجرح الراوى ''۔(مقدمہ)اور اسی سبب سے جارحین کی جرح، امام ابوحنیفہ کے حق میں مقبول نہیں ہے، مثلاً بعض نے کثرتِ قیاس کی وجہ سے اور بعض نے قلت عربیت کی وجہ سے اور بعض نے قلت روایت حدیث کی وجہ سے، ان پر جرح کی ہے، لیکن یہ ایسی جرح ہے، جس سے راوی میں کوئی عیب پیدا نہیں ہوتا، لہذا مقبول نہیں، مردود ہے۔

حافظ کے اس قول نے تو ستم ڈھا دیا، کہ امام ابوحنیفہ کو بالکل ہی بری کر دیا، کہ جن لوگوں نے جرح کی ہے، وہ مردود ہے، اگر حافظ ابن حجر کے نزدیک [وہ جرح] قابل اعتبار ہوتی، تو اس کی اور تائید کرتے، نہ یہ کہ اس جرح کو مردود کر دیتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہؒ، حافظ ابن حجرؒ کے نزدیک مجروح وضعیف نہیں، ان کو مضعفین امام میں شمار کرنا، ان پر افترا اور بہتان باندھنا ہے۔ **(کشف الغمۃ: ص۲۹-۳۰)**

- اسی طرح، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م۸۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ

''وقد اعتذر عن الإمام بأنه كان يرى أنه لا يحدث إلا بما حفظه منذ أن سمعه إلى أن أداه، فلهذا قلّت الرواية عنه، وصارت روايته قليلة بالنسبة لذلك، وإلا فهو في نفس الأمر كثير الرواية. وفي الجملة ترك الخوض في مثل هذا أولى، فإن الإمام وأمثاله ممن قفز القنطرة، فما صار يؤثر في أحد منهم قول أحد، بل هم في الدرجة التي رفعهم الله تعالى إليها، من كونهم متبوعين مقتدى بهم، فليعتمد هذا والله ولي التوفيق''۔

امام صاحبؒ کی طرف سے یہ اعتذار کیا گیا ہے کہ آپ کی رائے یہ تھی کہ وہی حدیث بیان کی جائے تو اس کے سماع سے ادا تک یاد ہو، اسی وجہ سے آپ سے کم روایتیں منقول ہیں، اور اس وجہ سے نسبۃً آپ کی روایتیں تھوڑی ہیں، ورنہ نفس امر میں آپ کثیر الروایۃ ہیں، خلاصہ یہ کہ اس طرح کی چیزوں میں نہ پڑنا بہتر ہے، اس لئے کہ امام صاحب اور آپ کی طرح کے ائمہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کی نیا پار لگ چکی ہے، پس کسی کے ان کے بارے میں کچھ کہنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا، بلکہ وہ حضرات ان میں سے ہیں جن کے درجات اللہ تعالیٰ نے بہت بلند کئے ہیں کہ انہیں ائمہ متبوعین بنایا جن کی اقتداء کی جاتی ہے، لہذا اسی پر اعتماد کیا جائے۔ واللہ ولی التوفیق ۔**(الجواہر والدرر: ج۲: ص۹۴۶-۹۴۷)**

- نیز حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م۸۵۲ھ) نے ''شافعی عن مالک عن نافع عن ابن عمر'' کی سند کو ''اصح الاسانید'' کہنے کے قول پر حافظ مغلطائیؒ (م۷۶۲ھ) کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے، فرماتے ہیں کہ

''وقد اعترض الشيخ علاء الدين مغلطاي على ذلك برواية أبي حنيفة عن مالك، وبأن ابن وهب والقعنبي

عند المحدثين أوثق وأتقن من جميع من روى عن مالك انتهى. فأما اعتراضه بأبي حنيفة فلا يحسن، لأن أبا حنيفة لم تثبت روايته عن مالك، وإنما أورده الدارقطني والخطيب في الرواة عنه لروايتين وقعت لهما عنه بإسنادين فيهما مقال، وهما لم يلتزما في كتابيهما الصحة، وعلى تقدير الثبوت فلا يحسن أيضًا الإيراد؛ لأن من يروي عن رجل حديثًا أو حديثين على سبيل المذاكرة لا يفاضل في الرواية عنه بينه وبين من روى عنه ألوفًا''

شیخ علاء الدین مغلطائیؒ نے اس پر اعتراض کیا ہے ابوحنیفہ عن مالک کی روایت کی وجہ سے، اور اس وجہ سے کہ محدثین کے نزدیک امام مالکؒ سے روایت کرنے والوں میں ابن وھب اور قعنبی سب سے زیادہ ثقہ اور متقن ہیں۔ رہا امام ابوحنیفہؒ کی وجہ سے ان کا اعتراض تو یہ (اعتراض) مناسب نہیں ہے، اس لئے کہ امام ابوحنیفہؒ کا امام مالکؒ سے روایت کرنا ثابت نہیں، انہیں دارقطنیؒ اور خطیبؒ نے امام مالکؒ سے روایت کرنے والوں کے ضمن میں بس ذکر کر دیا ہے، اس لئے کہ ان دونوں کو دو روایتیں ان سے ملی ہیں، دوسندوں سے جن دونوں میں کلام ہے، ان دونوں نے اپنی کتابوں میں صحت کا التزام نہیں کیا ہے، اور اگر ثابت مان بھی لیا جائے تب بھی اس کی وجہ سے اعتراض کرنا مناسب نہیں ہوگا، اس لئے کہ کسی شیخ سے ایک دو حدیثیں بطور مذاکرہ روایت کرنے والے کا اس راوی سے مفاضلہ نہیں کیا جاسکتا جس راوی نے اس شیخ سے ہزاروں حدیثیں روایت کی ہوں۔ **(النکت لابن حجر: ج۱: ص ۲۶۳-۲۶۴)**

غور فرمائیں! امام صاحبؒ **(م ۱۵۰ھ)** پر، حافظؒ نے ضعیف، کثیر الخطاء اور سئی الحفظ کی جرح نہیں کی اور یہی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک امام صاحبؒ **(م ۱۵۰ھ)** ثقہ، کثیر الحدیث ہیں۔ واللہ اعلم

(۷۰) حافظ شمس الدین، ابوالخیر محمد بن عبدالرحمٰن السخاویؒ **(م ۹۰۲ھ)** فرماتے ہیں کہ

''ویلتحق بذلك -ای فی التاویل التجنب عن ذکره- ما وقع بين الأئمة سيما المتخالفين في المناظرات والمباحثات وأما ما أسنده الحافظ أبو الشيخ بن حبان في كتاب السنة له من الكلام في حق بعض الأئمة المقلدين وكذا الحافظ أبو احمد ابن عدي في كامله والحافظ أبو بكر الخطيب في تأريخ بغداد وآخرون ممن قبلهم كابن أبي شيبة في مصنفه والبخاري والنسائي مما كنت أنزههم عن إيراده مع كونهم مجتهدين ومقاصدهم جميلة فينبغي تجنب اقتفائهم فيه. ولذا عذر بعض القضاة الإعلام من شيوخنا من نسب إليه التحدث ببعضه بل منعنا شيخنا حين سمعنا عليه كتاب ذم الكلام للهروي من الرواية عنه لما فيه من ذلك''

۔ **(الاعلان بالتوبیخ لمن ذمّ التاریخ: ص ۱۱۰-۱۱۱)**

ثابت ہوا کہ حافظ سخاویؒ **(م ۹۰۵ھ)** کے نزدیک، امام ابوحنیفہؒ **(م ۱۵۰ھ)** ثقہ، امام ہیں۔ واللہ اعلم

امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کثیر الحدیث، محدث بلکہ حافظ الحدیث ہیں۔

-مولانا نذیر الدین قاسمی

امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت الکوفیؒ (م ۱۵۰ھ) مشہور ثقہ، ثبت، حجت، امام ہیں، جیسا کہ گزر چکا، اسی طرح آپؒ (م ۱۵۰ھ) حافظ الحدیث اور ائمہ محدثین میں سے ہیں، چنانچہ

(۱) حافظ ابو عبد اللہ، احمد بن محمد بن عبد الہادی الصالحیؒ (م ۷۴۴ھ) نے امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کو ''طبقات علماء الحدیث'' میں شمار کیا ہے۔ (ج ۱: ص ۷۷)

اور اس کتاب کے شروع میں وہ کہتے ہیں کہ

''فهذا كتاب مختصر يشتمل على جملة من الحفاظ من أصحاب النبي صلّى الله عليه و سلّم و التابعين و من بعدهم، لا يسع من يشتغل بعلم الحديث الجهل بهم، و اللهَ المسؤول التوفيقَ لما يحبُه و يرضاه و أن يجعلهُ خالصًا لوجهه، إنه على كل شيء قدير''

یہ ایک مختصر کتاب ہے، جو مشتمل ہے صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے جملہ حفاظ پر، علم حدیث میں مشغول شخص کیلئے ان سے ناواقفیت کی بالکل گنجائش نہیں۔ (طبقات علماء الحدیث: ج ۱: ص ۷۷)

معلوم ہوا کہ حافظ ابن عبد الہادیؒ (م ۷۴۴ھ) کے نزدیک، امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) حافظِ حدیث ہیں۔

(۲) حافظ شمس الدین الذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے آپؒ کو ''المعين في طبقات المحدثين'' میں شمار کیا ہے۔ (ص ۵۷)

اور اس کتاب کے شروع میں حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ

''فَهَذِهِ مُقَدّمَة فِي ذكر أَسمَاء أَعْلَام حَملَة الْآثَار النَّبوِيَّة۔۔۔ وَلَيسَ هَذَا كتاب بالمستوعب للكبار بل لمن سَار ذكره فِي الأقطار و الأعصار وَبِاللهِ أَعْتَصِم وَإِلَيهِ أنيب''

پس یہ مقدمہ ہے، جس میں آثار نبویہ کے بڑے بڑے حاملین کے اسماء مذکور ہیں۔۔۔۔ اور یہ کتاب میں تمام بڑوں کو حاوی نہیں ہے بلکہ جن کا ذکر علاقوں اور زمانوں میں چل پڑا ہے۔ (المعين في طبقات المحدثين: ص ۱۷)

اور اسی کتاب کے اختتام پر فرماتے ہیں کہ

''وَإِلَى هُنَا انْتهى التَّعْرِيف بأسماء كبار الْمُحدثين و المسندين و بحمد الله فِي و قتنا طَائِفَة كَبِيرَة مِنْهُم بِدِمَشْق و مصر وَ الْمغرب و الأندلس وَعدم ذَلِك جملَة من الْعرَاق وَمَا و الاها من الْمشرق وَمن الجزيرة و بلاد الْعَجم

وأذربيجان واليمن والنواحي فَللّه الْأَمر''

بڑے بڑے محدثین اور مسندین کے ناموں کا تعارف یہاں مکمل ہوا، اور الحمدللہ ان میں سے بہت سے بلاد اسلامیہ کے مختلف علاقوں میں اب بھی موجود ہیں۔(المعين في طبقات المحدثين: ص۲۳۸)

- اسی حافظ ذہبیؒ (م۷۴۸ھ) نے امام صاحبؒ (م۱۵۰ھ) ''تذكرة الحفاظ'' میں بھی شمار کیا ہے۔(ج۱: ص۱۲۶)

(۳) حافظ ابن ناصر الدین الدمشقیؒ (م۸۴۲ھ) اپنے ایک منظومہ - جو کہ تذکرۃ الحفاظ پر مشتمل ہیں، اس - میں فرماتے ہیں کہ

''بعدهما فتى جريج الدانى　　مثل ابى حنيفة النعمان''

(بديعة البيان عن موت الاعيان لابن ناصر الدين: ص۳۶، ۵، ت اکرم البوشی)

(۴) امام جمال الدین یوسف بن شاہین المعروف بسبط ابن حجر عسقلانیؒ (م۸۹۹ھ) نے اپنی کتاب ''رونق الالفاظ بمعجم الحفاظ'' میں امام ابوحنیفہؒ (م۱۵۰ھ) کو ذکر کیا ہے۔(مخطوطة رونق الالفاظ بمعجم الحفاظ: ج۲: فولیو نمبر ۱۷۳، المكتبة الخالدية بالقدس بخطّ المؤلف)

(۵) حافظ یوسف بن حسن ابن مبرد الصالحیؒ (م۹۰۹ھ) اپنی کتاب ''تذكرة الحفاظ وتبصرة الأيقاظ'' میں امام صاحبؒ (م۱۵۰ھ) کا ذکر کیا ہے۔(کتاب تذكرة الحفاظ وتبصرة الأيقاظ بحوالہ مكانة الإمام أبي حنيفة في الحديث: ص۶۱)[۱]

(۶) حافظ ابوبکر السیوطیؒ (م۹۱۱ھ) اپنے کتاب ''طَبقَات الْحفاظ'' کے شروع میں فرماتے ہیں کہ

''فَهَذَا كتاب "طَبقَات الْحفاظ" ومعدلي حَملَة الْعلم النَّبَوِيّ وَمن يرجع إِلَى اجتهادهم فِي التوثيق وَالتَّجْرِيح، والتضعيف والتصحيح''

یہ حفاظ اور علم نبوی کے حاملین کی جرح وتعدیل کرنے والوں اور توثیق وتجریح اور تضعیف وتصحیح میں جن کے اجتہاد کی طرف رجوع کیا جاتا ہے ان کے طبقات کی کتاب ہے۔(طَبقَات الْحفاظ للسيوطي: ص۱)

اور اس کتاب میں انہوں نے امام ابوحنیفہؒ (م۱۵۰ھ) کو بھی شمار کیا ہے۔(طَبقَات الْحفاظ للسيوطي: ص۸۰)

(۷) حافظ محمد بن یوسف الصالحیؒ (م۹۴۲ھ) فرماتے ہیں کہ

''اعلم رحمك الله تعالى أن الإمام أبا حنيفة - رحمه الله تعالى -، من كبار حفاظ الحديث''

جان لو - اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے - کہ بے شک امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بڑے درجے کے حفاظ حدیث میں سے ہیں۔

---

(۱) ''تذكرة الحفاظ وتبصرة الأيقاظ'' کے موجودہ مطبوعہ نسخہ میں امام صاحبؒ کا ذکر نہیں ملا۔

(عقود الجمان: ص ۳۱۹)

(۸) مشہور ثبت، محدث وفقیہ ابن حجر الہیتمیؒ (م ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں کہ

''مر انه اخذ عن اربعة آلاف شیخ من ائمة التابعین و غیرهم و من ثمة ذکره الذهبی و غیره فی الطبقات الحفاظ المحدثین و من زعم قلة اعتنائه بالحدیث فهو اما لتساهله او حسده''

یہ پہلے گذر چکا ہے کہ آپ نے تابعین و تبع تابعین کے ائمہ میں چار ہزار شیوخ سے علم حاصل کیا تھا، اسی وجہ سے امام ذہبیؒ وغیرہ نے آپ کو حفاظ محدثین کے طبقہ میں شمار کیا ہے، اور جو یہ کہتا ہے کہ حدیث کی طرف آپ کی توجہ کم تھی تو وہ شخص یا تو متساہل ہے یا اسے حسد ہے۔ (الخیرات الحسان: ص ۱۴۱)

(۹) محدث محمد بن رستم البدخشي الحارثيؒ (م ۱۱۶۱ھ) نے بھی اپنی کتاب ''تراجم حفاظ الحدیث و نقاد الاثر'' میں امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کا ذکر کیا ہے۔ (بحوالہ مکانة الإمام أبي حنیفة في الحدیث: ص ۶۲)

(۱۰) محدث اسماعیل بن محمد العجلونیؒ (م ۱۱۶۲ھ) فرماتے ہیں کہ

''فهو - رضي الله عنه -، حافظ، حجة، فقیه''۔ (عقد الجواہر الثمین: ص ۲۰)

تلک عشرة کاملة۔

نوٹ:

بلکہ خود ثقہ، ثبت، امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) نے فرمایا: کہ

''جمعتها من خمس مائة الف حدیث''

میں نے ان پانچ حدیثوں کو ''پانچ لاکھ حدیثوں'' سے جمع کیا ہے۔ (مخطوطة وصیة الامام ابی حنیفة لابنه حماد، مکتبة نور عثمانیة: رقم ۱۲۹۰، ترکی)

یہ بیان اس بات کی صریح دلیل ہے کہ امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) حافظ الحدیث تھے۔ واللہ اعلم

امام حسن بن صالحؒ (م ۱۶۹ھ)، امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کی احادیث کی تحسین فرماتے تھے۔

-مولانا نذیر الدین قاسمی

امام ابوحنیفہ، نعمان بن ثابت الکوفیؒ (م ۱۵۰ھ) کی احادیث ومسائل کی امام حسن بن صالحؒ (م ۱۶۹ھ) تحسین فرماتے تھے۔صدوق، امام ابومحمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا الحسن بن يزيد بن يعقوب الهمداني أبو علي, قال: حدثنا يعقوب بن إسحاق بن أبي إسرائيل, قال: حدثنا أبي, قال: حدثنا يحيى بن آدم, قال: كان الحسن بن صالح ينقل إليه حديث أبي حنيفة و مسائله فكان يستحسنه.

یحییٰ بن آدمؒ کہتے ہیں کہ حسن بن صالحؒ کے سامنے امام ابوحنیفہؒ کی حدیث اور آپ کے مسائل نقل کئے جاتے تو وہ ان کو پسند فرماتے۔(**کشف الآثار: ج۱: ص۱۳۹**)

<u>سند کی تحقیق:</u>

(۱)　حافظ ابومحمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۲)　ابوعلی، الحسن بن یزید بن یعقوب الہمدانیؒ (م ۳۲۸ھ) صدوق ہیں۔(**تاریخ الاسلام: ج۷: ص۵۴۹، الروض الباسم: ج۱: ص۴۳۵**)

(۳)　**یعقوب بن اسحاق بن ابی اسرائیلؒ میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔(ارشاد القاصی والدانی: ص۶۹۴)**

(۴)　اسحاق بن ابی اسرائیلؒ (م ۲۴۵ھ) ثقہ، مامون ہیں۔(**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۳۳۸**)

(۵)　یحیی بن آدمؒ (م ۲۰۳ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، حافظ، فاضل ہیں۔(**تقریب: رقم ۷۴۹۶**)

(۶)　حسن بن صالح بن حیؒ (م ۱۶۹ھ) صحیح مسلم و سنن اربع کے راوی اور ثقہ، عابد، فقیہ ہیں۔(**تقریب: رقم ۱۲۵۰**)

معلوم ہوا کہ اس سند کے تمام راوی ثقہ یا صدوق ہیں اور سند حسن ہے۔واللہ اعلم

الغرض ثابت ہوا کہ امام حسن بن صالحؒ (م ۱۶۹ھ) امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کی احادیث و مسائل کی تحسین فرماتے تھے۔

امام مالکؒ (م ۱۷۹ھ)، امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کے عقائد سے راضی ہو گئے تھے۔

-مولانا نذیر الدین قاسمی

امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت الکوفیؒ (م ۱۵۰ھ) کے عقائد کے سلسلے میں امام ابوعبداللہ، مالک بن انس الاصبحیؒ (م ۱۷۹ھ) کو مشکوک باتیں پہنچی تھیں، مگر وہ زائل ہو گئیں اور وہ ان کے عقائد سے راضی ہو گئے تھے۔ چنانچہ صدوق، حافظ الحدیث، امام ابومحمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا أحمد بن علي بن سلمان المروزي، وأبو زيد عمران بن فرينام وإبراهيم بن منصور البخاريان، قالوا: سمعنا أبا عصمة سعد بن معاذ، يقول: سمعت عمر بن حماد بن أبي حنيفة، يقول: لقيت مالك بن أنس فأقمت عنده، وسمعت علمه، فلما قضيت حاجتي أو نهمتي وأردت فراقه قلت: إني لا آمن أن يكون أهل العداوة والحسد ذكروا عندك أبا حنيفة بغير ما كان عليه، وإني أريد أن أذكر لك ما كان هو عليه، فإن رضيت منه فذاك، وإن كان عندك شيء أحسن منه أو كان عندك غير ذلك علمته، فقال لي: هات،

قال فقلت: إنه كان لا يكفر أحدا بذنب من المؤمنين، قال: فقال لي: أحسن، أو قال: أصاب،

قال: قلت: إنه كان يقول أكبر من ذلك، كان يقول: وإن أصاب الفواحش لم أكفره، فقال: أصاب، أو أحسن

قال: قلت: إنه كان يقول أكبر من هذا،

قال: وما هو؟

قال قلت: كان يقول: وإن قتل رجلا متعمدا لم أكفره، قال: أصاب، أو قال: أحسن،

قال: قلت له: فهذا قوله، فمن أخبرك أن قوله غير هذا فلا تصدقه،

قال: فقال لي: إنه بلغني أنه كان يقول: إيماني مثل إيمان جبرئيل عليه السلام، قال: قلت: بلغك الباطل، ولكن كان يقول: إن الله تعالى بعث جبرئيل إلى النبي صلوات الله عليهما وعلى جميع الملئكة والانبياء والمرسلين، فأمره أن يدعو الناس إلى الإيمان كما بعثه إلى من قبله من الامم، والايمان إنما هو إيمان واحد، ولا أقول: الإيمان إيمانان، وثالثة، وإيمان هذا غير إيمان هذا، أو قرآن هذا غير قرآن هذا، فهذا قوله، فتبسم مالك

كالراضي به ولم يقل شيئا وقلت له: وكان ينكر الشك، ويراه خطأ۔

قال: فقال: وما الشك؟ قال: قلت: إن عندنا قوما لا يقولون: إنا مؤمنون حتى يستثنوا او يقول احدهم: لا ادري انا مومن ام لا۔ فانكر هذا وقال: من يقول هذا؟

عمر بن حماد بن ابی حنیفہؒ کہتے ہیں: میں امام مالکؒ سے ملا اور آپ کے پاس قیام کیا، آپ کا علم سنا، پس جب میری ضرورت مکمل ہوگئی اور آپ کے پاس سے روانہ ہونے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا: مجھے ڈر ہے کہ دشمن اور حاسدین آپ کے سامنے امام ابوحنیفہؒ کا غیر واقعی ذکر نہ کریں، اس لئے میں آپ کے سامنے ان کا درست عقیدہ بیان کرتا ہوں، اگر آپ کو ان کا عقیدہ صحیح لگے تو ٹھیک ہے، اور اگر آپ کے پاس اس سے اچھی چیز یا اس کے علاوہ کوئی چیز ہوگی تو وہ بھی مجھے پتہ چل جائے گی، اس پر آپ نے فرمایا: کہو:

کہتے ہیں: میں نے کہا: وہ کسی گناہ کی وجہ سے کسی مومن کی تکفیر نہیں کرتے تھے، انہوں نے کہا: درست کہا۔

کہتے ہیں: میں نے کہا: وہ اس سے بھی بڑی بات کہتے تھے، وہ کہتے تھے کہ چاہے فحش کاموں کا ارتکاب کرے میں اس کی تکفیر نہیں کرتا، اس پر امام مالکؒ نے فرمایا: انہوں نے ٹھیک کہا۔

کہتے ہیں: میں نے کہا: وہ اس سے بھی بڑی بات کہتے ہیں، انہوں نے کہا: وہ کیا؟ میں نے کہا: وہ کہتے تھے کہ اگر کسی شخص کو جان بوجھ کر قتل بھی کر دے تب بھی میں اس کی تکفیر نہیں کرتا، انہوں نے کہا: انہوں نے درست کہا،

کہتے ہیں: میں نے ان سے کہا: پس اگر آپ سے کوئی اس کے علاوہ بیان کرے تو اس کی تصدیق نہ فرمایئے گا۔

کہتے ہیں: انہوں نے مجھ سے کہا: مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ میرا ایمان جبرئیل علیہ السلام کے ایمان کی طرح ہے،

کہتے ہیں: میں نے کہا: آپ تک نادرست بات پہنچی ہے، وہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو نبی ﷺ کے پاس بھیجا اور آپ کو حکم دیا کہ لوگوں کو ایمان کی طرف بلائیں، جیسے کہ ان (جبرئیلؑ) کو آپ ﷺ سے پہلے کی امتوں کی طرف بھیجا تھا، اور ایمان ایک ہی ہے، میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ ایمان دو یا تین ہیں، اور اس کا ایمان الگ اور اس کا ایمان الگ ہے، یا اس کا قرآن اور، اور اس کا قرآن اور ہے، یہ ان کا قول ہے، پس امام مالک مسکرا دیئے، جیسے وہ اسے پسند کر رہے ہوں، اور کچھ نہیں فرمایا، اور میں نے کہا: وہ شک کا انکار کرتے تھے اور اسے غلط سمجھتے تھے۔

کہتے ہیں، تو انہوں نے کہا: یہ شک کیا ہے؟ کہتے ہیں: میں نے کہا: ہمارے یہاں ایک قوم ہے، جو کہتی ہے کہ ان شاء اللہ ہم مؤمن ہیں، یا کوئی کہتا ہے: مجھے نہیں پتہ میں مؤمن ہوں یا نہیں۔ تو انہوں نے اس کا انکار کیا اور فرمایا: ایسا کون کہتا ہے؟۔ (**کشف**

الآثار الشریفۃ: ج۱:ص ۷۴-۷۵)

سند کی تحقیق:

(۱) حافظ ابومحمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) صدوق، امام ہیں۔(مجلہ الاجماع: ش: ص)

(۲) ابوزید، عمران بن فرینامؒ ثقہ ہیں۔(کشف الآثار: ج۲: ص ۲۵۵)

(۳) سعد بن معاذ، ابوعصمۃ المروزیؒ (م ۲۵۳ھ) کو حافظ السمعانیؒ (م ۵۶۲ھ) نے ''الفقیہ'' قرار دیا ہے۔(الانساب للسمعانی: ج ۱۳: ص ۳۱۷، نیز دیکھئے شرح اعتقاد اصول اہل السنۃ: ج ۲: ص ۳۳۹، ۳۰۰، تاریخ الاسلام: ج ۶: ص ۸۹)

اور یہ دینی شہرت ان کے صدوق ہونے کے لئے کافی ہے۔ واللہ اعلم

(۴) عمر بن حماد بن ابی حنیفہؒ سے ائمہ وعلماء کی ایک جماعت نے روایت لی ہے۔ چنانچہ محمد بن عبید المحاربیؒ (م ۲۵۱ھ)، احمد بن یحیی بن جابر البلاذریؒ (م ۲۷۹ھ)، محمد بن اسحاق البکائیؒ (م ۲۶۴ھ)، محمد بن عمر الواقدیؒ (م ۲۰۴ھ)، سفیان بن وکیعؒ وغیرہ نے ان سے روایت لی ہے۔

لہذا عمر بن حماد بن ابی حنیفہؒ صدوق ہیں۔(مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص ۲۱۲، فتح البلدان: ص ۱۷، تاریخ بغداد: ج ۱۳: ص ۳۲۶، اخبار القضاۃ: ج ۳: ص ۲۶۴، تاریخ بغداد: ج ۱۳: ص ۳۷۶، الجواہر المضیۃ: ج ۱: ص ۳۹۰)

خلاصہ یہ کہ یہ سند حسن ہے۔

كشف الحثيث عن إمامة ابی حنيفة فی الأثر و الحديث۔

-مولانا نذیر الدین قاسمی

امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت الکوفیؒ (م ۱۵۰ھ) ائمہ جرح وتعدیل، ائمہ محدثین اور علماء کے نزدیک ثقہ، ثبت، حجت، امام ہیں، مختصر اقوال درج ذیل ہیں:

(۱) امام الجرح والتعدیل، امام یحیی بن معینؒ (م ۲۳۳ھ)، الحسین بن حبان کی روایت میں کہتے ہیں کہ

روى عن ابی حنيفة سفيان الثوری، و عبدالله بن المبارك، و حماد بن زيد، و هشيم، و وكيع، و عباد بن العوام، و جعفر بن عون، و ابو عبدالرحمن عبدالله بن يزيد المقرى، و جماعة كثيرة، و هو ثقه لا بأس به۔

امام ابوزکریا یحیی بن معینؒ کہتے ہیں: امام ابوحنیفہؒ سے سفیان ثوریؒ، ابن مبارکؒ، حماد بن زیدؒ، ہشیمؒ، وکیعؒ، عباد بن العوامؒ، جعفر بن عونؒ، ابوعبدالرحمٰن المقریؒ وغیرہ کثیر جماعت نے حدیث بیان کی ہے۔ آپؒ ثقہ ہیں، آپ میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ (الانتصار والترجیح لسبط ابن الجوزی: ص ۶، وسندہ صحیح)

- ان ہی کی ایک اور روایت میں وہ کہتے ہیں کہ

و اما ابو حنيفة فقد حدث عنه قوم صالحون و أما ابو يوسف فلم يكن من اهل الكذب كان صدوقا فقيل له فأبو حنيفة كان يصدق في الحديث قال نعم صدوق۔ (أخبار ابی حنيفة: ص ۸۶، واسنادہ حسن)

- جعفر بن محمد بن ابی عثمان الطیالسیؒ کی روایت میں ابن معینؒ کہتے ہیں کہ

أبو يوسف أوثق منه في الحديث. قلت: فكان أبو حنيفة يكذب؟ قال: كان أنبل في نفسه من أن يكذب۔

امام ابو یوسفؒ حدیث میں امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ ثقہ ہیں، میں نے عرض کیا، کیا ابوحنیفہ جھوٹ بولتے تھے؟ فرمایا: وہ جھوٹ بولنے سے پاک تھے۔ (تاریخ بغداد: ج ۱۳: ص ۴۲۱، طبع علمیۃ، بیروت، وسندہ صحیح)

- الدورقیؒ کی روایت میں کہتے ہیں کہ

ثقة ما سمعت أحدا ضعّفه، هذا شعبة بن الُحجّاج يكتب إليه أن يحدث و يأمره، و شعبة شعبة۔

امام ابوحنیفہؒ ثقہ تھے، میں نے نہیں سنا کہ کسی ایک نے بھی انھیں ضعیف کہا ہو، یہ شعبہ بن الحجاج، انہیں (خط) لکھتے ہیں کہ وہ حدیث بیان کریں اور انہیں حکم دیتے ہے، اور شعبہ تو آخر شعبہ تھے۔ (الانتقاء لابن عبدالبر: ص ۱۲۷، وسندہ حسن، الجواھر المضیة: ج ۱: ص ۲۹، مقام ابی حنیفۃ: ص ۱۳۰)

- حافظ ابن المحرزؒ کی روایت میں حافظ ابن معینؒ فرماتے ہیں کہ

"كان ابو حنيفة لا بأس به و كان لا يكذب"

امام ابوحنیفہؒ ثقہ تھے اور آپ جھوٹ نہیں بولتے تھے۔(**معرفۃ الرجال لابن معین، روایۃ ابن محرز: ج۱: ص۷۹**)

- ابن المحرزؒ ایک اور مقام پر ابن معینؒ سے نقل کرتے ہیں کہ

"ابو حنيفة عندنا من أَهل الصّدق، و لم يتّهم بالكذب"

امام ابوحنیفہؒ سچوں میں سے تھے، آپ پر جھوٹ بولنے کی تہمت نہیں لگائی گئی۔(**معرفۃ الرجال لابن معین، روایۃ ابن محرز: ج۱: ص۲۳۰**)

- محمد بن سعد العوفیؒ کی روایت میں وہ کہتے ہیں کہ

"كان أبو حنيفة ثقة لا يحدث بالحديث إلا بما يحفظه، و لا يحدث بما لا يحفظ"۔

- حافظ محمد بن صالح الاسدیؒ ناقل ہیں کہ ابن معینؒ نے کہا:

"كان أبو حنيفة ثقة في الحديث"۔(تہذیب الکمال للمزی: ج۲۹: ص۴۲۴، ج۳۱: ص۳۴)

(۲) امیر المومنین فی الحدیث، امام العلل، امام علی بن المدینیؒ (م۲۳۴ھ) کہتے ہیں کہ

"أبو حنيفة روى عنه الثوري، و ابن المبارك، و حماد بن زيد، و هشيم، و وكيع بن الجراح، و عباد بن العوام، و جعفر بن عون، و هو ثقة لا بأس به"۔(جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبد البر: ج۲: ص۱۰۸۳)

- ثقہ، حافظ، شبابۃ بن سوارؒ (م۲۰۶ھ) کہتے ہیں کہ

"كان شعبة حسن الرأي في أبي حنيفة"۔

(۳) امام شعبۃ بن الحجاجؒ (م۱۶۰ھ)، امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے۔(**جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبد البر: ج۲: ص۱۰۸۳**) اور ان سے روایات لیتے اور ان کی بہت تعریف بیان کرتے تھے۔

(۴) مشہور تابعی، امام محمد بن سیرینؒ (م۱۱۰ھ) نے امام صاحبؒ (م۱۵۰ھ) کے بارے میں کہا کہ

"هذا رجل ينبش أخبار النبي صلى الله عليه و سلم"

یہ شخص نبی اکرم ﷺ کی احادیث کو کھود کر نکالے گا۔(**تاریخ بغداد: ج۱۳: ص۳۳۵، طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت**)

- ایک اور روایت میں کہا: کہ

''ھذا رجل ینبش علم النبوۃ''

یہ شخص علم نبوت کو کھود کر نکالے گا۔(**فضائل ابی حنیفۃ: ص ۵۴، نیز دیکھئے ص: ۵۶**)[۲]

قابل غور بات یہ ہے کہ اگر حدیث امام صاحبؒ کا میدان نہیں - جیسا کہ بعض الناس کا کہنا ہے - تو ان کے بارے میں یہ کیسے بشارت دی گئی کہ وہ حضور ﷺ کی احادیث کو عام کرینگے؟؟ سوچنے کی بات ہے؟؟ یہی نہیں بلکہ امام محمد بن سیرینؒ (**م ۱۱۰ھ**) نے امام صاحبؒ کو حضور ﷺ کے علم کا وارث بھی قرار دیا ہے۔

(۵)　ثقہ، مجتہد، حافظ الحدیث، امام حماد بن ابی سلیمانؒ (**م ۱۲۰ھ**) فرماتے ہیں کہ

''کان ابو حنیفۃ رحمہ اللہ یجالسنا بالسمت والوقار والورع وکنا نغذوہ بالعلم حتی دقق السؤال فخفت علیہ من ذلک وکان واللہ حسن الفھم جید الحفظ حتی شنعوا علیہ بما ھو واللہ أعلم بہ منھم فیلقون عدا اللہ وانا أعلم أن العلم جلیس النعمان کما أعلم ان النھار لہ ضوء یجلو ظلمۃ اللیل''

ابوحنیفہؒ انتہائی سنجیدگی، وقار اور تقوی کے ساتھ ہمارے پاس بیٹھا کرتے تھے، ہم انہیں علم کی غذا دیتے، یہاں تک کہ وہ دقیق سوالات کرنے لگے تو اس سے مجھے ان پر خوف ہوا، قسم بخدا وہ بہترین فہم اور عمدہ یاد رکھنے والے تھے، یہاں تک کہ ان پر ایسی چیزوں کے بارے میں طعن و تشنیع کی گئی، جسے طعنہ دینے والوں کی بنسبت واللہ وہ زیادہ جانتے تھے تو وہ ان کے دشمن ہو گئے، حالانکہ میں جانتا ہوں کہ علم، نعمان کا ہم نشین ہے، جس طرح میں جانتا ہوں کہ دن کی ایک ایسی روشنی ہے جو رات کی تاریکی کو دور کرتی ہے۔ (**اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ للصیمری: ص ۲۳**)

(۶)　امام ایوب سختیانیؒ (**م ۱۳۱ھ**) فرماتے ہیں کہ

''الرجل الصالح فقیہ أھل الکوفۃ''۔(تاریخ بغداد: ج ۱۳: ص ۳۴۱)

(۷)　امام حماد بن زیدؒ (**م ۱۷۹ھ**) کہتے ہیں کہ

''واللہ إني لأحب أبا حنیفۃ لحبہ لأیوب وروی حماد بن زید عن أبي حنیفۃ أحادیث کثیرۃ''

قسم بخدا! میں ابوحنیفہ سے محبت کرتا ہوں، اس لئے کہ وہ ایوبؒ سے محبت کرتے ہیں، اور حماد بن زیدؒ نے امام ابوحنیفہ سے بہت سی حدیثیں روایت کی ہیں۔(**الانتقاء لابن عبد البر: ص ۱۳۰**)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ:

i)　امام أیوب سختیانیؒ (**م ۱۳۱ھ**)، امام ابوحنیفہؒ (**م ۱۵۰ھ**) سے محبت کرتے تھے، انہیں پسند کرتے تھے۔

ii)　امام حماد بن زیدؒ (م ۱۷۹ھ) بھی امام صاحبؒ کو پسند کرتے تھے۔

iii)　حماد بن زیدؒ (م ۱۷۹ھ)، امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) سے روایت بھی کرتے تھے۔

اور امام حماد بن زیدؒ (م ۱۷۹ھ) اپنے نزدیک صرف ثقہ سے روایت کرتے تھے۔ (**دراسات حدیثیۃ متعلقۃ بمن لا یروی الا عن ثقۃ للشیخ ابی عمرو الوصابی: ص ۲۳۲**)

(۸)　ابان بن ابی عیاشؒ (م ۱۴۰ھ) کہتے ہیں کہ

''فاسمع منه فانه ثقة''

امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) سے سماع کرو، اس لئے کہ وہ ثقہ ہیں۔ (**کشف الآثار الشریفۃ للحارثی: [FOLIO] نمبر ۱۳۹**)

(۹)　یونس بن ابی اسحاق السبیعیؒ (م ۱۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ

كان النعمان بن ثابت شديد الإتباع لصحيح حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم، فإن عسر عليه ما يستدل به من حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم أخذ بما صحت الرواية به عن أصحابه من علم أهل الكوفة، فإن خولف في ذلك إلى غير علم أهل بلده، لم يجاوز ما أدرك عليه أهل الكوفة عن أهل الكوفة۔

نعمان بن ثابتؒ، رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث کی سخت اتباع کرنے والے تھے، اگر استدلال کیلئے انہیں کوئی حدیث رسول نہیں ملتی تو اہل کوفہ میں سے آپ کے اصحاب کی صحیح روایت کو لیتے، اگر اس میں علماء کا آپ کے اہل شہر علماء سے اختلاف ہوتا تو آپ کے ہم عصر اہل کوفہ نے اہل کوفہ سے جو نقل کیا ہوتا آپ اس سے تجاوز نہ فرماتے۔ (**فضائل ابی حنیفۃ اخبارہ ومناقبہ لابن ابی العوام: ص ۱۵۰**)

اس روایت میں اس شخص کا رد ہے جس کا کہنا ہے کہ حدیث اور روات امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کا میدان نہیں ہے۔

(۱۰)　ثقہ، ثبت، امام مسعر بن کدامؒ (م ۱۵۵ھ) فرماتے ہیں کہ

''طلبت مع أبي حنيفة الحديث، فغلبنا۔۔۔''

میں نے امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ حدیث طلب کی، تو وہ ہم پر غالب رہے۔ (**کتاب تحفۃ السلطان لابن کاس** بحوالہ مناقب ابی حنیفۃ للذہبی: ص ۴۳)

اب جو ثقہ، ثبت، امام مسعرؒ (م ۱۵۵ھ) وغیرہ پر حدیث کے سلسلے میں غالب تھا، کیا وہ قلیل الحدیث اور سوء الحفظ ہوگا؟؟؟

(۱۱)　صدوق، امام عبدالعزیز بن ابی رواد ؒ (م ۱۵۹ھ) امام صاحبؒ کے سلسلے میں **''مفرطا فيه و كثير الثناء عليه''** تھے۔

(کشف الآثار: ج۱: ص۵۸)

(۱۲)　ثقہ، امام، اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاقؒ (م ۱۶۰ھ) فرماتے ہیں کہ

''**نعم الرجل النعمان ما كان أحفظه لكل حديث فيه فقه [في روايت على قلة روايته للحديث] وأشد فحصه عنه وأعلمه بما فيه من الفقه وكان قد ضبط عن حماد فأحسن الضبط عنه**''۔

نعمان کتنے اچھے شخص ہیں، ایسی حدیث جس میں فقہ ہو، اسے خوب یاد رکھنے والے، اس (حدیث) کی بہت جانچ پڑتال کرنے والے، اور اس میں موجود فقہ کو بہت جاننے والے ہیں، انہوں نے (امام) حمادؒ سے (علم) حاصل کیا، سو بہترین حاصل کیا۔

(اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ للصیمری: ص ۲۳، فضائل ابی حنیفۃ لابن ابی العوام: ص ۱۵۱)

(۱۳)　مشہور فقیہ، حافظ الحدیث، امیر المومنین فی الحدیث، امام سفیان ثوریؒ (م ۱۶۱ھ) فرماتے ہیں کہ

''**إن كان أبو حنيفة يركب في العلم أحد من سنان الرمح كان والله شديد الأخذ للعلم ذابا عن المحارم متبعا لأهل بلده لا يستحل أن يأخذ إلا بما يصح عنده من الآثار عن النبي صلى الله عليه وسلم شديد المعرفة بناسخ الحديث ومنسوخه وكان يطلب أحاديث الثقات والآخر من فعل النبي صلى الله عليه وسلم وما أدرك عليه عامة العلماء من أهل الكوفة في اتباع الحق أخذ به وجعله دينه قد شنع عليه قوم فسكتنا عنهم بما نستغفر الله تعالى منه بل قد كانت منا اللفظة بعد اللفظة قال قلت أرجو ان يغفر الله تعالى لك ذلك**''

بے شک ابو حنیفہ علم کے معاملہ میں نیزے کی نوک سے بھی تیز دھار پر سوار ہوتے، واللہ وہ علم کے شدید حاصل کرنے والے، قابل احترام چیزوں کا دفاع کرنے والے، اپنے اہل شہر (علماء) کی اتباع کرنے والے، حضرت نبی اکرم ﷺ کی انہیں احادیث کو لیتے جو آپ کے نزدیک صحیح ہوتیں، ناسخ و منسوخ احادیث کو خوب جانتے تھے، آپ ثقات کی احادیث، حضرت نبی اکرم ﷺ کے افعال کو تلاش کرتے، اور حق کی اتباع میں علماء اہل کوفہ کی اکثریت جس پر ہوتی اسی کو آپ لیتے اور اس کو اپنا دین بنا لیتے، کچھ لوگوں نے آپ پر طعن و تشنیع کی تو اس پر ہم خاموش رہے، اس پر ہم اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے ہیں، بلکہ ایک آدھ لفظ ہم بھی کہہ دیا کرتے تھے، کہتے ہیں کہ میں نے کہا: میں امید کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کی اس چیز کو (بھی) معاف فرما دیں گے۔ **(اخبار ابی حنیفۃ و اصحابہ: ص ۷۵)**

یہ روایت صریح ہے کہ امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ)، حدیث اور روات کے ماہر تھے۔

(۱۴)　محمد بن طلحۃ بن مصرف الیامیؒ (م ۱۶۷ھ) فرماتے ہیں کہ

يا أبا تميلة! إذا وجدت قولاً عن ابى حنيفة رحمة الله عليه عن ثقة فعليك به، فإنك لا تجد شيئاً عن أبي حنيفة الا نضجاً۔

اے ابوتمیلۃ! جب تم کو کسی ثقہ کے ذریعہ سے، امام صاحبؒ کا کوئی قول یا کوئی حدیث مل جائے، تو اس کو لے لو، اس لئے کہ تم [ثقات کے ذریعہ] امام صاحبؒ سے عمدہ اقوال یا عمدہ احادیث ہی پاؤ گے۔ (**کشف الآثار الشریفۃ للحارثی: ج ۱: ص ۱۵۶**)

(۱۵)　الامام، العالم، المحدث - کما قال الذھبی فی سیر - خارجۃ بن مصعب الضبعیؒ (م ۱۶۸ھ) فرماتے ہیں کہ

"**كان ابو حنيفة جهبذ الحديث**"

امام ابوحنیفہؒ حدیث شریف کے بڑے ماہر تھے۔ (**کشف الآثار مخطوطۃ: [FOLIO] نمبر ۲۰۸**)

- 　ایک اور روایت میں ابراہیم بن رستمؒ کہتے ہیں کہ لوگوں نے خارجہ بن مصعبؒ سے کہا: آپ ابوحنیفہ سے روایت کرتے ہو، حالانکہ آپ نے بڑے بڑے علماء سے ملاقات کی ہے؟ انہوں نے کہا:

"**و ما يمنعني و هو قطب الرحى عليه تدور الرحى**"

میں ایسا کیوں نہ کروں، وہ تو مدار کار ہیں، انہیں کے گرد (حدیث شریف کی) چکی گھومتی ہے۔ (**کشف الآثار مخطوطۃ: [FOLIO] نمبر ۲۰۷**)

- 　ایک روایت میں فرماتے ہیں کہ

"**لقيت الف عالم او اكثر لم يكن و احد منهم يشبه ابا حنيفة في البصر و العلم و العقل و نعم كدخداى العلم كان لامة محمد عليه السلام**"

میں ایک ہزار یا اس سے بھی زیادہ علماء سے ملا ہوں، ان میں سے ایک بھی بصیرت، علم اور عقل میں امام ابوحنیفہ کے مشابہ نہیں تھا اور وہ امت محمدیہ کے کیا ہی اچھے علم والے تھے۔ (**کشف الآثار مخطوطۃ: [FOLIO] نمبر ۲۰۷**)

(۱۶)　امام حسن بن صالح بن حیؒ (م ۱۶۹ھ) کہتے ہیں کہ

"**كان النعمان بن ثابت فهما عالما متثبتا في علمه إذا صح عنده الخبر عن رسول الله صلى الله عليه و سلم لم يعده إلى غيره**"

امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ عقلمند عالم تھے، اپنے علم میں ثبت تھے۔ جب امام صاحبؒ کے نزدیک رسول ﷺ کی کوئی حدیث ثابت ہو جاتی، تو کسی اور کی طرف توجہ نہیں دیتے تھے۔ (**الانتقاء لابن عبد البر: ص ۱۲۸**)

(۱۷) مشہور امام، حافظ الحدیث، زہیر بن معاویہؒ (م ۱۷۴ھ) نے امام اعظم، نعمان بن ثابت الکوفیؒ (م ۱۵۰ھ) سے روایت لی ہے۔ (**فضائل ابی حنیفۃ لابن ابی العوام: ص ۱۴۳، مناقب ابی حنیفۃ للکردری: ص ۱۰۵، طبع معہ مناقب للمکی، بیروت، کشف الآثار**)

اور حافظ زہیر بن معاویہؒ (م ۱۷۴ھ) اپنے نزدیک صرف ثقہ سے روایت کرتے تھے۔ (**دراسات حدیثیۃ متعلقۃ بمن لا یروی الا عن ثقۃ للشیخ ابی عمرو الوصابی: ص ۲۳۹**)

معلوم ہوا کہ زہیر بن معاویہؒ (م ۱۷۴ھ) کے نزدیک، امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) ثقہ ہیں، نیز زہیر بن معاویہؒ (م ۱۷۴ھ) دیگر حضرات کو بھی امام صاحبؒ سے روایت لینے پر ابھارتے تھے۔ ثقہ، فاضل، امام یحیی بن آدمؒ (م ۲۰۳ھ) فرماتے ہیں کہ

''کان زبیر یجالس ابا حنیفۃ و یمدحہ، ویحض الناس علی الاخذ منہ''

زہیر، امام ابوحنیفہ کی ہم نشینی اور آپ کی مدح کرتے تھے، اور لوگوں کو آپ سے احادیث لینے پر ابھارا کرتے تھے۔ (**کشف الآثار الشریفۃ: ج ۱: ص ۲۰۱**)

معلوم ہوا کہ زہیر بن معاویہؒ (م ۱۷۴ھ) کے نزدیک، امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) اعلی درجہ کے ثقہ یعنی ثبت تھے۔ واللہ اعلم

(۱۸) صدوق راوی، توبہ بن سعد القاضی المروزیؒ (م ۱۸۰ھ) نے بھی امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کو قرآن وحدیث کا ماہر قرار دیا ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ

حسبي أبو حنيفة حجة فيما بيني و بين ربي، لانه جمع الخصال التي تلزم الإقتداء به فقها، به يضرب المثل، و بصراً في أصول الدين و فروعه و ورعا و تقوى رحمة الله عليهم۔

ابوحنیفہؒ میرے اور میرے رب کے درمیان بطور حجت کافی ہیں، اسلئے کہ آپ ان تمام خوبیوں کے جامع ہیں جن کی وجہ سے آپ کی اقتداء لازم ہے، فقہ میں تو آپ ضرب المثل ہیں، دین کے اصول وفروع میں بصیرت، ورع وتقوی۔ (**کشف الآثار الشریفۃ للحارثی: ج ۱: ص ۲۱۶**)

(۱۹) امام مالک بن انسؒ (م ۱۷۹ھ) نے بھی امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) سے روایت لی ہے۔ (**جامع المسانید: ج ۱: ص ۳۲۴**، مزید تفصیل کے لئے دیکھئے **مجلہ الاجماع: ش ۱۴: ص ۴۹**)

* علی بن اسحاق السمرقندیؒ فرماتے ہیں کہ

''سمعت شریک بن عبد اللہ یثنی علی ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ''

(۲۰) میں نے قاضی شریک بن عبد اللہ النخعیؒ (م ۱۷۸ھ) کو امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کی تعریف کرتے ہوئے سنا ہے۔ (**کشف**

الاثار:[FOLIO] نمبر ۲۴)

(۲۱) ثقہ، حافظ، مجاہد، امیر المومنین فی الحدیث، امام عبداللہ بن مبارکؒ (م ۱۸۱ھ) نے امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) سے روایت لی ہے اور وہ اپنے نزدیک صرف ثقہ سے روایت لیتے تھے۔ (دراسات حدیثیة متعلقة بمن لا یروی الا عن ثقة للشیخ ابی عمرو الوصابی: ص ۲۸۴)

- ایک اور روایت میں کہتے ہیں کہ

''غلب ابو حنیفة رحمه الله الناس بالحفظ و الفقه و الصيانة و شدة الورع''

امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) حافظہ، فقہ، پرہیزگاری اور اتقان میں لوگوں پر غالب تھے۔ (مناقب للمکی: ص ۱۸۴، طبع بیروت)

- ایک اور روایت میں امام عبداللہ بن مبارکؒ (م ۱۸۱ھ) فرماتے ہیں کہ

''فاذا کان الحدیث لا یوخذ الا عن ثقة فالأحری ان لا یوخذ الا عن ثقة فاذا حدثک الثقة عن ابی حنیفة فذاک''

جب حدیث صرف ثقہ سے لی جائے گی، تو رائے بدرجہ اولی ثقہ سے ہی لی جائے گی۔ لہذا جب کوئی ثقہ راوی تم سے امام ابو حنیفہؒ کا قول نقل کرے، تو وہ کافی ہے۔ (مناقب للمکی: ص ۳۰۹، طبع بیروت)

- نیز ایک اور روایت میں عبداللہ بن المبارکؒ (م ۱۸۱ھ) اصحاب الاوزاعی کو روایت بیان کرنے سے، اس لئے رک گئے کہ ان حضرات نے امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کو حدیث میں کمزور سمجھا تھا۔ فیما اعلم۔ پھر کتاب بند کردی اور فرمایا: کہ

''ما رأيت مثل أبي حنيفة''

میں نے امام صاحبؒ جیسا نہیں دیکھا۔ (کشف الآثار الشریفة: ج ۱: ص ۲۳۸)

غور فرمائیں! اگر ابن المبارکؒ (م ۱۸۱ھ) کے نزدیک امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) حدیث میں یتیم یا کمزور ہوتے، تو اصحاب الاوزاعی کے کہنے پر رک جاتے، لیکن انہوں نے جو کیا اور جو کہا، وہ تو روایت میں آپ کے سامنے ہے۔ لہذا ابن المبارکؒ (م ۱۸۱ھ) کے نزدیک، امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) حدیث میں ثقہ اور بے مثال ہیں۔ واللہ اعلم

- غالباً یہی وجہ ہے کہ جو لوگ امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) سے روایت نہیں لیتے، وہ ابن المبارکؒ (م ۱۸۱ھ) کے یہاں تفریط کا شکار ہیں۔ (کشف الآثار الشریفة: ج ۱: ص ۲۳۸)

ان تمام اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ امام عبداللہ بن المبارکؒ (م ۱۸۱ھ) کے نزدیک، امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) امام المسلمین حدیث میں ثقہ، جید الحفظ اور بے مثال ہیں اور ان سے روایت نہ کرنا تفریط کے شکار ہونے کی دلیل ہے۔ واللہ اعلم

نوٹ:

آخیر عمر میں امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کو امام ابن المبارکؒ (م ۱۸۱ھ) نے ترک نہیں کیا تھا۔ (دیکھئے ص: ۳۳)

(۲۲) امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کے علم حدیث کا تذکرہ، جب عبدالعزیز بن ابی رزمہؒ (م ۲۰۶ھ) کے سامنے ہوا تو آپؒ نے فرمایا:

قدم الکوفة محدث فقال أبو حنیفة لأصحابه: انظروا اهل عنده شيء من الحديث ليس عندنا، قال: وقدم عليهم محدث آخر، فقال لأصحابه مثل ذلك۔

کوفہ میں ایک محدث آئے تو ابوحنیفہؒ نے اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھو ان کے پاس کوئی ایسی حدیث ہے جو ہمارے پاس نہیں، کہتے ہیں: اور ایک اور محدث وہاں آئے جب بھی آپؒ نے اپنے ساتھیوں سے یہی فرمایا۔ (**کشف الآثار الشریفة للحارثی: ج۱: ص ۲۹۴**)

معلوم ہوا کہ امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) حدیث کی کثرت کے حریص تھے۔

(۲۳) ثقہ، امام نضر بن محمد القرشیؒ (م ۱۸۳ھ) فرماتے ہیں کہ

"**حدثني الثقة الورع۔۔۔يعني ابا حنيفة**"

امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) ثقہ، پرہیز گار شخص ہیں۔ (**مناقب للمکی: ص ۱۷۶، طبع بیروت**)

(۲۴) ثقہ، امام، عابد معافی بن عمرانؒ (م ۱۸۶ھ) کہتے ہیں کہ

"**کان فی ابی حنیفة رحمه الله عشر خصال ما کانت واحدة منها قط فی احد الا صار رئیسا فی قومه و ساد قبیلته الورع و الصدق و السخاء و الفقه و مداراة الناس و المروة الصادقة و الاقبال علی ماینفع و طول الصمت و الاصابة بالقول و معونة اللهفان عدوا کان او ولیا**"۔

امام ابوحنیفہؒ میں ایسی دس خصلتیں تھیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی کسی میں ہو تو وہ اپنی قوم کا رئیس اور اپنے قبیلے کا سردار ہو جائے، انتہائی پرہیز گاری، سچائی، سخاوت، فقہ، لوگوں کی مدارات، سچی مروت، نفع بخش چیز کی طرف توجہ، طویل خاموشی درست بات، پریشان کی مدد کرنا چاہے وہ دوست ہو یا دشمن۔ یعنی امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) صدوق تھے۔ (**مناقب ابی حنیفة للمکی: ص**

۱۸۵-۱۸۶، طبع بیروت)

(۲۵)　مشہور ثقہ، عابد، حافظ الحدیث، امام ابوبکر بن عیاشؒ (م ۱۹۴ھ) فرماتے ہیں کہ

"کل من قال فی ابی حنیفة شیئا یرید نقصه فهو آثم، لانا فلینا امره ظهراً لبطن، فلم نر الا خیرا، لکن الحسد"

جس شخص نے بھی امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں کوئی ایسی بات کہی جس سے مقصود آپ کی تنقیص ہے تو وہ گنہ گار ہے، اس لئے کہ ہم نے آپ کے معاملہ کو اندر باہر ہر طرح سے ٹٹولا تو سوائے خیر کے کچھ نہیں پایا، لیکن (ان لوگوں کے دل میں) حسد (ہے))۔ **(کشف الآثار الشریفة للحارثی: ج۱: ص۲۱۹)**

- ایک اور روایت میں فرمایا ہے کہ

"و لا تنکروا فضل من فضله الله تعالی"

ان لوگوں کی فضیلت کا انکار مت کرو، جن کو اللہ نے فضیلت بخشی ہے۔ **(ایضاً)**

(۲۶)　حافظ حفص بن غیاثؒ (م ۱۹۵ھ) فرماتے ہیں کہ

"سمعت من ابی حنیفة کتبه و آثاره فما رایت اذکی قلباً منه و لا اعلم بما یفسد و یصح فی باب الاحکام منه"

میں نے (امام) ابوحنیفہؒ سے آپ کی کتابیں اور حدیثیں سنیں، پس میں نے آپ سے زیادہ ذکی القلب، اور باب احکام میں صحیح اور غیر صحیح کا آپ سے زیادہ جاننے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ **(کشف الآثار الشریفة: ج۱: ص۲۰۷)**

سیاق وسباق سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں ذہانت کا تعلق، ضبط حدیث سے ہے۔ واللہ اعلم

- ایک اور روایت میں کہتے ہیں کہ

"کنت اذا سمعت من شیخ حدیثا عرضته علی ابی حنیفة، فیصرف الحدیث مصارفه و یبین لی معناه"

جب بھی میں کسی شیخ سے کوئی حدیث سنتا تو اسے (امام) ابوحنیفہ کے سامنے پیش کرتا، پس وہ اس کی بہترین وضاحت فرماتے اور اس کا معنی مجھ سے بیان فرماتے۔ **(کشف الآثار الشریفة: ج۱: ص۲۰۷)** [۲]

غور فرمائیں! اگر حدیث امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کا میدان نہیں ہوتا، تو ثقہ، ثبت، حافظ حفص بن غیاثؒ (م ۱۹۵ھ) ان سے حدیث کے معنی وتشریح کے سلسلے میں رجوع کرتے ؟؟؟

(۲۷)　مشہور ثقہ، حافظ الحدیث، محمد بن خازم، ابومعاویہ الضریرؒ (م ۱۹۵ھ) کہتے ہیں کہ

"ابو حنیفة - کان یصف العدل و یقول به - و بین للناس سبل العلم و طرقه و شرح لهم معانیه و اوضح لهم

مشکلاته فمن یبلغ فی العلم مبلغه او من یهتدی فیه مثل ما اهتدی عظمت منة الله علیه و منته علینا فغفر الله له ذنو به و شکر سعیه"

"قال علی بن اسحاق: فذکرت قول ابی معاویة هذا لحماد بن ابی حنیفة فقال حماد: ابو معاویة منا و الینا"

ابوحنیفہ عدل سے متصف تھے اور منصفانہ بات کرتے، آپ نے لوگوں کے سامنے علم کے راستے اور اس کے طریقے بیان فرمائے، اور اس کے معانی کی شرح کی، اور اس کی مغلق چیزوں کی وضاحت کی، پس علم میں کون آپ کے مقام تک پہنچ سکتا ہے، اور علم میں کون آپ کی طرح راہ پا سکتا ہے، اللہ تعالیٰ کا آپ پر اور آپ کا ہم پر عظیم احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے گناہوں کو معاف فرمائے، اور آپ کی کوششوں کو قبول فرمائے۔

علی بن اسحاق کہتے ہیں میں نے ابومعاویہ کا قول حماد بن ابی حنیفہؒ سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ ابومعاویہ ہم سے خاص تعلق رکھتے ہیں۔ (**کشف الآثار الشریفۃ: ج۱: ص ۲۷۳**)

- ایک اور روایت میں وہ فرماتے ہیں کہ

"یا اهل الکوفة: رفعکم بالاعمش و بابی حنیفة، یا اهل الکوفة! شرفکم الله بالاعمش و بابی حنیفة رحمة الله علیهما"

اے اہل کوفہ! تمہاری رِفعت اعمش اور ابوحنیفہ کی وجہ سے ہے، اے اہلِ کوفہ! اللہ تعالیٰ نے تمہیں اعمش اور ابوحنیفہ کے ذریعہ مشرف کیا ہے، ان دونوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ (**کشف الآثار الشریفۃ: ج۱: ص ۲۷۳**)

معلوم ہوا کہ ابومعاویہ الضریرؒ (**م ۱۹۵ھ**) کے نزدیک، امام ابوحنیفہؒ (**م ۱۵۰ھ**) عادل یعنی ثقہ ہیں۔

(۲۸) ثقہ، حجت، امام سفیان بن عیینہؒ (**م ۱۹۸ھ**) فرماتے ہیں کہ

"لم یکن فی زمان ابی حنیفة رضی الله عنه بالکوفة رجل افضل منه و لا اورع و لا افقه منه"

امام ابوحنیفہؒ کے زمانے میں، کوفہ میں ان سے زیادہ افضل، پرہیزگار شخص اور فقیہ کوئی اور نہیں تھا۔

- ایک اور روایت میں کہتے ہیں کہ

"ما رایت احدا اورع من ابی حنیفة رضی الله عنه"

میں نے امام صاحبؒ سے زیادہ پرہیزگار شخص نہیں دیکھا۔ (**مخطوطۃ کشف الآثار الشریفۃ للحارثی: [Folio] نمبر ۹**، وسندہ حسن، دیکھئے **الدیباجۃ علی سنن ابن ماجۃ للبہرائجی: ج۱: ص ۴۸۱-۴۸۲**)

- تاریخ بغداد میں ابن عیینہؒ کا قول ہے کہ

"ما مقلت عینی مثل ابی حنیفة"

امام سفیان بن عیینہؒ (جنہوں نے امام مالکؒ، امام سفیان ثوریؒ، امام لیث بن سعدؒ، امام اوزاعیؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کو دیکھا ہے لیکن وہ) کہتے ہیں کہ میری آنکھوں نے امام ابوحنیفہؒ جیسا نہیں دیکھا۔ **(تاریخ بغداد: ج ۱۵: ص ۴۵۹، بتحقیق بشار العواد معروف، مسند امام اعظم بروایت ابن خسرو: ج ۱: ص ۱۶۳)**

- امام سفیان بن عیینہؒ (م ۱۹۸ھ) نے امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) سے روایت کی ہے۔ **(مسند امام اعظم بروایت ابن خسرو: ج ۱: ص ۲۰۸، ۲۰۹، جامع المسانید: ج ۱: ص ۴۷۱، مسند امام ابی حنیفۃ للحارثی: ج ۱: ص ۱۲۴، ص ۷۸۷)**

اور امام ابن عیینہؒ اپنے نزدیک صرف ثقات سے روایت کرتے ہیں۔ **(اتحاف النبیل: ج ۲: ص ۹۶)**

(۲۹) امام عبدالرحمٰن بن مہدیؒ (م ۱۹۸ھ) کہتے ہیں کہ

"کنت نقالا للحدیث، فرایت سفیان الثوری امیر المومنین فی العلماء، و سفیان بن عیینة امیر العلماء، و شعبة عیار الحدیث، و عبدالله بن المبارک صراف الحدیث، و یحیی بن سعید قاضی العلماء، و ابو حنیفة قاضی قضاة العلماء، و من قال لک سوی ذلک فارمه فی کناسة بنی سلیم"۔

میں حدیث کو نقل کرنے والا ہوں۔ اور میری رائے میں امام سفیان ثوریؒ (م ۱۶۱ھ)، امیر المومنین فی العلماء ہیں۔ امام سفیان بن عیینہؒ (م ۱۹۸ھ)، امیر العلماء ہیں۔ امام شعبہؒ (م ۱۶۰ھ)، عیار الحدیث ہیں۔ عبداللہ بن المبارکؒ (م ۱۸۱ھ)، صراف الحدیث ہیں۔ یحیی بن سعید القطانؒ (م ۱۹۸ھ)، قاضی العلماء ہیں اور ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ)، قاضی قضاۃ العلماء ہیں۔ **(کشف الآثار الشریفۃ للحارثی: ج ۱: ص ۵۵۵)**

* امام یحیی بن معینؒ (م ۲۳۳ھ) فرماتے ہیں کہ

"کان وکیع جید الرای فی ابی حنیفة و کان یصفه بالورع و صحة الدین"

(۳۰) امام وکیع بن الجراحؒ (م ۱۹۷ھ)، امام صاحبؒ کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے، اور انہیں تقوی و صحتِ دین سے متصف کرتے تھے۔ **(مناقب ابی حنیفة للمکی: ص ۱۷۲، طبع بیروت)**

- ایک اور روایت میں امام وکیعؒ (م ۱۹۷ھ) فرماتے ہیں کہ

"لقد وجد الورع عن ابی حنیفة فی الحدیث مالم یوجد عن غیره"

امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) سے حدیث میں وہ تقوی اور احتیاط پائی گئی، جو ان کے علاوہ دوسروں میں نہیں پائی گئی۔ (مناقب ابی حنیفۃ للمکی: ص ۱۷۲، طبع بیروت)

- امام وکیع بن الجراحؒ (م ۱۹۷ھ) اپنے نزدیک صرف ثقہ سے روایت کرتے تھے۔ (دراسات حدیثیۃ متعلقۃ بمن لایروی الا عن ثقۃ للوصابی: ص ۳۷۴)

اور امام وکیع بن الجراحؒ (م ۱۹۷ھ) نے بھی امام صاحب سے روایت لی ہے۔ (سیر: ج ۶: ص ۳۹۴، تہذیب الکمال: ج ۲۹: ص ۴۷۱)

(۳۱) امام یحیی بن سعید القطانؒ (م ۱۹۸ھ) نے امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) سے روایت لی ہے۔ (فضائل ابی حنیفۃ لابن ابی العوام: ص ۱۹۴، کشف الآثار للحارثی: ج ۱: ص ۵۴۳، عقود الجمان للصالحی: ص ۱۵۷، ۱۱۵، تاریخ بغداد: ج ۱۳: ص ۳۵۱) اور آپؒ بھی اپنے نزدیک صرف ثقہ سے روایت کرتے تھے۔ (اتحاف النبیل: ج ۲: ص، ۱۲۳، دراسات حدیثیۃ متعلقۃ بمن لایروی الا عن ثقۃ للوصابی: ص ۳۷۹)

- وہ خود کہتے ہیں کہ

"لا نکذب الله ما سمعنا أحسن من رأي أبي حنيفة، وقد أخذنا بأكثر أقواله"

ہم اللہ پر جھوٹ نہیں بولتے، ہم نے امام ابوحنیفہؒ سے بہتر رائے نہیں سنی اور ہم نے ان کے اکثر اقوال کو لیا ہے۔

* آگے ابن معینؒ (م ۲۳۳ھ) فرماتے ہیں کہ

"يذهب فِي الفتوى إِلَى قول الكوفيين ويختار قوله من أقوالهم ويتبع رأيه من بين أصحابه"۔

یحیی بن سعید القطانؒ (م ۱۹۸ھ) فتاوی کے سلسلے میں اہل کوفہ کے فتاوی کی طرف جاتے اور علماء کے اقوال میں سے اہل کوفہ کا قول اختیار کرتے اور اس قول کی اپنے اصحاب کے درمیان میں اتباع کرتے (تھے)۔ (تاریخ بغداد: ج ۱۳: ص ۳۴۵، تذہیب تہذیب الکمال للذہبی: ج ۹: ص ۲۲۱، الکامل لابن عدی: ج ۸: ص ۲۴۰، تاریخ ابن معین بروایت الدوری: رقم ۴۵۶۱)

- ایک اور روایت میں فرماتے ہیں کہ

"لیس للناس غنیۃ عن ابی حنیفۃ فی مسائل تنوبھم ثم قال و کان فی اول امرہ لم یکن کل ذاک، ثم استعجل امرہ بعد ذلک و عظم"۔

لوگوں کو ان کے پیش آمدہ مسائل میں امام ابوحنیفہؒ کے بغیر چارہ نہیں، شروع میں ان کا وہ علمی مقام نہیں تھا، پھر جلد ہی ان کا

بڑا مقام ہوگیا۔(**کشف الآثار للحارثی: ج۱: ص ۵۴۴، الکامل لابن عدی: ج ۴: ص ۳۸۱**)

- عبد الملک بن قریب، ابوسعید الاصمعیؒ (م۲۱۶ھ) کی روایت میں

"قیل لیحیی بن سعید: کیف تترک رایک و تفتی برای ابی حنیفة؟ فقال والله لو کان الحسن البصری حیا لترک رایہ لرائ ابی حنیفة، وانہ واللہ لاعلم ھذہ الامة بما جاء عن اللہ و رسولہ"

یحیی بن سعید القطانؒ (م۱۹۸ھ) سے کہا گیا کہ آپ کیسے اپنی رائے کو ترک کر کے امام ابوحنیفہؒ کی رائے پر فتوی دیتے ہیں؟ تو امام یحیی بن سعید القطانؒ (م۱۹۸ھ) فرماتے ہیں کہ اگر (آج) حسن بصریؒ زندہ ہوتے، تو وہ بھی امام ابوحنیفہؒ کی رائے کی وجہ سے اپنی رائے کو ترک کر دیتے اور اللہ کی قسم امام ابوحنیفہؒ (م۱۵۰ھ) اس امت میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔(**نوادر الاصمعی بحوالہ مقدمۃ کتاب التعلیم لمسعود بن شیبۃ السندی: ص ۱۳۴**)

* زہیر بن حرب، ابوخیثمہ النسائیؒ (م۲۳۴ھ) کہتے ہیں کہ

"جلست الی الحسین بن الحسن فحدثنا عن ابی حنیفة باحادیث قال: فقلت اخرج شیوخک انظر فی احادیثھم قال: فقال: لیس شیخ اجل من ابی حنیفة ولا افقہ منہ، فان کتبت احادیثہ والا فلا تعد الی"

(۳۲) میں الحسین بن الحسن بن عطیہ العوفیؒ (م۲۰۲ھ) کے پاس بیٹھا ہوا تھا، تو آپ نے ہم سے امام ابوحنیفہؒ کے واسطے سے احادیث بیان کیں، کہتے ہیں، پس میں نے کہا آپ کے (دوسرے) شیوخ (کی مرویات) کو نکالئے، تاکہ میں ان کی احادیث کو دیکھوں، کہتے ہیں تو انہوں (الحسین بن الحسن) نے کہا کہ امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ جلالت شان فقاہت میں ان سے بڑھا ہوا کوئی شیخ نہیں ہے، اگر آپ کو امام ابوحنیفہ کی احادیث لکھنا ہو تو ٹھیک ہے ورنہ آئندہ میرے پاس مت آنا۔(**کشف الآثار الشریفۃ: ج۱: ص۵۲۶**)

معلوم ہوا کہ الحسین بن الحسن بن عطیہ العوفیؒ (م۲۰۲ھ) کے نزدیک، امام ابوحنیفہؒ (م۱۵۰ھ) ثقہ ہیں۔

(۳۳) صدوق راوی، ابویحیی الحمانیؒ (م۲۰۲ھ) فرماتے ہیں کہ

"ما رأیت رجلا قط خیرا من أبي حنیفة"

میں نے امام ابوحنیفہؒ سے اچھا آدمی کبھی نہیں دیکھا۔(**مسند ابی حنیفۃ بروایت ابی نعیم: ص۲۱**)

(۳۴) ثقہ، حافظ، فاضل، امام یحیی بن آدمؒ (م۲۰۳ھ) کہتے ہیں کہ

"إن في الحدیث ناسخاً و منسوخاً کما في القرآن، و کان النعمان —أبو حنیفة- جمع حدیث أهل بلده کله،

فنظر إلی آخر ما قبض علیه النبي ﷺ فأخذ منه''

جیسے قرآن میں ناسخ ومنسوخ ہوتا ہے اسی طرح حدیث میں بھی ہوتا ہے، اور نعمانؒ نے اپنے شہر والوں کی حدیثوں کو جمع کیا، پس آخری عمل جس پر نبی اکرم ﷺ نے وفات پائی تھی اسے اختیار کرتے ہیں۔ (**کشف الاسرار للبخاری: ج۱: ص۱۶**)[۱]

(۳۵) امام یزید بن ہارونؒ (م **۲۰۶ھ**) کہتے ہیں کہ

---

(۱) اس قول کی سند اگر چہ نہیں ملی، مگر اس کی تائید، حافظ ابو محمد الحارثیؒ (م **۳۴۰ھ**) کی کتاب ''کشف الآثار الشریفۃ'' کی دیگر روایات سے ہوتی ہے، چنانچہ امام حارثیؒ فرماتے ہیں کہ

حدثنا العباس بن الحمزة، قال: حدثنا محمد بن المهاجر قال: سمعت یحیی بن آدم، یقول: أبو حنیفة اجتهد في العلم اجتهادا لم یسبقه إلیه أحد فهداه الله تعالی سبله، و سهل له طرقه و انتفع الخاص و العام بعلمه۔

و قد روی یحیی بن آدم، عن جماعة، عن أبي حنیفة رحمة الله علیه، عن شریك، و أبي بکر بن عیاش، و ابن المبارك، و محمد بن الحسن، و قران األسدي، و غیرهم رحمة الله علیهم۔

حدثنا محمد بن الحسن البلخي، قال: حدثنا أبو عبد الله محمد بن شجاع، قال: سمعت یحیی بن آدم، یقول: کانت الکوفة مشحونة بالفقه، فقهاؤها کثیرة مثل ابن شبرمة، و ابن أبي لیلی، و الحسن بن صالح، و شریك، و أمثالهم، و کسدت أقاویلهم عند أقاویل أبي حنیفة، و سیر بعلمه إلی البلدان، و قضی به الخلفاء و األئمة و الحکام، و استقر علیه الامر۔ (کشف الآثار: ج۱: ص۳۶۶-۳۶۷)

پہلی سند میں صاحبِ کتاب، امام ابو محمد الحارثیؒ (م **۳۴۰ھ**) صدوق ہیں، جس کی تفصیل پہلے کئی بار گزر چکی، عباس بن حمزۃ، ابو الفضل النیسابوریؒ (م **۲۸۸ھ**) ثقہ، عالم ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج۶: ص۷۶۱، کتاب الثقات للقاسم: ج۵: ص۴۵۱**)، محمد بن المہاجر سے مراد محمد بن المہاجر بن موسی الطالقانی ہے، ان پر اپنی پیدائش سے پہلے وفات پانے والے حضرات سے روایت بیان کرنے کی وجہ سے کذب کی تہمت لگائی گئی ہے، مگر یہ علت کی وجہ سے ان پر کذب کی تہمت ثابت نہیں ہوگی، کیونکہ منقطع و مرسل روایت بیان کرنا جرح نہیں ہے، اور لسان المیزان میں ہے کہ امام ابو احمد الحاکم الکبیرؒ (م **۳۷۸ھ**) فرماتے ہیں کہ ''**حدیثه لیس بالقائم رأیته حدث عن مشائخه بأحادیث حدث بها الأکابر یلینون أمره و یذکرون من حدیثه ما لا یتابع علیه**''۔ (**ج۷: ص۵۳۲، الاسامی والکنی لابی احمد الحاکم: ج۵: ص۲۶۵، واللفظ لہ**)، خلاصہ یہ کہ محمد بن المہاجر بن موسی الطالقانی ضعیف ہے، کذاب نہیں۔

دوسری سند میں محمد بن الحسن البلخیؒ کی توثیق کے لئے دیکھئے **الاجماع: ش۱۴: ص۶۶**، محمد بن شجاع، ابو عبد اللہ القاضیؒ (م **۲۶۶ھ**) کی توثیق -انشاء اللہ- اگلے شمارے میں آئے گی، لہذا دوسری سند حسن ہے، نیز پہلی سند اور کشف الاسرار کے قول کو بھی اس سے تقویت ملتی ہے۔

"کان أبو حنیفة تقیا نقیا زاهدا عالما صدوق اللسان احفظ اهل زمانه سمعت کل من أدرکته من أهل زمانه یقول إنه ما رأی أفقه منه"

امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰؁ھ) پرہیزگار شخص تھے، پاکیزہ شخصیت کے مالک تھے، بہت بڑے زاہد اور عالم تھے۔ صدوق تھے، اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ حافظہ والے تھے، میں نے ان کے زمانہ کے ہر اس آدمی جس کو میں نے پایا کہتے ہوئے سنا کہ: ہم نے ان سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔ (**اخبار ابی حنیفة واصحابه: ص ۴۸**)

- ایک روایت میں کہتے ہیں کہ

"کان ابو حنیفة اماماً من ائمة المسلمین یقتدی له قال ورایته یترحم علیه ویذکره بالفضل"

امام ابوحنیفہؒ مسلمانوں کے اماموں میں سے ایک امام ہیں، جن کی اقتداء کی جاتی ہے، راوی کہتے ہیں: اور میں انہیں دیکھا کہ وہ (یزید بن ہارونؒ) ان (امام ابوحنیفہؒ) کے لئے رحمت کی دعا کررہے ہیں اور ان کی فضیلت بیان کررہے ہیں۔ (**کشف الآثار مخطوطة: [FOLIO] نمبر ۱۶۶**)

- ایک جگہ وہ فرماتے ہیں کہ

"أدرکت الناس فما رأیت أحدا أعقل، ولا أفضل، ولا أروع، من أبي حنیفة"

میں نے (کئی) لوگوں کو دیکھا، مگر میں نے امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ عقلمند، پرہیزگار شخص اور افضل کسی کو نہیں دیکھا۔ (**تاریخ بغداد: ج ۱۳: ص ۳۶۱**)

- نیز ثقہ، ثبت، عابد، متقن، حافظ الحدیث، امام یزید بن ہارونؒ (م ۲۰۶؁ھ) اپنے نزدیک صرف ثقہ سے روایت کرتے تھے۔ (**اتحاف النبیل: ج ۲: ص ۱۴۷، نیز دیکھئے مجلہ الاجماع: ش ۱۶: ص ۳۴**)

اور امام یزید بن ہارونؒ (م ۲۰۶؁ھ) نے امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰؁ھ) سے روایت لی ہے۔ (**تہذیب الکمال: ج ۲۹: ص ۴۲۱، سیر: ج ۶: ص ۳۹۴**)

(۳۶) مشہور ثقہ، مامون، حافظ، حجت، امام عبد اللہ بن داود الخریبیؒ (م ۲۱۳؁ھ) فرماتے ہیں کہ

"یجب علی أهل الإسلام أن یدعوا الله لأبي حنیفة في صلاتهم قال: وذکر حفظه علیهم السنن والفقه"

اہل اسلام پر واجب ہے کہ وہ اپنی نمازوں میں امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰؁ھ) کے لئے دعا کریں۔ اور یہ اس لئے کہ انہوں نے سنت، حدیث اور فقہ مسلمانوں کے لئے محفوظ کی ہے۔ (**تاریخ بغداد: ج ۱۳: ص ۳۴۴**)

(۳۷) ثقہ، حجت، حافظ، امام ابوعبدالرحمٰن، عبداللہ بن یزید المقریؒ (م ۲۱۳ھ)،

"-وكان إذا حدثنا عن أبي حنيفة- قال: حدثنا شاهنشاه"

جب بھی امام ابوحنیفہؒ سے حدیث بیان کرتے، تو کہتے کہ ہم سے شہنشاہ نے حدیث بیان کی ہے۔ (تاریخ بغداد: ج ۱۳: ص ۳۴۴)

- ایک اور روایت میں فرماتے ہیں کہ

"ابو حنیفة شاہ مردان رحمة اللہ علیه"

امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) شاہ مردان یعنی شاہنشاہ ہیں۔ (کشف الآثار مخطوطة: [FOLIO] نمبر ۹، واسنادہ حسن)

(۳۸) ثقہ، امام قبیصۃ بن عقبۃ السوائیؒ (م ۲۱۵ھ) فرماتے ہیں کہ

"کان ابو حنیفة رحمة علیه فی اول امرہ یجادل اهل الاهواء حتی صار راسا فی ذلک منظورا الیه ثم ترک الجدال ورجع الی الفقه و السنة فصار اماماً فیه"

امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) شروع میں اہل بدعت سے مناظرے کیا کرتے تھے، یہاں تک کہ اس میں آپ مشہور قائد بن گئے، پھر آپ نے بحث مباحثہ ترک فرما دیا اور فقہ اور سنت کی طرف متوجہ ہو گئے تو اس میں امام ہو گئے۔ (کشف الآثار الشریفة: ج ۱: ص ۳۶۵)

یعنی امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) حدیث کے امام تھے۔

(۳۹) ثقہ، ثبت، امام مکی بن ابراہیمؒ (م ۲۱۵ھ) فرماتے ہیں کہ

"کان أبو حنیفة تقیا زاهدا عالما راغباً فی الآخرة صدوق اللسان احفظ اهل زمانه"۔

امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) متقی تھے، زاہد اور عالم تھے، آخرت کی طرف راغب تھے، صدوق تھے، اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ حافظہ والے تھے۔ (مناقب للمکی: ص ۱۹۰، طبع بیروت، تذہیب تہذیب الکمال: ج ۹: ص ۲۲۱،)

(۴۰) امام ابونعیم، فضل بن دکینؒ (م ۲۱۹ھ) فرماتے ہیں کہ

"کان أبو حنیفة حسن الدین، عظیم الأمانة"

امام ابوحنیفہؒ دین کے اچھے (اور) بڑے امانت دار تھے۔ (مناقب ابی حنیفۃ وصاحبیہ للذہبی: ص ۴۱)

- امام ابونعیم، فضل بن دکینؒ (م ۲۱۹ھ) اپنے نزدیک صرف ثقہ سے روایت کرتے تھے۔ (دراسات حدیثیة متعلقة بمن

لایروی الا عن ثقۃ للوصابی: ص ۳۰۱-۳۰۲)

اور امام ابونعیم، فضل بن دکینؒ (م ۲۱۹ھ) نے امام صاحب سے بھی روایت لی ہے۔ (سیر: ج ۶: ص ۳۹۳، تہذیب الکمال: ۲۹: ص ۴۱۷) یعنی امام ابونعیم فضل بن دکینؒ (م ۲۱۹ھ) کے نزدیک، امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) ثقہ ہیں۔

(۴۱) امام ابوالحسن العجلیؒ (م ۲۶۱ھ) نے ان کو 'الثقات' میں شمار کیا ہے اور کہا:

"النعمان بن ثابت أبو حنيفة كوفي، تيمي من رهط حمزة الزيات وكان خزازًا يبيع "الخز، ويروى عن إسماعيل بن حماد بن أبي حنيفة، قال: نحن من أبناء فارس الأحرار، ولد جدي النعمان سنة ثمانين وذهب جدي ثابت إلى علي وهو صغير فدعا له بالبركة فيه وفي ذريته"۔ (معرفۃ الثقات للعجلی: رقم ۱۶۹۴)

(۴۲) امام ابوداودؒ (م ۲۷۵ھ) فرماتے ہیں کہ

"رحم الله أبا حنيفة كان إماما"

اللہ امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) پر رحم کریں، وہ امام تھے۔ (الانتقاء لابن عبدالبر: ص ۳۲)

(۴۳) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث، امام ابوعیسی الترمذیؒ (م ۲۷۹ھ) فرماتے ہیں کہ

وقد عاب بعض من لا يفهم على أهل الحديث الكلام في الرجال وقد وجدنا غير واحد من الأئمة من التابعين قد تكلموا في الرجال منهم۔۔۔۔ حدثنا محمود بن غيلان حدثنا أبو يحيى الحماني قال سمعت أبا حنيفة يقول ما رأيت أحدا أكذب من جابر الجعفي ولا أفضل من عطاء بن أبي رباح۔

بعض ناسمجھ لوگ، راویوں پر کلام کرنے کی وجہ محدثین پر عیب لگاتے ہیں، حالانکہ ہم نے بہت سے ائمہ تابعین کو پایا ہے کہ انہوں نے تابعین میں سے (بعض) راویوں پر کلام کیا ہے۔۔۔۔ ابویحییٰ الحمانیؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہؒ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے جابر جعفی سے زیادہ جھوٹا اور عطاء بن ابی رباح سے زیادہ افضل کسی کو نہیں دیکھا۔ (العلل الصغیر للترمذی: ص ۷۳۸-۷۳۹)

معلوم ہوا کہ امام ترمذیؒ (م ۲۷۹ھ) کے نزدیک بھی، امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) حدیث وجرح وتعدیل کے امام ہیں۔

(۴۴) امام ابن شاہینؒ (م ۳۸۵ھ) نے امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کو 'الثقات' میں شمار کیا ہے۔ (تاریخ اسماء الثقات لابن شاہین: رقم ۱۴۶۱)

(۴۵) صاحب المستدرک، امام ابوعبداللہ الحاکم الصغیرؒ (م ۴۰۵ھ) نے بھی امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کو "الأئمة الثقات المشهورين من التابعين وأتباعهم ممن يجمع حديثهم للحفظ، والمذاكرة، والتبرك بهم، وبذكرهم من المشرق إلى

الغرب'' میں ذکر کیا ہے۔(معرفۃ علوم الحدیث للحاکم: ص ۲۴۰، ۲۴۵)

(۴۶) امام ابوبکر البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) فرماتے ہیں کہ

وقد تكلم فقهاء الأمصار في الجرح والتعديل فمن سواهم من علماء الحديث: أخبرنا أبو عبد الرحمن: محمد بن الحسين السلمي، حدثنا أبو سعيد الخلال، حدثنا أبو القاسم البغوي، حدثنا محمود بن غيلان المروزي، قال: حدثني الحماني عن أبي حنيفة قال: ما رأيت أحدا أكذب من جابر الجعفي، ولا أفضل من عطاء۔

وحدثنا عبد الحميد الحماني، قال: سمعت أبا سعد الصغاني قام إلى أبي حنيفة، فقال: يا أبا حنيفة، ما تقول في الأخذ عن الثوري؟ فقال: اكتب عنه، فإنه ثقة ما خلا أحاديث أبي إسحاق عن الحارث، وحديث جابر الجعفي۔

مختلف علاقوں کے فقہاء اور ان کے علاوہ دوسرے علماء حدیث نے جرح وتعدیل کی ہے۔۔۔حمانیؒ امام ابوحنیفہؒ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے جابر جعفی سے زیادہ جھوٹا اور عطاءؒ سے افضل کسی کو نہیں دیکھا۔۔۔۔عبدالحمید حمانیؒ کہتے ہیں کہ ابوسعد صغانیؒ نے ابوحنیفہؒ سے پوچھا: آپ ثوریؒ سے حدیثیں لینے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا ان سے حدیثیں نقل کیا کرو، وہ ثقہ ہیں، سوائے ابواسحق عن الحارث اور جابر جعفی کی حدیث کے۔(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج ۱: ص ۴۴-۴۵)

(۴۷) حافظ المغرب، امام ابوعمر ابن عبدالبرؒ (م ۴۶۳ھ) کہتے ہیں کہ

''الذين رووا عن أبي حنيفة ووثقوه وأثنوا عليه أكثر من الذين تكلموا فيه''

جن لوگوں نے امام صاحبؒ سے روایت کیا اور ان کو ثقہ قرار دیا ہے، وہ ان لوگوں سے زیادہ ہیں، جنہوں نے امام صاحبؒ پر کلام کیا ہے۔(جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبدالبر: ج ۲: ص ۱۰۸۲)

(۴۸) مفسر، فقیہ، الامام الکبیر ابوالمظفر الاسفرائینیؒ (م ۴۷۱ھ) کہتے ہیں کہ

''وكتاب الفقه الأكبر الذي أخبرنا به الثقة بطريق معتمد وإسناد صحيح عن نصير بن يحيى عن أبي مطيع عن أبي حنيفة''

اور کتاب الفقہ الاکبر جسے ہم سے بیان کیا ہے ثقہ نے طریق معتمد اور سند صحیح سے، وہ روایت کرتے ہیں نصیر بن یحییٰ سے، وہ ابومطیع سے اور وہ امام ابوحنیفہؒ سے۔(التبصير في الدين وتمييز الفرقة الناجية عن الفرق الهالكين: ص ۱۸۴)

یہ کلام صریح ہے کہ امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) اور سند کے دیگر رواۃ، ان کے نزدیک ثقہ ہیں۔

(۴۹) صدوق، امام شمس الائمۃ، امام سرخسیؒ (م ۴۸۳ھ) فرماتے ہیں کہ

''کان أعلم أهل عصره بالحدیث ولکن لمراعاة شرط کمال الضبط قلت روایته''

امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ)، اپنے زمانے میں سب سے زیادہ حدیث کو جاننے والے تھے۔ لیکن ضبط کے اعلی درجہ کی شرط کی حفاظت کی وجہ سے، ان کی روایت کم ہوگئی۔ (**اصول السرخسی: ص ۳۵۰**)

(۵۰)　**ملک العلماء**، امام علاء الدین الکاسانیؒ (م ۵۸۷ھ) نے کہا:

''کان من صیارفة الحدیث، وکان من مذهبه تقدیم الخبر، وإن کان في حد الآحاد علی القیاس بعد أن کان راویه عدلا ظاهر العدالة''

وہ حدیث کی پرکھ رکھنے والے ماہرین میں سے تھے، اور ان کا مذہب حدیث کو قیاس پر مقدم رکھنا تھا، چاہے وہ حدیث خبر واحد کے قبیل سے ہو، جبکہ اس کا راوی ظاہری طور پر عادل ہو۔ (**البدائع الصنائع: ج ۵: ص ۱۸۸**)

(۵۱)　حافظ مجد الدین ابن الاثیر الجزریؒ (م ۶۰۶ھ) فرماتے ہیں کہ

''کان عالماً عاملاً، زاهداً، عابداً، ورعاً، تقیاً، إماماً في علوم الشریعة مرضیاً''

آپؒ عالم باعمل، زاہد، عابد، انتہائی پرہیزگار، متقی، علوم شرعیہ میں امام اور پسندیدہ شخص تھے۔ (**جامع الاصول لابن الاثیر: ج ۱۲: ص ۹۵۲**)

یعنی امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ)، ان کے نزدیک حدیث کے بھی امام تھے، والحمدللہ علی ذالک۔

(۵۲)　صاحب مشکاۃ المصابیح، امام ولی الدین التبریزیؒ (م ۷۴۱ھ) کہتے ہیں کہ

''فانه کان عالماً عاملاً ورعاً زاهداً عابداً اماماً فی علوم الشریعة''

اس لئے کہ امام صاحبؒ عالم تھے، عامل تھے، متقی تھے، زاہد تھے، عبادت گزار تھے اور علوم الشریعۃ [یعنی قرآن وحدیث] کے امام تھے۔ (**الاکمال فی اسماء الرجال للتبریزی: ص ۱۲۱**)

معلوم ہوا کہ امام ولی الدین التبریزیؒ (م ۷۴۱ھ) کے نزدیک، امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) حدیث کے امام تھے۔

(۵۳)　حافظ ابن تیمیہؒ (م ۷۲۸ھ) فرماتے ہیں کہ

''لم ینازع في ذلك أحد من أئمة المسلمین الذین لهم في الأمة لسان صدق من الصحابة والتابعین لهم بإحسان، والفقهاء المشهورین کمالك وأبي حنیفة والثوري والأوزاعي واللیث بن سعد والشافعي وأحمد بن حنبل وإسحاق بن راهویه۔۔۔''۔ (منہاج السنۃ: ج ۳: ص ۱۱۵)

* ایک اور مقام پر حافظ ابن تیمیہؒ (م ۷۲۸ھ) فرماتے ہیں کہ

''أئمة أهل الحديث والتفسير والتصوف والفقه، مثل الأئمة الأربعة وأتباعهم''۔(ج ۲:ص ۱۰۵)

* ایک جگہ کہتے ہیں کہ

''وأما الصحابة والتابعون وأئمة الإسلام المعروفون بالإمامة في الدين، كمالك والثوري والأوزاعي والليث بن سعد والشافعي وأحمد وإسحاق وأبي حنيفة وأبي يوسف''۔(ج ۲:ص ۳۱۶)

* ایک جگہ فرماتے ہیں کہ

''فقد جاء بعد أولئك في قرون الأمة من يعرف كل أحد ذكاءهم وزكاءهم مثل: سعيد بن المسيب۔۔۔ومن بعد هؤلاء مثل مالك بن أنس وحماد بن زيد وحماد بن سلمة والليث [بن سعد] والأوزاعي وأبي حنيفة وابن أبي ليلى وشريك وابن أبي ذئب وابن الماجشون ومن بعدهم مثل يحيى بن سعيد [القطان] وعبد الرحمن بن مهدي ووكيع بن الجراح وعبد الرحمن بن القاسم وأشهب بن عبد العزيز وأبي يوسف ومحمد [بن الحسن]۔۔۔''۔(ج ۲:ص ۸۴)

معلوم ہوا کہ حافظ ابن تیمیہؒ (م ۷۲۸ھ) کے نزدیک امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ)،

* تفسیر، حدیث، فقہ اور تصوف کے امام ہیں۔
* بلکہ اسلام کے ائمہ میں سے ہیں، جن کی دین میں امامت مشہور و معروف ہیں۔
* صدوق، ذہین اور متقی امام ہیں۔

(۵۴) حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ)، تہذیب الکمال کے اختصار یعنی تذہیب تہذیب الکمال میں کہتے ہیں کہ

''قد أحسن شيخنا أبو الحجاج حيث لم يورد شيئًا يلزم منه التضعيف''

ہمارے شیخ ابو الحجاج المزیؒ نے یہ بہت اچھا کیا کہ انہوں نے (امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں) کوئی ایسا قول نقل نہیں کیا جس سے آپ کا ضعیف ہونا لازم آئے۔**(ج ۹:ص ۲۲۵)**

معلوم ہوا کہ حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) کے نزدیک امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) ثقہ ہیں۔

(۵۵) مشہور حافظ الحدیث، امام، محدث علاء الدین الماردینیؒ (م ۷۵۰ھ) فرماتے ہیں کہ

''وان تكلم فيه بعضهم فقد وثقه كثيرون''

اگرچہ بعض حضرات نے امام صاحبؒ پر کلام کیا ہے، لیکن تحقیق یہ ہے کہ اکثر حضرات نے امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کو ثقہ

قرار دیا ہے۔(الجوہر النقی مع السنن الکبری للبیہقی : ج٨: ص ٢٠٣)

(٥٦)　حافظ ابن القیمؒ (م ٧٥١ھ) فرماتے ہیں کہ

''وأما طريقة الصحابة والتابعين وأئمة الحديث كالشافعي والإمام أحمد ومالك وأبي حنيفة وأبي يوسف والبخاري وإسحاق ۔۔۔۔'' ۔(اعلام الموقعین : ج ٢: ص ٢٠٩)

معلوم ہوا کہ حافظ ابن القیمؒ (م ٧٥١ھ) کے نزدیک بھی امام صاحبؒ (م ١٥٠ھ) حدیث کے امام ہیں۔

(٥٧)　حافظ ابن کثیر الدمشقیؒ (م ٧٧٤ھ) فرماتے ہیں کہ

''فهذا أبو حنيفة رحمه الله وهو من الأئمة المعتبرين ۔۔۔'' ۔(البدایۃ والنہایۃ: ج٨: ص ٥٨٥)

*　ایک اور مقام حضرتؒ پر فرماتے ہیں کہ

''الإمام أبو حنيفة، واسمه النعمان بن ثابت التيمي، مولاهم الكوفي فقيه العراق، وأحد أئمة الإسلام، والسادة الأعلام، وأحد أركان العلماء، وأحد الأئمة الأربعة أصحاب المذاهب المتبعة، وهو أقدمهم وفاة؛ لأنه أدرك عصر الصحابة، ورأى أنس بن مالك، قيل: وغيره'' ۔(البدایۃ والنہایۃ: ج ١٣: ص ٤١٦)

یعنی حافظ ابن کثیرؒ (م ٧٧٤ھ) کے نزدیک بھی امام صاحبؒ (م ١٥٠ھ) ثقہ، تابعی، امام، فقیہ اور أئمة الإسلام، والسادة الأعلام میں سے ہیں۔

(٥٨)　ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث، امام عبد القادر القرشیؒ (م ٧٧٥ھ) کہتے ہیں کہ

''الاسناد اسناد صحيح و ابو حنيفة ابو حنيفة''

اس حدیث کی سند صحیح ہے اور امام ابوحنیفہؒ (م ١٥٠ھ) تو ابوحنیفہ ہیں۔(الحاوی للقرشی : ج ١: ص ٣٢٦)

(٥٩)　مشہور امام، محدث، کمال الدین البابرتیؒ (م ٧٨٦ھ) نے فرمایا کہ

''كان ابو حنيفة رحمه الله اماما صادقا۔''

ابوحنیفہؒ (م ١٥٠ھ)، صدوق امام ہیں۔(النکت الظریفۃ للبابرتی بتحقیق الدکتور بلۃ الحسن عمر : ص ٣١)

(٦٠)　مشہور مؤرخ، ابن خلدونؒ (م ٨٠٨ھ) فرماتے ہیں کہ

''ويدلّ على أنّه من كبار المجتهدين في علم الحديث اعتماد مذهبه بينهم والتّعويل عليه واعتباره ردّا وقبولا''

محدثین کے درمیان آپ کے مذہب پر اعتماد کیا جانا، اس پر بھروسہ کرنا اور رد و قبول کے حساب سے اس کا اعتبار کیا جانا یہ دلالت کرتا ہے کہ علم حدیث میں آپ کبار مجتہدین میں سے ہیں۔ (**تاریخ ابن خلدون: ص ۵۶۲**)

(۶۱)　محدث امام، بدر الدین عینیؒ (م ۸۵۵ھ) نے امام صاحبؒ کو ثقہ قرار دیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ

وأما قول الدارقطني: هكذا رواه أبو حنيفة، ووهم في موضعين غير صحيح ولا مسلم، لأن محمدا - رَحِمَهُ اللَّهُ - رواه في "الآثار" عن أبي حنيفة - رَحِمَهُ اللَّهُ - عن عبيد الله بن أبي زياد عن أبي نجيح، عن عبد الله بن عمرو، به، وليس فيه وهم، وبهذا أيضا سقط كلام ابن القطان حيث نسب الوهم إلى محمد بن الحسن وأما قوله: والثاني في رفعه والصحيح موقوف، فمردود أيضا لأن رفع الثقات صحيح ولا سيما مثل هذا الإمام۔ (*البناية*: ج ۱۲: ص ۲۲۹، نیز دیکھئے *نخب الافکار*: ج ۴: ص ۱۰۳)

(۶۲)　امام کمال الدین ابن الہمامؒ (م ۸۶۱ھ) نے بھی امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کو ثقہ قرار دیا ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

''رواها مسلم زيادة في حديث إذا كبر الإمام فكبروا وقد ضعفها أبو داود وغيره، ولم يلتفت إلى ذلك بعد صحة طريقها وثقة راويها، وهذا هو الشاذ المقبول، ومثل هذا هو الواقع في حديث من كان له إمام فقراءة الإمام له قراءة''۔ (*فتح القدير*: ج ۱: ص ۳۴۱، ۳۳۸)

(۶۳)　ثقہ، حافظ، امام قاسم بن قطلوبغاؒ (م ۸۷۹ھ) فرماتے ہیں کہ

''الإمام أبو حنيفة إمام الأيمة، إمام قدره كبير وفضله غزير، المعروف بالورع والتقوىٰ، والموصوف بترك التعصب والهوىٰ، السالك لمسالك الفضل، المتمسك بصحة النقل، أول إمام ألف كتب الفقه فی الإسلام، وجمع فيها أحكام الحلال والحرام، وبوّبه أبوابا فهو كالمصباح، هادٍ إلى الرشد والفلاح والصلاح فمناقبه جمة، وفضائله شايعة فی الأمّة، أصبح صيته فی العالمين مشهوراً، وجنابه بالعلم والعمل معموراً، خص بأشرف المناقب، وأعلا المراتب وكأن مجلسه الحجة والبرهان محفوف و(بالهيبة) والوقار مكفوفاً، كان عليَّ المراتب، غزير المناقب مصباح زاهر فی الظلمة، وبدر عَلِيٌّ بين الأمة، إن ذكر فی التفسير فهو فيه متقدم، أو ذكر الفقه فهو فيه متحكم أو ذكرت الأصول فهو فيها متكلم أو ذكر الأدب وما يتعاطىٰ من كلام العرب فهو فی علمه مصمم فلسانه كأنه خلق للفصاحة وجبهته للصباحة، كان فی القرآءة كأُبي، وفی القضاء كعلي، وفی الحديث كابن عمر، وفی الهدي بدر زهر، وفی الفرائض زيد بن ثابت، إمام الأيمة رباني الأُمة، استنار ذكره فی الأمصار، استنارة

الشمس و النهار، فهو صَيرفِيُّ الحديث، ينقد الطيب من الخبيث، قِيسَ في الزهد و العلم بالحسن البصري، أو بالبحر إذا يجرى، قام بإحياء الدين و نصره، دون أهل عصره، و (ذب) عن حريم الدين و الملة، بسيفي الكتاب و السنة، حين برز الشيطان بجنوده، و افتخر بكثرة أهله و عديده، حتى أظهر السنة من بعد ما اختلفت، و أقام قواعد الدين من بعد ما (عفَتْ) فهو إمام أيمة الإسلام، في الكوفة و البصرة و دار السلام، عليه الرحمة من الملك السلام''۔ (مخطوطة مناقب الامام ابو حنيفة للقاسم بن قطلوبغا)

یہ عبارت صریح ہے کہ حافظ قاسم بن قطلوبغاؒ (م ۸۷۹ھ) کے نزدیک، امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) ثقہ، امام اور کثیر الحدیث ہیں۔

(۶۴) مشہور امام، حافظ صفی الدین الخزرجیؒ (م بعد ۹۲۳ھ) نے امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کے بارے میں کہا کہ

''وثقه ابن معين و قال ابن المبارك ما رأيت في الفقه مثل أبي حنيفة و قال مكي أبو حنيفة أعلم أهل زمانه و قال القطان لا نكذب الله ما سمعنا أحسن من رأي أبي حنيفة قال ابن المبارك ما رأيت أورع منه''۔

ابن معینؒ نے ان کی توثیق کی ہے، ابن مبارکؒ کہتے ہیں کہ میں نے فقہ میں ابوحنیفہ جیسا نہیں دیکھا، مکیؒ کہتے ہیں کہ ابوحنیفہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے، قطانؒ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ سے جھوٹ نہیں بولتے ہم نے ابوحنیفہ سے بہتر رائے کسی کی رائے نہیں سنی، ابن المبارکؒ کہتے ہیں کہ میں نے آپ سے زیادہ متقی نہیں دیکھا۔ (خلاصہ تہذیب تہذیب الکمال: ص ۴۰۲)

(۶۵) امام عبدالوہاب الشعرانیؒ (م ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں کہ

''سند: أبو حنيفة، عن عطاء، عن ابن عباس، كما ذكر سند: مالك، عن نافع، عن ابن عمر، حين ما تعرض لبيان أسانيد المجتهدين في الكتاب و السنة''۔ (المیزان الکبری للشعرانی: ج ۱: ص ۱۹۵)

* اسی طرح ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ

''فرايته لا يروى حديثا الا عن خيار التابعين العدول الثقات الذين هم من خير القرون بشهادة رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔۔۔ فكل الرواة الذين هم بينه و بين رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عدول ثقات اعلام اخيار ليس فيهم كذاب و لا متهم بكذب''

پس میں دیکھتا ہوں کہ آپ عادل، ثقہ اور بہترین تابعین، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی کے بموجب خیر القرون ہیں، سے ہی حدیث روایت کرتے ہیں، لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؒ کے درمیان جتنے بھی روات ہیں تمام عادل، ثقہ، نامور اور بہترین ہیں، ان میں سے کوئی بھی کذاب یا متہم بالکذب نہیں ہے۔ (المیزان الکبری: ج ۱: ص ۲۳۱)

لہذا امام عبدالوہاب الشعرانیؒ (م ۹۷۳ھ) کے نزدیک، امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) اور ان کے شیوخ، دونوں ہی ثقہ ہیں۔

(۶۶)　صاحب کشف الخفاء، مشہور محدث اسماعیل العجلونیؒ (م ۱۱۶۲ھ) نے کہا:

''فھو رضی اللہ عنہ حافظ حجۃ فقیہ''۔ **(عقد الجوہر الثمین للعجلونی: ص ۲۰)**

(۶۷)　صاحب کشف الاستار عن رجال معانی الآثار، محدث ابوتراب، رشد اللہ شاہ راشدی سندھیؒ (م ۱۳۴۰ھ) فرماتے ہیں کہ

''النعمان: غير منسوب، عن موسى بن أبي عائشة، وعنه يعقوب، هو ابن ثابت الكوفي، أبو حنيفة الإمام الأعظم، ثقة، ثبت، فقيه، مشهور، رضي الله تعالى عنه''۔ **(کشف الاستار عن رجال معانی الآثار: ص ۱۰۸)**

(۶۸)　مشہور فقیہ، محدث العصر، شیخ عبدالعزیز ابن بازؒ (م ۱۴۲۰ھ) تقریب التہذیب میں موجود امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کے ترجمہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ

''نقل في تهذيب التهذيب عن جمع من الائمة توثيقه و الثناء عليه، و لم ينقل عن احد منهم تضعيفه''

تہذیب التہذیب میں ائمہ کی ایک جماعت سے آپ کی توثیق اور آپ کی ثنا نقل کی گئی ہے، جبکہ ان میں سے کسی سے بھی آپ کی تضعیف نہیں نقل کی گئی۔ **(النکت علی تقریب التہذیب: ص ۱۷۸-۱۷۹)**

یعنی محدث العصر، شیخ عبدالعزیز ابن بازؒ (م ۱۴۲۰ھ) بھی امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کو ثقہ مانتے ہیں۔

یہ مختصر حوالے ہیں، جن سے ائمہ محدثین، ائمہ جرح و تعدیل و علماء کے نزدیک امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کا حدیث میں صدوق، ثقہ، ثبت، حافظ ہونا معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

شمارہ نمبر ۲۶ | فروری/۲۰۲۳

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا
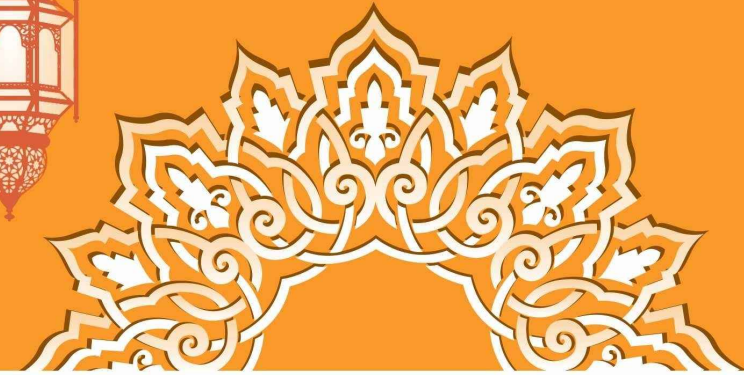
دو ماہی مجلّہ

الاجماع

* صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہی، رفع الیدین کرنا مسنون ہے۔

* حضرت ابن مسعودؓ کی روایت کی تحقیق۔ [محمد بن جابر الیمامیؒ کے طریق پر بحث]

* امام الاوزاعیؒ (م۱۵۷ھ) کا مثالب ابی حنیفہ سے رجوع اور امام صاحبؒ (م۱۵۰ھ) کے فضل و مقام کا اقرار۔

ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن

امام الاوزاعیؒ (م ۱۵۷ھ) کا مثالب ابی حنیفۃ سے رجوع اور امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کے فضل ومقام کا اقرار۔

-مولانا نذیر الدین قاسمی

صدوق، حافظ ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا أبو الفضل جعفر بن محمد بن أحمد بن محمود ببغداد في جامع المدينة، قال: حدثنا عبد الكريم بن الهيثم العاقولي، قال: حدثنا حيي بن حاتم الجرجرائي، قال: سمعت عبد الله بن المبارك، يقول:

كنت إذا جلست عند الأوزاعي فسمعته أحيانا يعرض بأبي حنيفة فيما يجري من المسائل، وربما لامني وينهاني عن مجالسته، والأخذ عنه، فقلت: هذا رجل أعجبته نفسه، ولم يفض في بحور أبي حنيفة، فجمعت مسائل معدودة في رقعة في كمي فيها سؤالات أبي حنيفة وجواباته وحضرت مجلسه، والرقعة في كمي، فألقيت عليه مسألة، وأنا أنظر في الرقعة فأجاب بجواب مخرس۔

ثم سألت عن أخرى، فسكت ثم سألته عن أخرى فسكت، ثم سألته عن أخرى، فقال: أرني الرقعة فناولته، فجعل ينظر فيها، حتى أتى على آخرها، فرأيت فيه التغير فقال: مالي يا أبا عبد الرحمن مسائل من ذا وجوابات من ذا؟

فقلت: مسائل الرجل الذي تنهاني عن مجالسته،

فقال: من هو؟

قلت: أبا حنيفة،

فقال: أستغفر الله لقد كنت في غلط ظاهر، الزم الرجل، فإنه بخلاف ما بلغني عنه۔

قال ابن المبارك: ثم التقى أبو حنيفة والاوزاعي بمكة، وكان بينهما اجتماع فرأيته يجاري أبا حنيفة في بعض المسائل التي كانت في الرقعة التي سألته عنها، فرأيت أبا حنيفة يكشف له تلك المسائل بأكثر مما كنت كتبت عنه فلما افترقا لقيت األوزاعي بعد ذلك، فقال: غبطت الرجل بكثرة علمه ووفور عقله۔

عبداللہ بن المبارکؒ فرماتے ہیں میں جب امام اوزاعیؒ کے پاس بیٹھتا تو بعض مرتبہ وہ اپنے بیان کردہ مسائل میں امام ابوحنیفہؒ پر تعریض کرتے، اور بسا اوقات مجھے ملامت کرتے اور ان کے پاس بیٹھنے اور ان سے علم حاصل کرنے سے منع کرتے، تو میں (اپنے دل میں) کہا: یہ صاحب اپنے آپ کو پسند کرتے ہیں اور امام ابوحنیفہ کے سمندر میں غوطہ زن نہیں ہوئے ہیں، لہذا میں نے ایک رقعہ میں چند مسائل جمع کر کے اپنی آستین میں رکھے، جن میں امام ابوحنیفہؒ کے سوالات وجوابات تھے، اور میں ان (امام اوزاعیؒ) کی مجلس میں حاضر ہوا، رقعہ میری آستین میں تھا، پھر میں نے رقعہ میں دیکھ کر ایک مسئلہ ان کے سامنے پیش کیا، تو انہوں نے غیر واضح جواب دیا، پھر دوسرا مسئلہ پوچھا تو وہ خاموش رہے، پھر ایک اور مسئلہ پوچھا تب بھی انہوں نے سکوت کیا، پھر مزید مسئلہ پوچھا تو انہوں نے کہا رقعہ مجھے بتاؤ، میں نے انہیں دے دیا، وہ اس میں غور کرنے لگے، یہاں تک کہ اخیر تک اسے پڑھا، میں نے ان میں تغیر محسوس، پھر آپ کہنے لگے: اے ابوعبدالرحمن یہ کن کے مسائل ہیں اور کن کے جوابات ہیں؟ میں کہا یہ انہیں صاحب کے مسائل ہیں جن کے پاس بیٹھنے سے آپ مجھے منع کرتے ہیں، انہوں نے کہا وہ کون؟ میں نے کہا ابوحنیفہ، وہ کہنے لگے استغفر اللہ، یقیناً میں تو کھلی غلطی پر تھی، اس شخص کو لازم پکڑو، مجھے ان کے بارے میں جو بات پہنچی تھی یہ اس کے برعکس ہیں۔

ابن المبارکؒ کہتے ہیں: پھر امام ابوحنیفہؒ اور امام اوزاعیؒ کی مکہ میں ملاقات ہوئی، اور ان کے درمیان (علمی) مجلس ہوئی، تو میں نے انہیں دیکھا کہ وہ اس رقعہ جس کے مسائل میں نے ان سے پوچھے تھے، کے بعض مسائل کے بارے میں امام ابوحنیفہؒ سے بات کر رہے ہیں، تو میں نے دیکھا کہ میرے لکھنے کی بنسبت امام ابوحنیفہؒ نے مزید وضاحت سے وہ مسائل انہیں بیان کئے، جب مجلس برخاست ہوگئی تو بعد میں میں امام ابوزاعی سے ملا تو کہنے لگے کہ مجھے اس شخص پر رشک ہوا ان کے کثرت علم اور وفور عقل کی وجہ سے۔ **(کشف الآثار الشریفۃ للحارثی: ج۲: ص ۲۲-۲۳)**

<u>**سند کی تحقیق:**</u>

(۱)　امام، حافظ ابومحمد، عبداللہ بن محمد بن یعقوب الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) مشہور صدوق، حافظ الحدیث، فقیہ ہیں اور ان پر جرح مردود ہے۔ **(مجلہ الاجماع: ش۱۹: ص ۲۲)**

(۲)　ابوالفضل، جعفر بن محمد بن احمد القافلانیؒ (م ۳۲۵ھ) ثقہ ہیں۔ (تاریخ الاسلام: ج۷: ص ۵۰۷، تاریخ بغداد: ج۸: ص ۱۳۵، نیز دیکھئے مسند الامام ابی حنیفۃ للحارثی: ج۱: ص ۱۴۱، ۲۳۹)،

(۳)　عبدالکریم بن الہیثم، ابو یحیی البغدادی القطانؒ (م۲۷۸ھ) ثقہ، ثبت، حافظ ہیں۔(**تاریخ الاسلام: ج۶: ص۵۷۰**)

(۴)　محمد بن حاتم بن یونس الجرجرائی المصیصی، ابوجعفر لقبہ حبیؒ (م۲۲۵ھ) سنن ابی داود ونسائی کے راوی اور ثقہ ہیں۔(**تقریب: رقم ۵۷۹۵**)،

(۵)　عبداللہ بن المبارکؒ (م۱۸۱ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، ثبت، فقیہ، امام ہیں۔(**تقریب: رقم ۳۵۷۰**)

اس سند کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں، لہذا یہ سند حسن ہے۔ واللہ اعلم

معلوم ہوا کہ امام الاوزاعیؒ (م۱۵۷ھ) بالآخر، امام ابوحنیفہؒ (م۱۵۰ھ) کے فضل ومقام کے قائل ہوئے تھے۔ والحمدللہ